”آ بھی جاؤ میری جان میں باہر کھڑا ہوں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں“

اس نے میسج ٹائپ کر کے مریم کو جیسے ہی سینڈ کیا اس عمل کے بعد اس کے لبوں کو اک دلکش مسکراہٹ نے چھوا حقیقتاً خدا نے حلال رشتوں میں سکون رکھا ہے اتنے سارے دنوں کی تھکاوٹ کے بعد یہ وہ پل تھا جس نے اس کے تھکان زدہ چہرے پر مسکراہٹ بکھیری تھی

”جی اچھا۔۔بس دو منٹس میں آئی۔۔“

مریم کے جوابی میسج پر عرش شاہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی

ٹھیک دو منٹ بعد وہ نازک سی کلی اسے گیٹ سے نکلتی ہوئی اپنی گاڑی کی جانب بڑھتی ہوئی نظر آئی سیاہ رنگ کے عبائے میں وہ پاکیزہ سی صورت والی لڑکی تین سال سے عرش شاہ کی زندگی بن چکی تھی

شاید یہ اس لڑکی کی سادہ طبیعت اور نیک سیرت کا کمال تھا کہ عرش شاہ کو اپنا دیوانا بنالیا تھا

"السلام علیکم"!..

فرنٹ ڈور کھول کر وہ بیٹھتی ہوئی دھیرے سے اپنی شیریں آواز میں بولی تو عرش شاہ کا دل چاہا اس کے اناری لبوں کو چھولے مگر مریم کی شرمیلی طبیعت کا اسے معلوم تھا کہ اگر ابھی ایسا کچھ کیا تو مریم صاحبہ رونے بیٹھ جائیں گی اپنے جذبات

پر برف ڈال کر ہوش کی دنیا میں واپس آکر عرش نے محض سر ہلا کر سلام کا جواب دیا

"کیسی ہیں میری جان..؟"

کچھ دیر بعد عرش نے اس کی جانب مڑ کر اس کی جھکی نگاہوں کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے پوچھا تو مریم کے لب مسکرائے وہ آج ایک مہینے بعد مل رہے تھے عرش ڈیوٹی کی وجہ سے ایک مہینے سے شہر سے باہر تھا اور اسی دوران مریم کی سالگرہ تھی مگر غیر موجودگی کے باعث آج عرش نے فارغ ہوتے ہی مریم کو اپنا پلین بتایا کہ وہ کچھ دیر اس کے ساتھ باہر گزارنا چاہتا ہے

"جی ٹھیک ہوں.. آپ کیسے ہیں شاہ جی..؟"

مدھم آواز میں پوچھا گیا جبکہ پولیس یونیفارم میں وہ اپنی وجیہہ شخصیت کے ساتھ تھکا ہوا بھی لگ رہا تھا

"الحمداللہ۔۔بس آج کل ٹف ڈیوٹی چل رہی ہے اس لیے تھکا ہوا ہوں لیکن آپ کو دیکھ لیا تو ساری تھکاوٹ ختم ہو گئی۔۔"

مسکرا کر کہتے ہوئے عرش نے گہری نگاہیں اس کے وجود پر ڈالیں مریم اس کی پر تپش نگاہیں خود پر محسوس کرتی سمٹ گئی

"اور سوری جان۔۔اس بار کافی دن بعد آیا ہوں۔۔"

"کوئی بات نہیں۔۔آپ سوری مت کریں۔۔مجھے زامن پاپا نے بتا دیا تھا آپ کسی کیس کی وجہ سے مصروف ہیں۔۔"

وہ زامن کو معذرت کرتا دیکھ کر نفی میں سر ہلاتی گویا ہوئی تو عرش شاہ کو اپنی بیوی کی نرم دلی پر بے شمار پیار آیا چند منٹس کا سفر باتوں میں طے ہوا اور وہ ریسورنٹ پہنچ چکے تھے

"اب تو مجھے پچھتاوا ہو رہا ہے۔۔"!

اپنے سامنے بیٹھی پلیٹ میں چمچ ہلاتی شرمیلی سی کبھی نگاہیں جھکاتی کبھی اٹھاتی مریم کو دیکھتا وہ بڑبڑایا مگر مریم اس کی بات سن کر منتظر تاثرات لیے اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگی

"خیریت؟ کس بات کا۔۔؟"

جب وہ ہنوز خاموشی سے اسے تکتا رہا تو مریم نے مدھم آواز میں پوچھا

”یہی کہ مام ڈیڈ کی بات مان لی لینی چاہیے تھی۔۔“!

”جی بلکل ماں باپ اگر کچھ کہتے ہیں تو اولاد کے لیے بہتر ہی ہوتا ہے۔۔ خیر آپ کون سی بات کا کہہ رہے ہیں۔۔“

وہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے بول رہی تھی عرش جیسا خوبصورت اور وجیہہ مرد شوہر کے روپ میں اس کے سامنے تھا دل میں وہ اپنے خالق کا شکر ادا کر رہی تھی ان تین سالوں میں عرش کی محبت اور عزت مریم نے اپنے لیے لمحہ بہ لمحہ بڑھتے ہوئے محسوس کی تھی

”یہی کہ مجھے آپ کو ساتھ لے کر جانا چاہیے تھا۔۔“

عرش جب بولا تو اس کے انداز میں افسوس تھا جبکہ مریم کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"کوئی بات نہیں۔۔اب خیر سے آگئے آپ۔۔"

"ہاں لیکن۔۔دو دن کے لیے آیا ہوں صرف۔۔"!

عرش نے اسے اطلاع دی آل پل کو عرش کے جانے کا سن کر مریم اداس ہوئی

"خیر سے پھر آیئے گا۔۔"

وہ ہلکا سا مسکرائی تھی کہ وہ عرش کو کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی

"اس بار چلو ناں میرے ساتھ۔۔"!

اس نے حکم نہیں دیا تھا اس کا انداز التجائیں تھا مگر پھر بھی مریم انکار نہ کر سکی اور خاموش رہی

"نہیں۔۔! تمہارے ایگزامز ہونے والے ہیں۔۔"!

مریم کے چہرے پر اداسی اور خاموشی میں چھپی تابعداری محسوس کرتا وہ خود ہی انکار کرتا اسے مشکل سے نکال گیا کیونکہ ایک بار وہ اسے اپنے ساتھ کراچی لے گیا تھا مگر چونکہ وہ خود تو سارا دن ڈیوٹی پر ہوتا تھا پیچھے مریم اکیلی بور ہوتی تھی عرش نے اسے کراچی یونیورسٹی میں داخلہ لے دیا مگر گھر آنے پر وہ خود کو اکیلا پا کر رونے لگی عرش نے اسے مزید ٹائم دینا شروع کر دیا جس سے اس کے رونے اور اکیلے پن میں افاقہ ہوا مگر چونکہ اس اپنی ڈیوٹی ایسی تھی کہ اکثر وہ رات کو گھر نہ آتا یا دیر سے آتا تھا کچھ مہینوں بعد کسی کیس کی وجہ سے اسے مریم کو لاہور چھوڑ کر آنا پڑا کہ وہ خاصا خطرناک کیس تھا اور خود پر حملے کی وجہ سے اس نے مریم کو لاہور بھیج دیا

"آپ ہر ویک اینڈ پہ آیا کریں نا۔۔"!

"جان کوشش تو کرتا ہوں۔۔ لیکن آنا مشکل ہو جاتا ہے۔۔"

"چلیں۔۔ مہینے بعد خیر سے آ تو جاتے ہیں۔۔ ویسے بھی صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔۔"

وہ مسکراہٹ دبائے بولی

"کبھی کبھی صبر کا دورانیہ طویل ہو جائے تو جذبات شدت اختیار کر جاتے ہیں ۔۔اور شدت کسی بھی معاملے میں خیر مقدم نہیں۔۔"

وہ سنجیدہ ہوتا ہوا گویا ہوا تو اک پل کو مریم کا دل اداس ہوا

"مریم مجھے ہر گزرتے لمحے نے یہ احساس دلایا کہ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔آپ میری زندگی ہیں۔۔"

وہ مزید گویا ہوا جبکہ مریم نے سر جھکا لیا اس کے چہرے سے سرشاری جھلک رہی تھی لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی کتنا حسین لمحہ ہوتا ہے نا جب کوئی آپ کو ایسے مان بخشتا ہے اور وہ اور کوئی نہیں آپ کی زندگی ہوتا ہے، خوشی چوگنی ہو جاتی ہے

"عرش میرا بھی سب کچھ آپ ہیں۔۔"

وہ لہجے میں شکر گزاری اور محبت لیے گویا ہوئی

موبائل پر آئے ٹیکسٹ نے مریم کو اپنی جانب متوجہ کیا یہ اس کی ڈاکٹر دوست کا میسج تھا کچھ دنوں سے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی کچھ سوچ کر وہ کل اپنی

گائناکالوجسٹ دوست کے کلینک گئی تھی اور آج اس کی رپورٹس آنی تھی میسج میں اسے کلینک آنے کا بولا گیا تھا اک پل کو مریم سوچ میں پڑی مگر پھر اوکے کا میسج سینڈ کر کے دوبارہ عرش کی جانب متوجہ ہو گئی

//////////////////////////////

"ماما مجھے یہ سوپ بلکل بھی نہیں پینا۔۔"

وہ ویجیٹبل سوپ کو دیکھتی ناک منہ بناتی بولی

"اف خدا میرے۔۔ کیسی ڈاکٹر ہو تم۔۔؟ اپنا خیال رکھ نہیں سکتی مریضوں کا کیا رکھو گی۔۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں۔۔ تمہیں ڈاکٹر بنا کس نے دیا۔۔؟ "

رامین نے امل کے سر پر ہلکی سے چپٹ رسید کی

"اور آپ ماما۔۔ابھی تک چھوٹے بچوں کی طرح مارتی ہیں مجھے۔۔"

سر سہلاتی وہ منہ بسورتی بولی

"دوسری بات۔۔آپ میری قابلیت پر شک مت کیا کریں۔۔آپ کی سب سے قابل اولاد ہوں۔۔ سر فخر سے بلند کر کے کہا کریں امل علی میری قابل بیٹی ہے۔۔آپ کو سب سے زیادہ مجھ سے پیار ہونا چاہیے۔۔"

رامین کو امل کے انداز میں غرور جھلکا تھا یہ سچ تھا کہ وہ ان کی ایکسٹرا اورڈنری بیٹی تھی تعلیم کے علاوہ بھی وہ بہت سی سر گرمیوں اور مقابلوں میں حصہ لیتی تھی اور اول درجہ حاصل کرتی تھی

"بیٹا اگلے گھر یہ ڈگریاں کام نہیں آتیں۔۔ کچھ اخلاق سے بات کیا کرو۔۔اور مجھے اپنے سب بچوں پر فخر ہے۔۔ تم میں کوئی سرخاب کے پر نہیں لگے ہوئے ۔۔جو میں صرف تم سے پیار کروں۔۔"

وہ اسے اچھا خاصا سنا گئیں

"امل میری جان تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے نا۔۔ چلو شاباش یہ دوائی لو۔۔ ورنہ آپ کی ماما نے کالج نہیں جانے دینا آپ کو۔۔"

دونوں ماں بیٹی کی لڑائی کو مزید بڑھنے سے بچانے کے لیے علی نے رامین کو آنکھوں سے خاموش رہنے کا کہا

"پاپا پلیز۔۔ میرا دل نہیں چاہ رہا۔۔"!

امل اس بار ماتھے پر بل ڈالے باپ کو دیکھتی دھیمے سے بولی

"افف خدایا۔۔"

رامین نے ٹرے میز پر رکھی اور کمرے سے نکل گئی

"کہاں جارہی ہو بیٹا۔۔؟"

ماں کو جاتا دیکھ امل بھی بیڈ سے اتری

"پاپا تیار ہونے جارہی ہوں کالج جانا ہے۔۔بہت ضروری ٹیسٹ ہے"

"لیکن بیٹا آج آپ کو بخار ہے چھٹی کرلو۔۔"

وہ اسے واشروم کی جانب بڑھتا دیکھ کر بولے

”نو پاپا۔۔“

وہ دروازہ زور سے پٹختی بولی پیچھے علی سرد آہ بھرتے رہ گئے

//////////////////////////

وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے تو سب لاؤنج میں جمع تھے

آج گھر پر خاصی رونق تھی دراصل ویک اینڈ پر سب اکٹھے ہوتے تھے مریم کی فیملی بھی وہی موجود تھی مریم جب رامین سے ملی تو اس کے چہرے کی چمک دیکھ کر بے ساختہ رامین نے عرش کو دیکھا جس نے ان کی بیٹی کو شہزادیوں کی طرح

رکھا ہوا تھا اور بے ساختہ ان کے دل سے دعا نکلی کہ خدا ان کی دوسری بیٹی کو بھی عرش جیسا محبت اور قدر کرنے والا شوہر دے

”مریم بیٹا عرش اتنے دنوں بعد آیا تھا۔۔ تھکا ہوا ہوگا۔۔ تھوڑا ریسٹ کرنے دیتی۔۔ آتے ساتھ ہی گھومنے چلے گئے آپ لوگ۔۔“

رامین نے دونوں کو مسکرا کر دیکھتے کہا مریم نے ماں کی بات سن کر عرش کو دیکھا ،اس نے تو عرش کو منع کیا تھا

”ارے نہیں آنی۔۔ تھکاوٹ اپنی فیملی کو دیکھ کر ویسے ہی ختم ہو جاتی ہے۔۔“

عرش نے محبت پاش نگاہوں سے مریم کو دیکھتے ہوئے رامین کو کہا اس کی بات سن کر حورین نے زامن شاہ کو دیکھا بے شک عرش اور مریم کی شادی کا ان دونوں کا فیصلہ درست تھا

"بابا امل نہیں آئی۔۔؟"

علی کے گلے لگتے مریم نے پوچھا

"بیٹا وہ کالج گئی تھی نا پہلے ہی بخار تھا تو تھک گئی تھی۔۔گھر پہ ریسٹ کر رہی ہے ۔۔"

علی نے مریم کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے بتایا

"افلاطون ہے یہ لڑکی۔۔ زرا سی بات پر سارا گھر سر پہ اٹھا لیتی ہے۔۔ پتہ نہیں آپی امل کس پہ چلی گئی ہے۔۔ مریم اور اشعل بھی تو ہیں۔۔ ایک عادت جو اس کی اپنے بھائی بہن سے ملتی ہو۔۔ پریشان کر کے رکھ دیا ہے اس لڑکی نے مجھے۔۔"

رامین جھنجھلا کر بولی تھی جبکہ علی اور مریم نے بے بسی سے رامین کو دیکھا ان کے اتنا سمجھانے کے باوجود وہ ہمیشہ ایسے ہی امل کو لے کر پریشان رہتیں تھیں

”ارے رامین۔۔ اتنا کیوں اس بچی کو روکتی ٹوکتی ہو۔۔ ہر بچہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔۔ تمہاری اسی روک ٹوک نے اسے تم سے دور کر دیا ہے۔۔ ورنہ ہم سے تو کبھی نہیں الجھی وہ۔۔“

حورین نے بہن کو گھورتے ہوئے ڈانٹا بے شک وہ اب سمدھن تھیں مگر بہن کا رشتہ پہلے تھا اس دوران عرش اپنے کمرے میں جا چکا تھا

”یہی بات بھابھی۔۔ یہی بات میں سمجھاتا ہوں آپ کی بہن کو۔۔ کہ ہر وقت اس کے پیچھے مت پڑی رہا کرے۔۔ مگر نہیں سمجھتی ہی نہیں آپ کی بہن۔۔“

علی نے رامین سے نظریں چراتے ہوئے حورین سے کہا

”رامین بچی ہے ابھی وہ۔۔وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گی۔۔“

حورین نے سمجھاتے ہوئے کہا تو رامین نے سر جھٹکا

”بچی ہے آپی وہ۔۔؟ مریم سے ایک سال چھوٹی ہے وہ۔۔“

”رامین۔۔ بیس اکیس سال کی لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں۔۔وقت کے ساتھ سمجھدار ہو جائے گی تم فکر نہیں کرو۔۔ عروہ بھی تو ایسی ہی ہے۔۔ان کے باپوں اور بھائیوں نے انہیں بگاڑ کر جو رکھا ہوا ہے۔۔“

حورین مزید بولی تھی اور شرارت سے خاموش بیٹھی عروہ کو دیکھا

"میں نے کیا کیا ہے مام۔۔آپ مجھے کیوں ڈانٹ رہی ہیں۔۔ڈیڈ دیکھیں۔۔
عرش بھائی۔۔ عرش بھائی۔۔"

عروہ حیرت زدہ ہوتی بولی اور پہلے زامن شاہ کو پھر عرش کو پکارتی چلی گئی تو سب
اس کے انداز پر ہنسنے لگے

جبکہ ڈاکٹر سارہ کی کال پر مسکراتی ہوئی مریم اٹھ کر زرا سائیڈ پر گئی

"سوری سارہ میں آج نہیں آسکی۔۔ایکچولی عرش کے ساتھ بہت دن بعد ٹائم
سپینڈ کیا۔۔اس لیے دیر ہو گئی۔۔اب تو میں گھر آگئی ہوں۔۔"

"نہیں کوئی بات نہیں۔۔بٹ صبح ضرور آنا ہے تم نے ہاسپٹل۔۔"

دوسری جانب سنجیدہ سی آواز ابھری

"اچھا ٹھیک ہے۔۔اوکے خدا حافظ۔۔"

کہتے ہی مریم نے کال کاٹ دی جبکہ دوسری کال اس نے امل کو ملائی

"السلام علیکم کیسی ہو مریم۔۔؟"

تیسری بیل پہ امل نے کال پک کی تو اس کی نیند میں ڈوبی آواز سن کر مریم کو اندازہ ہوا کہ وہ گہری نیند سے جاگی ہے

"وعلیکم السلام۔۔سوری میری جان۔۔میں نے تمہیں جگا دیا۔۔"

معذرت کرتی وہ نادم تھی کیونکہ امل کو کوئی نیند سے اٹھاتا تھا تو اس کا سخت موڑ خراب ہو جاتا تھا اور وہ پورا گھر سر پہ اٹھا لیتی تھی

"نو ایٹس اوکے۔۔ تم بتاؤ کیسے فون کیا۔۔؟"

امل کے لیے دیے انداز سے مریم کو اندازہ ہوا کہ اب واقعی امل کا موڑ خراب ہو چکا ہے

"تمہاری طبیعت پوچھنے کے لیے کال کی تھی۔۔ ماما بابا نے بتایا تمہیں فیور ہے ۔۔"

مریم نے تھوڑا ڈرتے ہوئے پوچھا

"ہمم۔۔ ایم ویل۔۔ یو ڈونٹ وری۔۔"

"اوکے گیٹ ویل سون مائی لیٹل سسٹر۔۔"

"بائے۔۔۔"

مریم کے پیار بھرے انداز پر جواباً اس نے کال کاٹ دی تو مریم اداس سا مسکرائی

اس کی بہن ایسی ہی تھی جیسا دل میں آیا، جو دل کیا، وہ کرنا اور وہی بولنا، دکھاوا، لحاظ جیسے لفظ امل علی کی ڈکشنری میں شامل ہی نہیں تھے

//////////////////////////

"ماشاءاللہ۔۔اللہ پاک دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔۔ایسے ہی دونوں خوش رہیں۔۔"

مریم کے اٹھنے کے بعد حورین اسے دیکھتی محبت سے گویا ہوئی

"آمین آپی۔۔ ورنہ مجھے مریم کی طرف سے اتنی فکر تھی۔۔ بلکل آج کل کی لڑکیوں کی طرح چلاکیاں نہیں ہیں اس میں۔۔ یہ تو اللہ کا کرم کہ اس نے میری بیٹی کے نصیب آپ کے گھر پر لکھے۔۔ عرش جیسا سلجھا ہوا بچہ اس کے نصیب میں لکھا۔۔"

رامین خدا کا شکر ادا کرتی بولی تھی

"یہ بات تو ہے واقعی۔۔ مریم بہت اچھی لڑکی ہے۔۔ جانے میرے عرش کے کون سے اعمال کام آ گئے۔۔ جو اتنی نیک لڑکی ملی۔۔"

حورین نے دل سے مریم کی تعریف کی تھی کہ وہ اس قابل تھی اسے سراہا جائے

"آپی آج کل کے بچے اپنی مرضی سے شادی کرتے ہیں۔۔ عرش بھی تو فرمانبردار ہے کہ آپ کے ایک بار کہنے سے رشتے کے لیے ہاں کر دی۔۔"

رامین، بڑی بہن کو دیکھتی بولی جس نے اپنے بیٹے کی بہترین تربیت کی تھی جبکہ علی اور زامن شاہ اپنی باتوں میں مصروف تھے

"بس اللہ ان دونوں کو ساتھ مزید خوشیاں دیکھائے۔۔"

حورین دعائیں دیتی بولی

"اور مریم کی گود ہری بھری کرے۔۔"

رامین بھی مسکرا کر بولی تو حورین کے چہرہ پر چمک آئی اور محبت سے بولی

"آمین آمین۔۔"

//////////////////////

اپنے بالوں میں انگلیوں کا نرم لمس محسوس کرتی وہ نیند سے بیدار ہوئی تھی کروٹ بدلنے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا عرش شاہ کی خمار آلود آنکھوں میں اپنے لیے بے شمار محبت، عزت اور مان کے جذبات سے اس کے پورے وجود میں سرشاری سرائیت کر گئی

"اتنی جلدی اٹھ گئے آپ۔۔؟"

دھیرے سے پوچھا گیا

"میں سویا ہی کب ہوں۔۔! جس کے پہلو میں اتنی خوبصورت بیوی ہو وہ پاگل ہی ہو گا کہ اپنی آنکھوں کو دیدار ہی نہ بخشے۔۔"

بیڈ پر اس کے ساتھ الٹا لیٹا وہ جس انداز میں بولا مریم نے اسے دیکھا وہ سفید بنیان اور کالے ٹراؤزر میں صحت مند جسامت لیے اپنی پوری وجاہت لیے آڑا ترچھا لیٹا ہوا تھا بے ساختہ مریم نے نگاہیں حیاء کے باعث جھکا لیں اس کے چہرے کے خوبصورت رنگ دیکھ کر عرش نے اسے اپنی باہوں میں سمیٹا وہ روز اول کی طرح آج بھی ویسے ہی شرماتی تھی جیسے شادی کی پہلی رات شرمائی تھی

"سنیں۔۔"!

عرش کی باہوں کے چاہت بھرے حصار میں وہ بولی

"جی حکم کریں۔۔"!

وہ اسے سینے سے لگائے اس کی کمر سہلاتا بولا یہی سننے کے لیے ہی تو اس نے عرش کو مخاطب کیا تھا

”آپ کو پتہ ہے جب آپ ایسے بولتے ہیں تو کتنے پیارے لگتے ہیں۔۔؟“

وہ زرا سا سر اٹھا کر عرش کو شرارت سے دیکھتی بولی

”نہیں۔۔آپ بتائیں۔۔کتنا پیارا لگتا ہوں۔۔“

جواباً عرش شاہ نے اس کا ماتھا چوما وہ بولا

”بہت پیارے لگتے ہیں۔۔“

وہ مسکرا کر کہتی ہنستی چلی گئی جبکہ عرش شاہ اس کی ہنسی میں کھو گیا

//////////////////////////

"امل موڑ کیوں آف ہے تمہارا۔۔؟"

وہ تینوں اس وقت لیب میں تھیں اور امل کے سپاٹ چہرے کو دیکھتی عزا نے پوچھا جبکہ اس کی بات پر پاس کھڑی فضہ بھی امل کی جانب متوجہ ہوئی سفید کیپری کے ساتھ سفید ہی گٹنوں تک آتی شرٹ پر کلر فل دوپٹہ گلے میں ڈالے وہ کھلے کاندھے تک آتے بالوں میں بے حد حسین لگ رہی تھی مگر فضہ کو ان کا خاندانی نظام معلوم تھا جہاں کی لڑکیاں اس طرح تو بلکل بھی باہر نہیں نکلتی تھیں مگر جانے امل کو کیوں اتنی چھوٹ تھی جبکہ مریم اور عروہ بھی ان کی

یونیورسٹی میں پڑھتی تھیں اور انہیں کبھی بھی انہوں نے عبائے کے بغیر نہیں دیکھا تھا

"کچھ نہیں یار آج مریم کے سسرال والوں نے آنا ہے ڈنر پر۔۔اور میرا بلکل موڑ نہیں گھر جانے کا۔۔"

امل روکھے سے انداز میں بولی تھی

"مریم کے سسرال والے تمہارے بھی کچھ لگتے ہیں یار۔۔"

عزا نے اسے یاد کروانا ضروری سمجھا

"ہاں لگتے ہیں۔۔بٹ آئی ڈونٹ کیئر۔۔"!

وہ کاندھے اچکاتے لاپرواہی سے بولی

"ایسے تو مت کہوں یار۔۔ تمہاری خالہ تم سے کتنا پیار کرتی ہیں۔۔اور تم ایسے کہہ رہی ہو۔۔"

فضہ کو امل کا انداز برا لگا تبھی ٹوک گئی

"یار بس خالہ ہی اچھی ہیں۔۔انہیں کی وجہ سے میں ان کے گھر والوں کو برداشت کرلیتی ہوں۔۔ورنہ مجھے زہر لگتے ہیں وہ سب۔۔"

امل جو محسوس کرتی تھی وہی بولی

"یار کیسے بات کر رہی ہو تم امل۔۔وہ سب اتنے لونگ ہیں۔۔"

فضہ ہمسائی ہونے کی وجہ سے اس کی فیملی کو اچھے سے جانتی تھی اس سے رہا نہ گیا تو بول اٹھی

"گھر پہ مما اور یہاں تم۔۔ ہر بات پہ ٹوکتی کیوں ہو۔۔؟"

کتابیں شلف پر پٹختی وہ چلائی

"کیا ہو گیا ہے یار۔۔ میں تو بس نارمل بات کر رہی تھی۔۔"

امل کے چلانے پر فضہ دھیمے لہجے میں بولی

"لیکن تمہیں اپنی خالہ کی فیملی سے چڑ کس بات کی ہے۔۔"

عزا نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا وہ اس کی بچپن کی دوستیں تھیں امل کی فطرت جانتی تھی کہ وہ دل میں ضرور کوئی بات رکھے بیٹھی تھی

"عزا یار وہی سو سال پرانی بات کہ اس کے نانا اور نانی کی ڈیتھ زامن انکل کی وجہ سے ہوئی۔۔"

فضہ سر جھٹکتی بولی تو عزا نے امل کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا جبکہ امل نے فوراً جواب دیا

"ہاں تو ہوئی ہے۔۔"

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے امل۔۔ فضول باتیں کیوں سوچتی ہو۔۔؟"

فضہ کو امل پر شدید غصہ آیا تھا

"فضہ اب تم ایک لفظ بھی مت بولنا۔۔"

اس سے پہلے فضہ مزید بولتی امل نے اسے گھورتے ہوئے تنبیہہ کی

"اچھا بتاؤ مریم کیسی ہے۔۔؟"

عزا نے فضہ کو نظروں سے خاموش رہنے کی تنبیہ کی اور امل سے سوال داغا

"ٹھیک ہی ہو گی۔۔"

وہ لمبا سانس لیتی بولی تو اس کے سر سری سے جواب پر اس بار عزا کو بھی دکھ ہوا

"ہر بات ایک طرف امل۔۔ لیکن مریم سے کیا مسلہ ہے تمہیں۔۔؟ میں بہت بار نوٹ کر چکی ہوں جب سے اس کی شادی ہوئی ہے تم اس کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتی۔۔اتنا پیار کرنے والی بہن ہے تمہاری۔۔ جان دیتی ہے تم پہ۔۔"

عزا کو آج جانے کیوں امل کی ان حرکتوں پر غصہ آرہا تھا یہ بچپن کی دوستی ہی تھی کہ عزا اور فضہ بے جھجھک اس سے ہر معاملے پر بات کر لیتی تھیں ورنہ کلاس میں تو کیا پوری یونیورسٹی میں امل علی سے الجھنے کی کسی میں ہمت نہیں تھی

"مجھے اس سے کوئی مسلئہ نہیں ہے عزا۔۔"

امل نے نگاہیں چراتے ہوئے جواب دیا

"بٹ میں نے تو بہت بار نوٹ کیا ہے کہ تم مریم کے بارے میں بات بھی نہیں کرتی ہو۔۔ بہن ہے یار وہ تمہاری۔۔"

”عزا پلیز سٹاپ اٹ۔۔“

امل کے چہرے کے ناگوار تاثرات دیکھتے ہوئے فضہ نے عزا کو کہا تو وہ خاموش ہو گئی

جبکہ ان دونوں کے خاموش ہونے پر امل دیوار پر نگاہیں جمائے بچپن میں کھو گئی وہ دن اسے یاد آیا جب وہ سب ویک اینڈ پر حورین خالہ کے گھر تھے زامن انکل اور اپنے پاپا کے مابین گفتگو نے تیرا سالہ امل کے چلبلے دماغ پر گہرا اثر ڈالا

”زامن کیا ہو گیا ہے۔۔؟اتنا پریشان کیوں ہے۔۔؟“

وہ لوگ کھیل رہے تھے اور وہ چھپنے کے لیے جگہ ڈھونڈ رہی تھی جب اس کے پاپا کی آواز اسے سنائی دی تو وہ وہی دروازے کی اوٹ میں چھپ گئی

”جانتے ہو آج سلیمان شاہ کی برسی ہے۔۔آج بھی مجھے وہ وقت نہیں بھولا جب حورین اور رامین کو میری وجہ سے گھر چھوڑنا پڑا تھا۔۔“

زامن کے لہجے میں آج بھی درد تھا

”زامن یار کیا ہو گیا ہے۔۔وہ سب بھول جا یار۔۔“

”کیسے بھول جاؤں یار۔۔آج بھی بوجھ ہے میرے دل پر۔۔کہیں نہ کہیں سمعیہ چچی اور سلیمان شاہ کی موت کا ذمہ دار میں ہوں۔۔“

”ایسے نہیں کہہ یار۔۔زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔۔“

وہ دونوں ماضی دہرا رہے تھے جبکہ امل سب سن کر شاکڈ ہو گئی

یہ وہ الفاظ تھے جنہوں نے امل کو زامن شاہ سے نفرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا بلکہ زامن شاہ کے ساتھ ساتھ اسے عرش شاہ، اشعر شاہ اور عروہ سے بھی نفرت ہو گئی وقت کے ساتھ اس نے حورین خالہ کے گھر جانا بند کر دیا شاہ ہاؤس کے مکین جب ان کے گھر آتے تو وہ یا تو اپنی دوستوں کے گھر چلی جاتی یا پھر کمرے میں بند ہو جاتی تین سال پہلے جب مریم کا رشتہ عرش شاہ سے ہوا تو امل کا دل کیا عرش شاہ کا قتل کر دے مگر افسوس وہ یہ نہ کر سکی اور مریم اور عرش کی شادی ہو گئی اسے عرش سے نفرت تھی کیونکہ وہ اسے اس کے باپ سے کمپیئر کرتی تھی جب بھی مریم کو دیکھتی تو اس کے چہرے پر درد کی جھلک تلاشتی مگر ہمیشہ ناکام رہی کہ مریم ہمیشہ اسے خوش نظر آئی تھی

///////////////////////////

"واہ جی واہ۔۔آج بڑے بڑے لوگوں نے ہم غریبوں کے غریب خانے کو آمد کا شرف بخشا ہے۔۔"

وہ کچن میں پانی پینے آئی تھی جب پشت سے مردانی آواز نے اسے متوجہ کیا ہاتھ میں گلاس تھامے وہ مڑی تو اشعل دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا مسکرا رہا تھا

"تم میڈیکل پڑھ رہے ہو کہ اردو میں پی ایچ ڈی کر رہے ہو۔۔اتنی پیور اردو بولنے لگے ہو۔۔"!

عروہ مسکرا کر کہتی تھوڑا آگے بڑھی

"یہ عشق کا کمال ہے محترمہ۔۔ بڑے بڑوں کو بہت کچھ سکھا دیتا ہے۔۔"

اشعل نے ایک آنکھ کا کونا دباتے ہوئے شرارت سے کہا جبکہ اس کی بات پر عروہ نے آبرو اچکائے

”عروہ زامن شاہ نام ہے میرا۔۔ تمہارے عشق وشق کے جھانسوں میں نہیں پڑنے والی میں۔۔“

اس مرتبہ عروہ نے گلاس شلف پر پٹخا اور دو ٹوک انداز میں بولی

”عروہ میں تم سے۔۔“

”راستہ چھوڑو اشعل۔۔“!

ابھی اشعل کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ سرد انداز میں کہتی وہ آگے بڑھ گئی جبکہ اشعل نے سرد آہ بھری

وہ بچپن سے اسے پیار کرتا تھا جس کا عروہ سے دانستہ ذکر بھی کیا کرتا تھا مگر عروہ نے کبھی اس کی محبت کو بڑھاوا نہیں دیا تھا اور شاید لڑکیوں کو عروہ زامن شاہ جتنا ہی مضبوط ہونا چاہیے ہر لڑکی کو اپنے جذبات پر اختیار ہونا چاہیے اور یہی بات اشعل کو عروہ کی بہت پسند تھی

///////////////////////

"آپ بہت جلدی جا رہے ہیں۔۔"

وہ بیڈ پر بیٹھی عرش کو جانے کے لیے تیار ہوتا دیکھ رہی تھی جب دھیرے سے عرش کو مخاطب کیا اس کی بات پر برش کرتے عرش کے ہاتھ تھامے

"میری جان۔۔اتنی ہی چھٹی ملی تھی۔۔"

مریم کی اداسی بھانپ کر وہ کاندھے اچکا کر بولا

"آپ نے لی ہی دو دن کی تھی۔۔"

مریم منہ بسورتی بولی

"نیکسٹ ٹائم زیادہ دن کے لیے آؤں گا ڈارلنگ۔۔"

وہ مصنوعی بے چارگی سے بولا اور مریم کی جانب بڑھا

"وعدہ۔۔؟"

"پکا وعدہ۔۔"

مریم کے وعدہ لینے پر عرش مسکراتے ہوئے بولا

”اپنا خیال رکھنا میری جان۔۔میں جلد ہی آؤں گا۔۔“

مریم کو سینے سے لگا کر عرش نے اس کے کان میں سرگوشی کی

”آپ بھی اپنا خیال رکھئیے گا شاہ جی۔۔“

”اوکے جان۔۔“

مریم کے ماتھے پر لب رکھنے کے بعد اس نے اپنی سیاہ جیکٹ پہنی موبائل، چابیاں اور والٹ لے کر جب وہ کمرے سے نکلا تو مریم کا دل جانے کیوں بے ساختہ اداس ہوا ایسا لگا وہ بیڈ پر ڈھے سی گئی جیسے عرش اس سے بہت دور جا رہا ہے

اپنی کیفیت وہ سمجھنے سے قاصر تھی کئی لمحے ایسے ہی گزرے جب موبائل کی آواز سے وہ ہوش میں آئی

"آرہی ہوں میں سارہ۔۔"

موبائل کان سے لگا کر وہ بولتی ہوئی اٹھی اور عبایا پہنے کمرے سے نکلی

"مام میں اپنی دوست سے ملنے جاؤں۔۔"

لاؤنج میں اسے حورین سامنے ہی مل گئی تو فوراً اجازت لے لی

"اوکے بیٹا دھیان سے جانا۔۔اور ڈرائیور کو لے جانا۔۔"

حورین نے مسکراتے ہوئے اسے ہدایت کی جبکہ مریم خدا حافظ کہتی آگے بڑھ گئی

//////////////////////////

''کیا ہوا تم پریشان ہو۔۔؟''

وہ ابھی ہی ڈاکٹر سارہ کے پاس آئی تھی مگر مسلسل خاموش تھی

''نہیں۔۔بس وہ عرش گئے ہیں نا تو۔۔بسسس۔۔''

عرش کے دور جانے پر وہ ایسے ہی اداس ہو جاتی تھی اس کی عرش کے لیے محبت دیکھ کر ڈاکٹر سارہ نے آنکھیں میچیں پھر فوراً کھولیں اور مریم کو دیکھا جو اس وقت وبائے میں ملبوس اجلے نکھرے روپ کے ساتھ اس کے سامنے تھی

"تم نے مجھے کسی ضروری بات کے لیے بلایا تھا نا۔۔؟سب ٹھیک ہے سارہ۔۔ ؟میری رپورٹس آ گئیں۔۔"

مریم نے تھوڑا آگے کو جھکتے ہوئے پوچھا

"ہمم تمہاری رپورٹس آ گئیں ہیں۔۔"

"اچھا۔۔بتاؤ کیا میں پریگننٹ ہوں۔۔؟"

مریم نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تو ڈاکٹر سارہ نے نفی میں سر ہلایا جبکہ مریم کے چہرے پر اداسی کی رمک آئی تھی

"ہمم۔۔ شکر ہے میں نے۔۔اپنی طبیعت کا عرش کو نہیں بتایا تھا ورنہ۔۔
رپورٹ نگیٹیو آنے پر انہیں دکھ ہوتا۔۔"

مریم بھری آواز میں بولی تھی اس نے بہت کچھ سوچا تھا اگر اس کی پریگننسی کی رپورٹ پازیٹو آئی تو عرش کتنا خوش ہو گا باقی سب گھر میں کتنا خوش ہوں گے جشن منایا جائے گا

"میری بات بہت بڑا دل کر کے تمہیں سننی ہو گی مریم۔۔"

چند لمحوں بعد ڈاکٹر سارہ نے اپنے سامنے بیٹھی مریم کو دیکھتے ہوئے اداسی سے کہا

"کیا بات ہے سارہ۔۔؟"

”میں بے شک تمہاری دوست ہوں۔۔ لیکن میں ایک ڈاکٹر بھی ہوں۔۔ میں تم سے چاہ کر بھی یہ حقیقت چھپا نہیں سکتی۔۔“

ڈاکٹر سارہ کے ہر انداز سے پریشانی جھلک رہی تھی

”کیا بات ہے سارہ۔۔ تم مجھے ڈرا رہی ہو۔۔“

مریم کا لہجہ لرز گیا تھا اسے بے چینی سی ہونے لگی تھی کیا اور بھی کچھ تھا جو ڈاکٹر سارہ بتانا چاہتی تھی

”مریم تمہاری رپورٹس ٹھیک نہیں ہیں۔۔“!

ڈاکٹر سارہ افسردگی سے گویا ہوئی جبکہ مریم کی دھڑکن مدھم ہوئی

"کک کیا ہے؟؟ رررپورٹس میں"!

مریم کو ڈھیروں وسوسوں نے آن گھیرا

"مریم تم کبھی ماں نہیں بن سکتی۔۔"!

یہ الفاظ نہیں تھے بلکہ مریم کی محرومی کا سندیسہ تھے کئی لمحے وہ سامنے بیٹھی شہر کی بہترین ڈاکٹر سارہ کو سکتے کی سی کیفیت میں تکتی رہی

"مریم۔۔"!

اپنی جانب پتھرائی نگاہوں سے تکتی مریم کو جب ڈاکٹر سارہ نے پکارا تو مریم نے اسے ایسے دیکھا جیسے امیدوار دیکھتا ہے

”خدا کی ذات سب سے بڑی ہے مریم۔۔انشاءاللہ وہ تمہاری سنیں گے۔۔

ناامید مت ہونا۔۔“

سارہ آج زندگی میں پہلی بار مریم کو تسلی دے رہی تھی وہ اور بھی بہت کچھ بول رہی تھی مگر مریم کی آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے کمرے میں اس کی دبی دبی سسکیاں گونج رہیں تھی مریم ایک صابر اور حوصلہ مند لڑکی تھی ہمیشہ دوسروں کو تسلی دینے والی آج خود ایسی کانچ کی گڑیا کی مانند ٹوٹی تھی کہ سنبھالتے نہیں سنبھل رہی تھی

”میں شاہ جی کو کیسے بتاؤں گی یہ بات سارہ۔۔؟“

یکدم اس کے آنسو تھمے اور وہ روندی آواز میں بولی

”وہ بہت اچھا انسان ہے مریم۔۔وہ خدا کی مصلحت سمجھے گا۔۔“

ڈاکٹر سارہ نے اسے تسلی دی

"ایسا کیوں ہوا سارہ۔۔ میرے ساتھ ہی کیوں۔۔؟"

مریم ایک بار پھر سسکی تھی

"خدا اپنے نیک لوگوں کو ہی آزمائش کے لیے چنتا ہے مریم۔۔"

سارہ نے اسے گلے لگایا تھا اور وہ اپنی محرومی کا سوچتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

//////////////////////

سپاٹ چہرہ لیے وہ ہاسپٹل سے نکلی تھی دل خدا سے ڈھیروں شکوے کر رہا تھا اتنی بڑی کمی، اتنی بڑی آزمائش، اتنی بڑی محرومی!!! وہ جیسے آسمان سے زمین پر پٹختی گئی تھی گاڑی میں بیٹھ کر اس نے کھڑکی سے باہر دیکھنا شروع کیا مگر اسے آج ہر چیز بری لگ رہی تھی وہ یہاں ایک امید لے کر آئی تھی مگر محرومی کی نوید لے کر جا رہی تھی اسے بہت سی آوازیں اپنے آس پاس سنائی دینا شروع ہوئی تھیں

”بس اب ایک دعا پوری ہونی رہ گئی ہے کہ میری بیٹی کی گود بھر جائے۔۔“

یہ اس کی ماں کی آواز تھی جو اسے اکثر و بیشتر یہ دعا دیا کرتی تھیں

”بس خدا جلد میرے بیٹے اور بہو کو اولاد عطا کرے۔۔“

یہ حورین مام کی آواز تھی جو اس کو عرش کے ساتھ خوش دیکھ کر کہہ رہی تھیں

”سارہ پتہ نہیں چکر کیوں آرہے ہیں دو دن سے مجھے۔۔“

یہ اس کی اپنی آواز تھی وہ چند دن پہلے سارہ سے فون پہ بات کرتے ہوئے اسے بتا رہی تھی

”ہائے کہیں گڈ نیوز تو نہیں۔۔“

جواباً ڈاکٹر سارہ کی کھلکھلاتی آواز سنائی دی تھی

”شاہ جی۔۔آپ کو بچے کیسے لگتے ہیں۔۔؟“

عرش کے سینے پر سر رکھے ابھی کل ہی تو اس نے پوچھا تھا جوابا عرش شاہ کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ بکھری تھی اس پل ایک چمک مریم کو اپنی آنکھوں میں اترتی محسوس ہوئی تھی

"اپنے بچے تو جان سے عزیز ہوں گے مجھے۔۔"

مریم کے دونوں رخساروں پر باری باری لب رکھتے ہوئے اس نے جواب دیا تھا

"اور جانتی ہو مجھے بیٹیاں بہت پسند ہیں۔۔ میں اپنی بیٹی کو پلکوں پہ بیٹھا کر رکھوں گا۔۔"

وہ مزید بولا تھا

اور یہ لمحے یاد کرتے ہوئے مریم زار و قطار رونے لگی اس کا دل کیا وہ کہیں دور جا چھپے، جہاں اسے کوئی نہ جانتا ہو!! وہ عرش کا سامنا کیسے کرے گی، عرش کو اتنی بڑی حقیقت کیسے بتائے گی،اور عرش!! وہ اتنی بڑی بات جاننے کے بعد کیا ایسے ہی محبت کرے گا اس سے؟؟

اسے اپنی زندگی بے کار لگ رہی تھی اس کا جی چاہا وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے وہ جب بھی اداس ہوتی تھی عرش کے سینے سے لگ کر خوب روتی تھی مگر فی الوقت اسے وہ شفیق کاندھا میسر نہ تھا

گاڑی شاہ حویلی آکر رکی تو اس نے اپنے آنسو پونچھے شکست زدہ قدموں سے چلتی وہ حویلی میں داخل ہوئی صد شکر کہ کوئی اس وقت لاؤنج میں موجود نہ تھا اپنے کمرے میں آکر اس نے دروازہ لاک کیا اور رونے لگی

شاید اب یہ رونا اس کا ساری زندگی کا تھا عرش کے ساتھ گزارا ایک ایک پل اسے آج رلا رہا تھا جانے عرش شاہ یہ بات سن کر کیا ردعمل دے گا اس سے بھی زیادہ بڑا مسئلہ اسے یہ لگ رہا تھا کہ وہ عرش کو یہ بات کیسے بتائے گی

//////////////////////

"ارے حورین۔۔ عرش کی بیوی مجھے ملنے نہیں آئی۔۔"!

ثناء شاہ نے ساتھ بیٹھیں حورین کو مخاطب کیا

ثناء شاہ، زامن شاہ اور حورین شاہ کی پھوپھو تھیں جو عرصہ دراز سے بیرون ملک رہائش پذیر تھیں مگر چند ماہ پہلے اکلوتے بیٹے اور بہو کی موت کے بعد وہ اپنی پوتی منتہاء کو لے کر پاکستان شفٹ ہوئی تھیں زامن شاہ اور حورین نے انہیں اپنے

ساتھ شاہ حویلی میں رہنے کا کہا مگر ثناء شاہ نے انکار کر دیا مگر وہ اکثر منتہاء کے ہمراہ شاہ حویلی میں پائی جاتیں

اس عرصے میں مریم ہمیشہ ان سے بہت خلوص سے ملتی تھی مگر آج وہ کئی مرتبہ حورین سے مریم کی غیر موجودگی کا پوچھ چکی تھیں

”دراصل پھوپھو شاید مریم کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسی لیے سو رہی ہے۔۔ ورنہ آپ کو پتہ ہے وہ فوراً آتی۔۔“

حورین نے انہیں دیکھتے ہوئے بتایا

”طبیعت کو کیا ہوا ہے۔۔؟ تم نے جا کر دیکھا اسے۔۔؟“

انہوں نے کچھ پر سوچ انداز میں کہا

”نہیں پھوپھو۔۔میں جاکر خود دیکھتی ہوں اسے۔۔“!

حورین کہتے ہوئے اٹھی

”چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔۔“!

وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں

عرش اور مریم کے کمرے کے باہر رک کر حورین نے دروازہ کھٹکھٹایا مگر بے سود

”مریم بیٹا۔۔دروازہ کھولو۔۔“

حورین کو اب پریشانی نے آن گھیرا تھا چند بار دستک کے بعد دروازہ کھل گیا

سامنے کھڑی مریم کو دیکھ کر وہ دونوں ٹھٹھکی تھیں سفید لمبی فراک پر چوڑی دار پاجامہ پہنے سر پر دوپٹہ اوڑھے وہ بکھرے بال چھپائے ہوئے تھی سوجی سرخ آنکھیں اور چہرہ جھکا ہوا تھا مریم کو دیکھ کر حورین کا دل دہلا تھا

"مریم۔۔ کیا ہوا ہے میرا بچہ۔۔؟"

حورین نے آگے بڑھ کر مریم کو سینے سے لگایا تھا اور یہیں مریم کی ہمت جواب دے گئی وہ سسک سسک کر رونے لگی کہ پھوپھو اور حورین بوکھلا گئیں

"بیٹا ہوا کیا ہے بتاؤ تو سہی۔۔!"

بہت دیر بعد بھی جب وہ خاموش نہ ہوئی تو حورین نے اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے پوچھا

"مم مام۔۔"

مریم نے ذرا سا سر بلند کر کے حورین کو دیکھا

"جی میری جان۔۔"!

مریم کے تڑپ کر پکارنے پر حورین بھی تڑپی تھی

"مم مام۔۔ مم میں۔۔ کک کبھی۔۔ مم ماں۔۔۔"

ابھی الفاظ پورے ادا نہیں ہوئے تھے کہ مریم کا سر چکرایا تھا اور وہ بیڈ پر گری تھی

حورین نے پریشانی کے عالم میں پھوپھو کو دیکھا جو خود بھی پریشان نظر آ رہی تھیں

//////////////////////////////

"کیا ہوا بیٹا۔۔؟ سب ٹھیک ہے۔۔؟ مریم ٹھیک تو ہے۔۔"

جیسے ہی حورین نے مریم کا بی پی چیک کر لیا سب اس کی جانب متوجہ ہوئے اور پھوپھو نے استفسار کیا

تقریباً تمام گھر والے جمع ہو چکے تھے رامین بھی وہیں موجود تھی اور سب ہی مریم کے لیے فکر مند تھے

"بی پی لو ہوا ہے پھوپھو مریم کا۔۔اس لیے چکر آرہے ہیں اسے۔۔"

حورین نے رامین کو دیکھتے ہوئے بتایا جبکہ مریم بے حس وحرکت سر جھکائے بیٹھی تھی بلکل ساکن

"او مجھے لگا خدا تین سال بعد مہربان ہو رہا ہے ہم پہ۔۔میں تو خوش خبری کے انتظار میں تھی۔۔"

پھوپھو کے چہرے پر افسردگی واضح تھی جبکہ ان کی بات سن کر سب اداس ہو گئے اور مریم کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر کپڑوں میں جذب ہوا

"اللہ خوش خبری بھی دے گا پھوپھو۔۔ابھی مریم اور عرش کی عمر ہی کیا ہے ۔۔شادی جلدی کرنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم ان دونوں سے امیدیں رکھ لیں۔۔"

حورین نے مریم کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو فوراً پھوپھو کو دیکھتی بولی

"بیٹا تین سال پہلے شادی ہوئی ہے۔۔اور زیادہ دیر کرنے سے حقیقتاً دیر ہی ہو جاتی ہے پھر مسائل پیدا ہوتے ہیں۔۔تم ڈاکٹر ہو مجھ سے زیادہ بہتر سب جانتی ہو۔۔"

پھوپھو نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا تو مریم ایک بار پھر سسکی تو وہ تینوں مریم کی جانب متوجہ ہوئیں

"ارے بیٹا۔۔ تم رونے کیوں لگی ہو۔۔ دل چھوٹا مت کرو۔۔ میں تو ویسے ہی سمجھا رہی تھی۔۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ۔۔ یہ سارے اختیار تو خدا کے ہیں۔۔ وہ جب مرضی ہے تمہیں نوازے گا۔۔"

پھوپھو مریم کی جانب بڑھی اور اس کے سر پر بوسہ دیتی ہوئی بولی تو مریم کے رونے میں روانی آئی

"مریم بیٹا۔۔"

مریم کو سسک کر روتا دیکھ کر رامین اس کی جانب بڑھی اور چپ کروانے لگی

پھوپھو کچھ سوچ کر کمرے سے نکل گئیں جبکہ رامین نے مریم کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما

"آج کیوں میری بچی اتنی پریشان ہے۔۔؟ مجھے بتاؤ مریم۔۔"!

رامین نے مامتا کے سے انداز میں پوچھا

"مم ماما۔۔"!

"بتاؤ بھی مریم بیٹا۔۔جب تک کچھ بتاؤ گی نہیں ہمیں کیسے پتہ چلے گا۔۔"

حورین نے بھی اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا

"بولو بیٹا۔۔"

رامین کو کئی وسوسوں نے آن گھیرا تھا

"عرش نے کچھ کہا ہے بیٹا۔۔"

انہوں نے سر سری پوچھ لیا ورنہ وہ جانتی تھی ان کا بیٹا کبھی بھی مریم کو رلا نہیں سکتا ان کی بات پر مریم نے اور شدت سے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

"مریم کیوں رو رہی ہو میرا بچہ۔۔مجھے نہیں بتاؤ گی کیا۔۔؟کیا تم مجھے ماں نہیں سمجھتی؟بے شک میں نے تمہیں جنم نہیں دیا۔مگر پالا تو ہے۔۔اور تم تو مجھے شاید امل سے بھی زیادہ پیاری ہو۔۔تمہاری تکلیف کیسے مجھے تکلیف نہیں دے گی۔۔پلیز بتاؤ بیٹا کیا ہوا ہے۔۔؟"

رامین نے مسلسل مریم کو پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے دیکھا تو خود بھی روتے ہوئے پوچھا تو مریم تڑپ گئی جبکہ حورین نے رامین کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور اداسی سے بولی

”رامین ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔وہ پہلے ہی اتنا رو رہی ہے۔۔“

”آپی۔۔مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔! مریم بتاؤ بیٹا۔۔کیوں رو رہی ہو۔۔“

پہلے حورین کو جواب دے کر وہ دوبارہ مریم سے مخاطب ہوئیں

”مم ماما۔۔مم میں۔۔کک کبھی۔۔مم ماں۔۔نن نہیں۔۔بب بن۔۔سس سکتی۔۔“

ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں وہ بمشکل بات مکمل کر پائی تھی جب کہ رامین اپنی جگہ ساکت رہ گئی اور مریم کے چہرے پر رکھے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی جبکہ حورین بھی اپنی جگہ ساکت رہ گئی

”مم ماما۔۔ایسا کیوں ہوا میرے ساتھ۔۔؟“

مریم نے رامین کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہا تو رامین کا سکتا ٹوٹا

”مم مریم یہ تم کیا کہہ رہی ہو بیٹا۔۔؟ ہوش میں تو ہو۔۔ایسی فضول بات کیوں بولی تم نے۔۔آئیندہ یہ بات مت بولنا۔۔ایسے مزاق نہیں کرتے پاگل لڑکی۔۔ “

رامین نے اسے ڈانٹنے والے انداز میں کہا تو مریم نے نفی میں سر ہلایا

”رامین صحیح کہہ رہی ہے بیٹا۔۔ایسے مزاق نہیں کرتے بیٹا۔۔“

حورین نے بھی نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

"حورین ماما میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔"

اور پھر اس نے سارہ سے ہوئی اپنی ملاقات سے لے کر اپنی رپورٹس کا رامین اور حورین کو بتادیا وہ ایسی ہی حساس، نازک تھی کہ کچھ بھی چھپا نہ سکی جبکہ حورین اور رامین کئی پل سانس لینا بھول گئی تھیں کمرے میں مریم کی دبی دبی سسکیاں گونج رہی تھیں اور رامین اور حورین بے بسی سے مریم کو دیکھ رہی تھیں اس وقت ان دونوں کو ہی سمجھ نہ آیا کہ مریم کو کیسے تسلی دیں یا کن الفاظ میں اس کی ہمت بندھائیں خود ان دونوں کے لیے بھی تو یہ حقیقت کسی بھیانک خواب کی طرح تھی مگر کمرے سے باہر کھڑے وجود کے چہرے پر یہ بات جان کر زہریلی مسکراہٹ امڑی تھی سکون جیسے اس کی رگ رگ میں سرائیت کر گیا تھا

//////////////////////////

وہ اپنے ہاتھ سے بہتے خون کو دیکھ رہا تھا گولی اس کے ہاتھ کو چھو کر گزری تھی ابھی کچھ دیر پہلے اس پر شدید حملہ ہوا تھا مگر اس نے مخالفین کو زبردست شکست دی تھی وہ نا صرف خود کو اندھا دھن ہوتی فائرنگ سے بچا کر لایا تھا بلکہ اپنے ساتھی انسپکٹرز کے ساتھ مل کر حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی تھی یہ سنسنی خیز خبر ہر نیوز چینل کی زینت بنی ہوئی تھی ہر جگہ ایس پی عرش شاہ کی بہادری کی دھوم مچی ہوئی تھی

اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی ڈریسنگ کرنے کے بعد اب وہ اپنے کمرے میں کرسی کی پشت پر سر ٹکائے آنکھیں میچے بیٹھا تھا جب قدموں کی چاپ سنائی دی مگر عرش شاہ نے آنکھیں وا نہ کیں

"سر۔۔"!

انسپکٹر شمس نے سنجیدگی سے ایس پی عرش شاہ کو مخاطب کیا

"ہمممم؟"

آنکھیں میچے ہنکار بھرا گیا

"سر ایک بار ہاسپٹل چلتے آپ۔۔ یا پھر دوائی لے کر گھر جا کر آرام کر۔۔"

ابھی انسپکٹر شمس کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ عرش شاہ نے آنکھیں کھولیں

"انسپکٹر مدثر کی اب کنڈیشن کیا ہے۔۔؟"

یک سو مختلف سوال پوچھا گیا

”سر۔۔انسپکٹر مدثر انڈر ابزرویشن ہیں۔۔لیکن ڈاکٹرز کا کہنا ہے وہ خطرے سے باہر ہیں۔۔“

انسپکٹر شمس کی بات پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے سے باہر نکلا جہاں اسے دیکھتے سب الرٹ ہو کر کھڑے ہو گئے

”گڈ۔۔آج ہوئے واقعے کے بعد مجھے اپنی ٹیم پر مزید فخر ہے۔۔حملہ پبلک پلیس پر ہوا لیکن جس بہادری سے آج مقابلہ کیا گیا اور شہریوں کو محفوظ رکھا گیا ۔۔آئی ایپری شیئیٹ آل آف یو۔۔“

عرش شاہ کے سنجیدہ انداز مگر فخر سے کہنے سے سب کو خوشی ہوئی

”سر آپ ٹھیک کہتے ہیں اگر ہم اپنی ڈیوٹی کو ایمانداری سے سرانجام دیں تو کوئی بھی پولیس کو برا نہیں کہے گا۔۔“

ان میں سے ایک انسپکٹر بولا تھا

"بلکل۔۔"

عرش شاہ یک لفظی جواب دے کر باہر نکل گیا اور اپنی سرکاری گاڑی کی جانب بڑھا ایک سپاہی نے اس کے لیے دروازہ کھولا

اپنے گھر پہنچ کر اسے مام کی یاد آئی تھی اس ساری صورتحال میں اس کا موبائل ٹوٹ گیا اس نے اپنے ایک بندے سے دوسرا موبائل منگوایا

"مام کال کیوں نہیں پک کر رہیں۔۔"

حورین کو مسلسل کال کرنے پر جب اس نے کال نہ پک کی تو عرش نے مریم کو فون کیا مگر وہ بھی کال نہیں پک کر رہی تھی اتنے میں زامن شاہ کی کال آنے پر عرش نے یس کر کے فون کان سے لگایا

"السلام علیکم ڈیڈ۔۔"!

ہاتھ میں اٹھتے درد کو پس پشت ڈال کر اس نے خود کو خاصا ہشاش بشاش ظاہر کیا

"وعلیکم السلام۔۔ کیسا ہے میرا شیر۔۔؟"

زامن شاہ کی آواز میں اپنے بیٹے کے لیے فخر ہی فخر تھا یقیناً انہیں آج ہوئے واقعے کی خبر مل چکی تھی

"الحمد اللہ ڈیڈ۔۔ بلکل ٹھیک۔۔"

عرش نے شائستگی سے جواب دیا

"گڈ۔۔میرے شیر۔"

"ڈیڈ۔۔مام اور مریم کہاں ہیں؟۔۔میری کال نہیں پک کر رہیں۔۔"!

عرش نے یاد آنے پر پوچھا

"بیٹا یو ڈونٹ وری۔۔کسی کام میں مصروف ہوں گی۔۔میں گھر پہنچ کر کہتا ہوں ان دونوں کو کہ تم سے بات کر لیں۔۔"

زامن نے مسکراتے ہوئے کہا

"تھینکس ڈیڈ۔۔"

"اوکے میرے شیر۔۔ٹیک کیئر۔۔"

"جی ڈیڈ۔۔خدا حافظ۔۔"

کال کاٹ کر عرش شاہ نے جیب سے سگریٹ اور لائیٹر نکالا اور سلگا کر لبوں کو لگا لیا سگریٹ کے کش لیتے ہوئے اسے جانے کیوں مریم کی شدت سے یاد آرہی تھی

"آئی مس یو مریم۔۔"

تصور میں وہ مریم سے مخاطب ہوا تھا مریم کی معصوم باتیں، چھوٹی چھوٹی شرارتیں، فرمانبرداری کو یاد کر کے عرش کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ بکھری تھی اس کا دل کیا وہ اڑ کر مریم کے پاس پہنچ جائے

//////////////////////////////

"خیر تو ہے آج۔۔ کس کی شامت لانا چاہتی ہو جو اتنا مسکرا رہی ہو۔۔"

وہ تینوں کالج گراؤنڈ میں بیٹھی تھیں جب امل کو پر سوچ انداز میں مسکراتے دیکھ کر فضہ نے پوچھا تو عزا بھی متوجہ ہوئی

"پتہ ہے فضہ۔۔ ماما کہتی ہیں۔۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔۔ لیکن کبھی بھی مجھے ان کی یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔۔ لیکن آج میں بھی کہتی ہوں۔۔ واقعی صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔۔"

امل نے ہنوز پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا

"آخر تمہیں کون سا صبر کا پھل مل گیا۔۔ بائی واوے۔۔ تم بر بھی کرتی ہو۔۔ سٹرینج۔۔؟"

فضہ نے کچھ حیران کن تاثرات چہرے پر سجائے مختصر تبصرہ کیا تو عزا نے قہقہہ لگایا جبکہ امل نے جواباً اُن دونوں کو گھورا

"اچھا بتاؤ کیا کہہ رہی تھی تم۔۔؟"

فضہ نے امل کا موڑ بگرتے دیکھ کر فوراً پوچھا

"اچھا سوری۔۔ بتاو بھی یار مریم۔۔"

امل کو ہنوز خاموش دیکھ کر فضہ نے دوبارہ پوچھا

"مریم کبھی ماں نہیں بن سکتی۔۔"!

سپاٹ انداز میں امل گویا ہوئی تو عزا اور فضہ اس کی بات سن کر کئی پل اسے دیکھتی رہیں

"کیا بول رہی ہو امل۔۔؟"

عزا نے نہایت سنجیدگی سے پوچھا

"کل وہ ماما اور حورین خالہ کو بتا رہی تھی۔۔"!

اور پھر ل نے انہیں کل والا واقعہ بتایا جب وہ چھوٹی نانو سے ملنے شاہ حویلی گئی تھی اور مریم کے کمرے کے باہر کھڑی ہو کر اس نے سب باتیں سنی تھیں

”اوو خدا۔۔ بہت دکھ ہو رہا ہے یار۔۔ کتنی اچھی ہے نا مریم۔۔ اتنی ہی بڑی آزمائش خدا نے لی ہے اس سے۔۔“

فضہ کا دل بے حد اداس ہوا وہ نم آنکھوں کو صاف کرتی بولی جبکہ عزا بھی اداس نظر آ رہی تھی ان دونوں کے برعکس امل پرسکون تھی

”عرش شاہ یہی ڈیزرو کرتا ہے۔۔ مریم کی محرومی مطلب عرش شاہ کی محرومی ۔۔“ !

امل نہایت سفاک انداز میں گویا ہوئی تو اس کی سفاکیت دیکھ کر عزا اور فضہ کو شدید دھچکا لگا

"امل۔۔ مریم تمہاری بہن ہے۔۔ وہ اتنی اذیت میں ہے اور تمہیں یہ بے کار باتیں سوجھ رہی ہیں۔۔"

فضہ نے امل کو ڈانٹتے ہوئے کہا

"مریم کے لیے برا لگ رہا ہے مجھے۔۔ عرش شاہ اور اس کے باپ کے گناہ کی لپیٹ میں مریم بھی آگئی ہے۔۔"

اس بار وہ فضہ کو صفائی دے رہی تھی عزا نے افسوس سے امل کو دیکھا

"بے شک مریم تمہاری سگی بہن نہیں ہے۔۔ پر انسان تو ہے نا۔۔ تم دونوں کا بچپن ساتھ گزرا ہے۔۔ ساتھ رہتے ہوئے آپس میں انسیت ہو جاتی ہے۔۔

تمہیں ذرا بھی شرم نہیں آرہی وہ اس وقت اذیت میں ہے اور تم عرش شاہ اور ان کے باپ کے ناکردہ گناہ لے کر بیٹھ گئی ہو۔۔"

فضہ نے اسے اچھا خاصا سنا دیا

"اسی لیے میں مریم کی عرش شاہ کے ساتھ شادی کے خلاف تھی۔۔ مگر ماما اور بابا نے کر دی۔۔"

وہ افسوس کرتی بولی تو ان دونوں نے نفی میں سر ہلایا امل نے مزید بولنا شروع کیا

"اب میں مریم کو عرش شاہ سے دور کر دوں گی۔۔"

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔ یہ کیا بول رہی ہو۔۔"

امل کے پختہ انداز میں کہنے پر فضہ باقاعدہ چیخ پڑی

"میرا دماغ بلکل ٹھیک ہے۔۔ میں مریم کو عرش شاہ سے بہت دور کردوں گی ۔۔ لیکن اس سے پہلے مجھے چھوٹی نانو کو یہ بات بتانی ہے۔۔"

امل بہت سوچ کر بول رہی تھی

"کون سی بات۔۔؟"

"یہی کہ مریم ان کے پوتے کو اولاد نہیں دے سکتی۔۔"

مسکرا کر کہتے آخر میں اس نے قہقہہ لگایا جبکہ فضہ اور عزا امل کی سفاکیت اور نفرت کو دیکھتی رہ گئیں جبکہ امل اب یہ سوچ رہی تھی کہ اسے کیسے جا کر ثناء شاہ کو یہ بات بتانی ہے

//////////////////////

"باپ کا کیا آیا ہے۔۔اس کی بیٹی کے آگے۔۔"

پھوپھو کی بات پر سب نے سر جھکا لیا تھا

"کیا ہو گیا ہے پھوپھو۔۔ مریم کا کیا قصور ہے۔۔"

حورین نے تڑپ کر کہا تھا جانے پھوپھو کو اس بات کی کیسے خبر لگی تھی حالانکہ رامین اور مریم کو فی الحال اس نے کسی کو بھی کچھ بتانے سے منع کیا تھا

"یہ قدرت کا اصول ہے حورین۔۔ باپ کا کیا اولاد بھرتی ہے۔۔"!

آنکھوں میں اترتی نمی کو پونچھتی وہ خود بھی افسردہ تھیں

پلیز ایسا نہیں کہیں۔۔وہ معصوم ہے اس سارے معاملے میں۔۔"!

حورین مزید گویا ہوئی تھی

"میں نے تمہیں کہا تھا زامن۔۔اس کو مت لاؤ حویلی۔۔دور رکھو اس کو حویلی سے۔۔ مگر آخر میں تم نے اسے اپنے گھر کی بہو بنا لیا۔۔اور میری کوئی بات نہیں مانی۔۔حالانکہ جتنا علی، رامین اور تم لوگوں نے کیا ہے اتنا بہت تھا۔۔پالا پوسا، پڑھایا لکھایا، رامین نے ماں کی طرح پیار دیا اسے۔۔اتنا سب کیا کم تھا۔۔اس غلیظ آدمی کی بیٹی کو شاہ خاندان کی بہو بنانے کی کیا ضرورت تھی۔۔؟"

پھوپھو اس بار زامن شاہ کو دیکھتی ہوئی بولی تھیں اس وقت سب لاؤنج میں موجود تھے علی اور رامین ایک صوفے پر ساتھ بیٹھے تھے جبکہ پھوپھو اور حورین ایک ساتھ بیٹھی تھیں اور زامن شاہ سر جھکائے الگ صوفے پر بیٹھا تھا ان کے

الفاظ تیر کی مانند تھے جو لاؤنج میں موجود تمام نفوس کے دلوں میں گھپ رہے تھے

”جس کے باپ، دادا نے ہمارے گھر کو برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، ان کی بیٹی ہے مریم بھی۔۔ کیسے ہماری نسل آگے بڑھ سکتی ہے اس لڑکی سے۔۔“

وہ مزید گویا ہوئی تھیں درحقیقت وہ بے انتہا افسردہ ہو رہی تھیں پرانے بہت سے زخم آج ان کے تازہ ہوئے تھے

”پھوپھو پلیز۔۔“

اس بار رامین نے تڑپ کر انہیں دیکھا تھا

”غلطی تم دونوں کی بھی تھی۔۔رامین اور علی۔۔ تم دونوں کو زیادہ ہمدردی دیکھانے کی ضرورت نہیں تھی۔۔اس وقت اگر تم دونوں بھی مجھ سے جھوٹ نہ بولتے تو ایسے بچے جن کے ماں باپ نہیں ہوتے وہ یتیم خانے میں ہی پلتے ہیں ۔۔ مگر نہیں تم دونوں نے بھی ان دونوں کا ساتھ دیا۔۔“

سر جھکائے بیٹھے علی اور رامین سے کہتے ہوئے وہ پھر زامن شاہ اور حورین سے مخاطب ہوئیں

”پھوپھو وہ ہماری بیہ آپی کی بیٹی ہے۔۔! آپ اس کے لیے اپنے دل کو سخت کیوں کر رہی ہیں۔۔“

اس بار زامن نے انہیں مخاطب کیا تھا

"مگر وہ اس شخص کی بھی بیٹی ہے جس نے ہماری بیہ کو بے انتہا اذیت دی۔۔ اتنے گہرے زخم دیے ہماری بیہ کو کہ۔۔ ہمارا پورا خاندان آج تک وہ اذیت نہ بھلا سکا۔۔"

بولتے ہوئے ان کی آنکھیں برس رہی تھیں جبکہ ان کی باتوں سے باقی سب بھی ماضی میں کھو گئے تھے

"زامن تمہیں ہنی کے ساتھ مریم کو بھی باہر ہی بھیج دینا چاہیے تھا۔۔"

وہ پھر زامن سے مخاطب ہوئی تھیں زامن کو وہ وقت یاد آیا جب بیہ آپی کا انتقال ہوا تھا اور ہنی اور مریم بلکل بے سہارا ہو گئے تھے مریم تو اس وقت شاید ایک سال کی تھی تب ان دونوں کو وہ اپنے ساتھ لے آیا تھا مگر پھوپھو نے اس وقت ہی شرط رکھ دی تھی کہ یا ان بچوں کے ساتھ تعلق رکھا جائے یا پھر ان سے، اس وقت زامن اور حورین نے انہیں بہت سمجھایا کہ یہ بیہ کی بھی تو اولاد ہیں مگر

پھوپھو کسی طور نہ مانی اس مشکل وقت میں علی اور رامین نے مریم کو اپنے ساتھ رکھ لیا جبکہ ہنی کو امریکہ بھیج دیا تا کہ وہ اپنے باپ کے ماضی سے دور رہے اور کسی قابل ہو جائے

"ان ساری باتوں کو مریم سے مت جوڑیں پھوپھو۔۔ مریم اس گھر کی بہو ہی نہیں۔۔ بیٹی بھی ہے۔۔"

زامن نے مضبوط لہجے میں انہیں کہا

"جس نے ہماری بیہ کو اتنا ستایا کہ اسے قبر میں اتار دیا۔۔ اس شخص کی اولاد ہمیں کیسے اچھی لگ سکتی ہے زامن۔۔ ہمارے گھر کی جان تھی بیہ۔۔ عاشر اور امی، بیہ کے دکھ میں ہی دنیا سے چلے گئے۔۔ وقتی طور پر میں نے عرش کی وجہ سے اسے قبول کیا تھا مگر حقیقتاً وہ اس شخص کی بیٹی ہے جس سے شاہ حویلی کو ہمیشہ دکھ ہی ملے ہیں۔۔"

کہتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو آ گئے باقی سب بھی افسردہ ہو گئے جبکہ زینے اترتی مریم میں مزید کچھ شخت سننے کی سکت نہ رہی اور وہ روتے ہوئے واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئ

”پھوپھو۔۔! مریم اور ہنی ہماری بیہ آپی کے بچے ہیں۔۔آخری وقت میں انہوں نے اپنے دونوں بچوں کی ذمہ داری مجھے دی تھی۔۔خدا کی قسم اگر مریم کی آنکھ میں حویلی کے کسی بھی فرد کی وجہ سے آنسو آیا تو میں اس کے ساتھ سختی سے پیش آؤں گا۔۔کوئی بھی مریم کو اس بات کا طعنہ نہیں دے گا۔۔عرش سے میری بات ہو گئی ہے اس بارے میں۔۔وہ شام تک آ جائے گا۔۔باقی وہ خود ہی مریم کو سنبھال لے گا۔۔“

زامن شاہ نے اپنے مخصوص رعب دار انداز میں کہا اور وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی سمت بڑھ دیا باقی سب خاموش بیٹھے رہ گئے

"حورین مجھے ایک بات تو بتاؤ۔۔؟"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پھوپھو پھر سے مخاطب ہوئیں

"جی پھوپھو۔۔پوچھیں۔۔"!

حورین نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا

"کیا ساری عمر ہمارا عرش اولاد کے لیے ترسے گا۔۔؟"

ان کا سوال ایسا تھا کہ سب اپنی جگہ منجمد ہو گئے حورین کی آنکھوں میں عرش کی تصویر لہرائی

”اللہ نہ کرے۔۔خدا کی ذات سب سے بڑی ہے۔۔دعاؤں میں بہت طاقت ہوتی ہے۔۔خدا مریم کی گود بھرے گا۔۔“

حورین نے رامین کی جانب دیکھتے ہوئے پھوپھو کو یقین سے کہا

”چند سال بعد تم لوگوں کو احساس ہو گا تم لوگ عرش کے ساتھ کتنا غلط کر رہے ہو۔۔ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے۔۔چھبیس سال!۔۔اس عمر میں تو لڑکوں کی شادی بھی نہیں ہوتی۔۔میری بات مانو حورین تو اس کی دوسری شادی کر دو۔۔“

انہوں نے بظاہر سخت بنتے ہوئے کہا مگر دل ان کا بھی پریشان تھا

”پھوپھو کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔؟“

پھوپھو کی بات پر رامین اٹھ کھڑی ہوئی

""تم لوگوں نے ویسے ہی ہمدردی کی ورنہ خاندان میں اور بھی اچھی لڑکیاں تھیں۔۔منتہاء تھی۔۔امل تھی۔۔ تمہیں یہ دونوں نظر نہیں آئیں حورین۔۔ بتاؤ مجھے""

وہ سوالیہ نظروں سے حورین سے پوچھ رہی تھیں جبکہ حورین نے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا اور علی سے مزید کوئی بات برداشت نہ ہوئی وہ بھی سپاٹ چہرہ لیے شاہ حویلی سے چلا گیا

""پھوپھو آپ ہی ہماری بڑی ہیں۔۔بلاشبہ آپ ہم سے بہتر فیصلہ کر سکتی ہیں ۔۔مگر پلیز ایسی کوئی بات مت کیجئے گا جس سے مریم کا دل ٹوٹے۔۔""

ان کی بات کو نظرانداز کر کے حورین نے اپنی بات کہی تو انھوں نے اثبات میں سر ہلایا

"دیکھو بیٹا۔۔ میں کوئی دشمن نہیں ہوں تم لوگوں کی۔۔ عرش، شاہ خاندان کا بڑا وارث ہے۔۔اس کی بیوی کا انتخاب کرتے ہوئے خصوصاً تمہیں پہلے خاندان کی لڑکیوں کو نظر میں رکھنا چاہیے تھا۔۔ بات ابھی بھی نہیں بگڑی۔۔ منتہاء یا امل ۔۔دونوں میں سے کسی سے بھی عرش کی شادی کروادو۔۔ باقی مریم کو عرش چھوڑے یا نہ چھوڑے۔۔ یہ اس کی مرضی۔۔ کم از کم اولاد تو ہو گی نا۔۔دوسری شادی سے۔۔"

ان کے تفصیلی مشورے کو سن کر حورین اور رامین ایک دوسرے کو دیکھنے لگی

"امل کی طرف سے تو انکار سمجھیں آپ پھوپھو۔۔ میں اپنی دونوں بیٹیوں کو جانتے بوجھتے ہوئے اذیت میں مبتلا نہیں کر سکتی۔۔"

رامین کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی

”پلیز پھوپھو۔۔زامن کے سامنے ایسی کوئی بات مت کیجئے گا۔۔ان کے لیے مریم صرف ان کی بہو یا ان کی بہن کی بیٹی نہیں ہے۔۔بلکہ وہ مریم اور عروہ میں کوئی فرق نہیں کرتے۔۔“

باہر نکلتے ہوئے حورین کے الفاظ رامین کی سماعتوں تک پہنچے تو اس کے دل کو یک گونہ سکون پہنچا

//////////////////////////

وہ اپنے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھول کر اندر داخل ہوا تو وہ سامنے ہی بیڈ پر سیدھی لیٹی چھت کو گھور رہی تھی کمرے میں مدھم سی روشنی تھی جو اطراف کو

واضح کررہی تھی رات کے اس پہر وہ جاگ رہی تھی مطلب جیسا اس نے سوچا تھا اس نے اپنی ویسی ہی حالت بنالی تھی وہ دروازہ لاکڈ کرتا بیگ اتارتا اس کے قریب پہنچا تھا وہ پولیس وردی میں ہی ملبوس تھا شرٹ کے بازو کہنیوں تک موڑے ہوئے وہ خاصا تھکا ہوا لگ رہا تھا جبکہ مریم مسلسل ساکت نگاہوں سے چھت کو گھور رہی تھی عرش شاہ نے اپنی زیرک نگاہوں سے ایک نظر میں ہی اس کے نازک وجود کا جائزہ لیا تھا

وہ کالے رنگ کی ریشمی فراک، چوڑی دار پاجامہ زیب تن کیے ہوئے تھی جبکہ دوپٹہ کچھ فاصلے پر پڑا تھا سیاہ رنگ میں اس کی سفید رنگت مزید دمک رہی تھی مگر ہر پل جس چہرے پر رونق رہتی تھی آج وہ پاکیزہ چہرہ زرد اور تھکان زدہ لگ رہا تھا مریم کی یہ حالت دیکھ کر عرش شاہ کے دل کو دھچکا لگا وہ اپنی جان سے عزیز بیوی کو کبھی بھی اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا

"مریم۔۔"!

عرش کی آواز بمشکل اسے خود کو سنائی دی تھی جانے مریم نے سنی تھی یا نہیں مگر وہ مسلسل چھت کو گھور رہا تھا

”مریم میری جان۔۔میری زندگی۔۔“!

عرش محبت سے کہتے ہوئے اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھ گیا

عرش کی محبت بھری آواز سنتے ہی مریم نے چہرے کا رخ عرش شاہ کی سمت کیا

”کیوں اپنے آپ کو اذیت دے رہی ہیں آپ مریم۔۔؟“

عرش نے جھک کر اس کے ماتھے پر حدت بھرا لمس چھوڑا تو عرش کے اس قدر محبت بھرے انداز سے مریم کی آنکھیں بھیگنے لگیں اور یہی سوچ اس کے ذہن

میں آئی کہ اس کی اتنی بڑی محرومی جاننے کے بعد کیا عرش اسے ایسے ہی پیار اور مان دے گا

"شش شاہ جی۔۔"!

مریم اسے مخاطب کرتی اس کے سینے سے لگ گئی اور سسکنے لگی

"شاہ جی۔۔ مم میں۔۔"!

عرش کے گرد سختی سے اپنے بازوؤں کا حصار بنائے وہ بولی تھی

"جی میری جان۔۔ حکم کریں۔۔"!

عرش نے بھی اس کے گرد حصار کرتے ہوئے دھیرے سے کہا تو مریم کے رونے میں مزید روانی آئی

"ایسے مت روئیں میری جان۔۔ میں آپ کی آنکھوں میں آنسو نہیں برداشت کر سکتا۔۔"

عرش نے اسے خود سے جدا کیا اور آنسو پونچھتا بول رہا تھا

"شاہ جی۔۔ ممم میں۔۔ کبھی ماں"!!

عرش نے مریم کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے مزید بولنے سے روک دیا جبکہ مریم اب پتھرائی نگاہوں سے عرش کو دیکھ رہی تھی

"کچھ بھی نہیں ہوا مریم۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔ خود کو ریلیکس رکھیں۔۔"

عرش نے اس کی کمر سہلاتے ہوئے کہا

"آپ کو نہیں پتہ۔۔"!

مریم نفی میں سر ہلاتے ہوئے گویا ہوئی

"کیا نہیں پتہ۔۔؟سب پتہ ہے مجھے۔۔"!

عرش نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"نہیں پتہ آپ کو کچھ بھی۔۔کہ میں۔۔"!

مریم نے بولتے ہوئے سر جھکا لیا جبکہ اس کی بات ادھورا چھوڑنے پر عرش نے اس سے پوچھا

"کیا آپ۔۔؟"

"شاہ جی۔۔میں کبھی مم ماں۔۔!"

عرش نے پھر اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے مزید بولنے سے روکا

"سب جانتا ہوں میں مریم۔۔ایسا کچھ بھی سوچ کر آپ خود کو اذیت نہ دیں۔۔ فی الحال کچھ بھی مت سوچیں۔۔میں ہوں نا آپ کے پاس۔۔اور میرے پاس آپ ہیں۔۔کیا ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے کافی نہیں۔۔؟"

عرش نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر آخر میں اس سے سوال کیا تو مریم مزید شدت سے رونے لگی

"پلیز مریم۔۔ایسے مت روئیں۔۔"

عرش نے اسے دوبادہ خود میں بھینچ لیا

"مم میں آپ کو کوئی خوشی نہیں دے سکتی۔۔"

رونے کے باعث وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کر پائی تھی

"آپ بذات خود میری خوشی ہیں مریم۔۔"

عرش نے اس کے دائیں نم رخسار کو لبوں سے چھوتے ہوئے کہا تو مریم دوبارہ روتے ہوئے بولی

"مم میں آپ کو اولاد نہیں دے سکتی۔۔"

"انشاءاللہ خدا ہمیں اس نعمت سے محروم نہیں کرے گا۔۔آپ کو خدا پر کامل یقین ہونا چاہیے۔۔"

مریم کی بات تحمل سے سننے کے بعد عرش نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا

"چھوٹی نانو صحیح کہتی ہیں۔۔ مم مجھے میرے باپ کے کیے کی سزا ملی ہے۔۔"

وہ عرش کی بات یک سو نظر انداز کر گئی تھی جبکہ آج دوپہر پھوپھو کی باتیں سن کر وہ جو بے حد دل برداشتہ ہوئی تھی یہی باتیں اسے مزید محرومی کا احساس دلا رہی تھیں

"مریم۔۔یہ کس طرح کی بات کہی ہے آپ نے میری جان۔۔؟"

عرش کے ماتھے پر بل پڑے تھے

"میں آپ کے قابل نہیں ہوں شاہ جی۔۔!مم میں غلیظ باپ کی غلیظ اولاد۔۔ "

مریم تو روتے ہوئے بول گئی مگر اس کی بات عرش شاہ نے کمال ضبط سے سنی

"مریم آپ بلکل اپنے نام کی طرح پاکیزہ ہیں۔۔میں عرش شاہ اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ پاکیزہ ہیں۔۔آئیندہ آپ ایسی کوئی بات نہیں کریں گی۔۔ بس یہ یاد رکھیں۔۔آپ مریم عرش شاہ ہیں۔۔یہی آپ کی اب پہچان ہے۔۔ باقی جہاں تک بات اولاد کی ہے تو۔۔خدا جب چاہے گا ہمیں اپنی نعمت سے ضرور نوازے گا۔۔ہم دونوں اس وقت کا صبر سے انتظار کریں گے۔۔"

عرش کی گردن اور کسرتی بازوؤں کی رگیں تن گئی تھیں مگر وہ بہت تحمل سے بول رہا تھا جبکہ اس کی بات پر مریم بلکل خاموش ہو گئی تھی

کافی دیر عرش اسے نرمی سے سمجھاتا رہا یہاں تک کہ اسے محسوس ہوا کہ مریم کسی حد تک سنبھل گئی ہے

//////////////////////////

”حورین، پھوپھو کی بات سنی تم نے۔۔“

حورین جب کمرے میں داخل ہوئی تو زامن شاہ نے اسے کلائی سے تھام کر اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھایا اور گویا ہوا

”کون سی بات۔۔؟“

حورین نے نگاہیں چراتے ہوئے پوچھا

”یہی کہ باپ کا کیا اولاد کے آگے آتا ہے۔۔“!

وہ زمین کو گھورتے ہوئے گویا ہوا

”زامن آپ یہ سب مت سوچیں۔۔“

حورین نے زامن شاہ کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

”نہیں حورین۔۔ پھوپھو کی باتوں نے مجھے یہ سب سوچنے پر مجبور کیا ہے۔۔ کہ واقعی باپ کا کیا اولاد کے آگے آتا ہے۔۔ ورنہ مریم تو بلکل بے قصور ہے۔۔ اس جیسی نیک بچیاں آج کے زمانے میں بہت کم ہوتی ہیں۔۔ عاصم کا تو عکس بھی نہیں ہے اس میں۔۔ ہاں بیہ آپی جیسی لگتی ہے مجھے۔۔ مگر دیکھا تم نے۔۔ قدرت نے اسے سزا کے لیے چنا۔۔“

زامن سپاٹ انداز میں بولا تھا

”زامن آپ ایسے مت سوچیں۔۔ خدا ناانصافی نہیں کرتا کسی کے بھی ساتھ ۔۔ بلکہ اپنے سے قریب لوگوں کا امتحان لیتا ہے۔۔ تاکہ انہیں اپنے مزید قریب کر سکے۔۔“

حورین، زامن کی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ کر تڑپ کر گویا ہوئی

"تم بھی تو بے قصور تھی۔۔ حورین تم نے تو مجھے دل سے معاف کیا ہے نا۔۔ حورین۔۔ میری عروہ بھی بے قصور ہے۔۔ جو کچھ کیا ماضی میں وہ میں نے کیا۔۔ کہیں مریم کی طرح میری بیٹی بھی میرے کفارے ادا۔۔"

زامن بچوں کی طرح روتے ہوئے بول رہا تھا

"زامن پلیز ایسا مت کہیں آپ۔۔ عاصم کو مرتے دم تک اپنے کسی گناہ کا احساس نہیں تھا۔۔ مگر آپ کو احساس تھا آپ نے معافی مانگی۔۔ آپ پلیز ایسا کچھ مت سوچیں۔۔"

زامن شاہ کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر وہ اس سے بولی تھی

”حورین تم دعا کرو۔۔ تم تو ماں ہو نا۔۔ عروہ کے لیے دعا کرو۔۔ کہ خدا کو اگر سزا دینی ہے تو وہ مجھے دیدے۔۔ مگر میری بیٹی کے آگے نا آئے میرا کیا۔۔“

زامن شاہ آج بہت ٹوٹا ہوا تھا حورین کا دل بھی زامن شاہ کی حالت دیکھ کر رو رہا تھا

”زامن ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔ پلیز خود کو سنبھالیں۔۔“

وہ روتے ہوئے بولی تو زامن یکدم خاموش ہو گیا جبکہ حورین کو زامن شاہ کی خاموشی بھی اذیت دے رہی تھی

//////////////////////////

وہ اگلے دن شاہ حویلی آئی تھی یہ دیکھنے کہ چھوٹی نانو کو سب بتانے کے بعد وہاں کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں زامن شاہ اور عرش شاہ کی کیا حالت ہے ماما نے اسے عرش شاہ کی آمد کی خبر رات کو ہی دے دی تھی وہ عرش شاہ اور زامن شاہ کو اذیت میں دیکھنے کی خواہش مند تھی پہلے وہ چھوٹی نانو کے پاس پہنچی کچھ دیر ان کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ مریم کے کمرے کی جانب بڑھتی جب اسے سیڑھیوں کے پاس سے کچھ آوازیں سنائی دی تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ سیڑھی کی اوٹ میں چھپ کر سننے لگی

"تم کیوں رو رہی ہو۔۔؟"

یہ تو اشعل کی آواز تھی مگر وہ کس سے مخاطب تھا

"کیوں کہ ہمارا پورا گھر رو رہا ہے۔۔"

یہ عروہ کی آواز تھی مگر اشعل اور عروہ کیا کر رہے ہیں اسے حیرت ہوئی

"عروہ ہم رونے کے بجائے دعا بھی تو کر سکتے ہیں۔۔ کہ اللہ ہماری مریم کو بے بی دے۔۔"

"مریم بھابھی بہت اچھی ہیں۔۔ اور عرش بھیا تو میرے ہیرو ہیں۔۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے ساتھ ایسا کیوں کیا۔۔"

"کیوں کہ وہ دونوں اللہ کو بھی پیارے ہیں اسی لیے خدا ان کی آزمائش لے رہا ہے۔۔"

مزید سننے کے بجائے امل وہاں سے ہٹ گئی اور مریم کے کمرے کی جانب بڑھ گئی

دور سے ہی عرش شاہ اسے کمرے سے نکلتا نظر آیا سفید شلوار قمیض پہنے کف کہنیوں تک موڑے وہ بلکل سنجیدہ تھا بالوں میں ہاتھ پھرتا وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس سے گزر گیا امل نے مڑ کر اسے دیکھا یہاں تک کہ عرش شاہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا

"ابھی تو شروعات ہے عرش شاہ۔۔ آگے دیکھنا تم اور تمہارا گھر مزید تڑپیں گے ۔۔"

شاطرانہ انداز میں کہتے ہوئے وہ آگے بڑھ گئی کمرے کا دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوئی تو مریم سامنے ہی کرسی پر بیٹھی تھی سرخ رنگ کے جوڑے میں دوپٹہ اوڑھے بیٹھی تھی وضو کا پانی چہرے پر چمکتا اسے مزید دلکش بنا رہا تھا وہ شاید نماز پڑھنے لگی تھی چہرے پر زمانوں کی تھکان تھی جیسے لمبی مسافت طے کر رہی ہو

امل کو اس سب میں پہلی بار مریم کو دیکھ کر بے تحاشہ دکھ ہوا چاہے شاہ حویلی کے مکینوں سے وہ کتنی بھی نفرت کیوں نہ کرتی ہو مگر مریم اس کی بہن تھی وہ بہن جو اس پر جان دیتی تھی اسے اس حالت میں دیکھ کر اس کا دل دہل گیا

دروازہ بند ہونے کی آواز سے مریم، امل کی جانب متوجہ ہو چکی تھی جبکہ امل نے اپنے قدم مریم کی جانب بڑھائے مریم بھی لپک کر امل کے گلے لگ گئی مریم کے رونے میں اتنا درد اور شدت تھی کہ امل بھی خاموش آنسو بہانے لگی اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کن الفاظ میں مریم کو تسلی دے اس کا دل مریم کی حالت دیکھ کر تڑپنے لگا وہ یہاں شاہ حویلی کے مکینوں کو تڑپتا ہوا دیکھنے آئی تھی مگر خود اپنی بہن کے درد کو محسوس کر کے تڑپ رہی تھی

//////////////////////

کافی دن گزر گئے تھے لیکن عرش شاہ ابھی تک حویلی میں ہی موجود تھا جیسے واپسی کا ارادہ ہی نہ رکھتا ہو وہ زیادہ تر مریم کے ساتھ پایا جاتا تھا کافی حد تک مریم

بھی سنبھل چکی تھی یہ تبدیلی یقیناً عرش شاہ کی بے شمار محبت ،اور خیال رکھنے کی وجہ سے تھی ورنہ اتنی بڑی بات کے بعد وہ ٹوٹ گئی تھی جسے عرش شاہ نے بڑی محبت سے سمیٹا تھا

امل بھی بہت دن سے کسی موقع کی تلاش میں تھی

کہ ایسا کچھ کرے تاکہ مریم، عرش شاہ کو چھوڑ دے وہ جانتی تھی عرش شاہ، مریم سے بے تحاشہ محبت کرنے لگا ہے مریم کی جدائی یقیناً عرش شاہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی اور جب شاہ حویلی کا بڑا وارث مجنوں بنا پھرے گا تو زامن شاہ بھی منہ کے بل گرے گا اور یہی سے تو شاہ حویلی کی بربادی کی شروعات ہو گی

اپنی سوچوں میں گم وہ آج پھر حویلی آئی تھی جہاں کسی تقریب کی تیاریاں عروج پر تھیں وہ جانتی تھی یہ انتظام زامن شاہ اور حورین کی شادی کی سالگرہ کے سلسلے میں منعقد ہوئی ہے اور اس دن سے بہتر پلان پر عمل کرنے کا اور کون سا دن ہو

سکتا ہے امل علی آج مسرور سی حویلی میں داخل ہوئی تھی سرخ رنگ کی لانگ فراک اور چوڑی دار پاجامہ زیب تن کیے دوپٹہ کاندھے کے ایک طرف سینے پر پھیلائے وہ اچھی خاصی تیار تھی بال اس کے جوڑے کی صورت میں بندھے ہوئے تھے جس کی وجہ سے کانوں میں پہنے جھمکے مزید اس کی شخصیت کو دلکش بنا رہے تھے

ہر طرف مہمان تھے شاہ حویلی خوبصورتی سے سجی ہوئی تھی اس کی نگاہ شاہ حویلی کے مکینوں کو تلاش رہی تھیں جو کہ خوش گپیوں میں مگن تھے حورین کے ساتھ کھڑا ازامن شاہ سفید تھری پیس میں آج بھی بے حد وجیہہ لگ رہا تھا مگر امل علی کو اس سے نفرت محسوس ہوئی نگاہ پھیر کر حورین کو دیکھا جو سیاہ ساڑھی میں دمکتے چہرے کے ساتھ اس پارٹی کا حسن لگ رہی تھی انہیں دیکھ کر امل کے لب مسکرائے پھر باری باری سب کا جائزہ لینے کے بعد امل کی نظر عرش شاہ اور مریم پر پڑی جو اشعر شاہ کی کسی بات پر مسکرا رہے تھے

ان دونوں بھائیوں کو مسکراتے دیکھ کر امل کا خون کھول گیا وہ دونوں بھائی بلیک کلر کے تھری پیس میں ملبوس تھے اگر نفرت کو ایک طرف رکھ کر دیکھا جائے تو زامن شاہ کے دونوں بیٹے ان کی طرح بے حد وجیہہ مرد تھے سر جھٹکتی وہ مریم کی جانب متوجہ ہوئی جو سرخ رنگ کی ساڑھی میں بے حد حسین لگ رہی تھی اتنی بڑی بات کے بعد بھی آج وہ اسے مسکراتے دیکھ رہی تھی تو یہ سب عرش شاہ کی کوششوں کا ثمر تھا ایک پل کو تو اس کا دل کیا کہ وہ جو سوچ کر آئی ہے اسے یہیں ختم کر دے اگر مریم، عرش شاہ کے ساتھ خوش ہے تو یقیناً عرش شاہ میں کوئی تو ایسی خوبی ہے ورنہ اتنی بڑی بات جاننے کے بعد تو محبتیں پھیکی پڑ جاتی ہیں مگر یہاں تو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو

کیا مریم کو عرش شاہ سے زیادہ کوئی اتنا چاہ سکتا ہے ؟؟ کیا مریم عرش شاہ سے زیادہ کسی کو چاہ سکتی ہو ؟؟ کیا مریم، عرش شاہ سے جدائی کے بعد خوش رہ سکے گی ؟؟

اک پل کو اس کے قدم ڈگمگائے تھے زامن شاہ کی اولاد کو برباد کرتے کرتے کہیں وہ اپنی بہن کو ہی اذیت نہ دیدے مگر نہیں وہ پیچھے نہیں ہٹے گی کسی صورت بھی نہیں اپنے ضمیر کی آواز کو ڈپٹ کر وہ ایک بار پھر اپنے ارادے میں پختہ تھی

///////////////////////////

"اچھی لگ رہی ہو۔۔ منتہاء جو کہ کچھ فاصلے پر لگے آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر اپنے خوبصورت لمبے بال درست کر رہی تھی اشعر شاہ کی آواز پر پلٹی

"تم بھی بس ٹھیک لگ رہے ہو۔۔"!

اشعر شاہ کی پر وقار شخصیت کو دیکھتے ہوئے وہ مسکراہٹ دبائے بولی تھی

"اونہہ۔۔ تم ناپٹو گی میرے ہاتھ سے۔۔"

اشعر شاہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو وہ کھلکھلا اٹھی

"دیکھو اس محفل میں سب سے زیادہ حسین تو حورین آنٹی لگ رہی ہیں۔۔"

منتہاء نے نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا وہ حورین کو ستائشی نظروں سے تکتی گویا ہوئی

"آخر مام کس کی ہیں۔۔"!

اشعر کا انداز فخریہ تھا منتہاء کا قہقہہ بے ساختہ تھا

"بھائی آپ یہاں ہیں۔۔ میں کب سے ڈھونڈ رہی تھی آپ کو۔۔ اوہو ووو۔۔ کیا بات ہے۔۔ تو آپ بھی یہاں پر ہیں۔۔ وہی میں کہوں یہ اشعر بھائی کونے میں کیا کر رہے ہیں۔۔ اس کا مطلب یہاں رومانس ہو رہا ہے۔۔"

اس سے پہلے ان دونوں میں مزید بات ہوتی کہ وہاں عروہ پہنچ گئی اور باری باری انہیں دیکھتی شرارت سے گویا ہوئی اس کی آواز اور بات پر جہاں منتہاء سٹپٹا گئی وہیں اشعر شاہ نے اسے گھورا

”بیٹا تو رک۔۔ تیری تو میں مام سے کلاس لگواتا ہوں۔۔ کچھ زیادہ ہی فضول بولنے لگی ہو۔۔“

اشعر نے اسے مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے کہا

”ارے میں نے ایسا کیا کہہ دیا جو آپ بھڑک گئے۔۔“

حورین کے نام کی دھمکی سن کر عروہ نے اپنی نشیلی آنکھوں میں من من بھر آنسو اتارے اور نہایت معصومیت سے بولی

”ارے میری پیاری بہن۔۔ چلو نہیں بتاتا۔ کیا یاد کرو گی۔۔ کتنا اچھا بھائی ہے
۔۔“

اشعر نے اسے بازو کے گھیرے میں لیا جبکہ منتہاء ان دونوں کو مسکراتے ہوئے
دیکھ رہی تھی

”آپ میرا بتادیں مام کو۔۔ پھر میں ڈیڈ اور عرش بھائی کو بتادوں گی کہ آپ۔۔
منتہاء آپی سے اکیلے میں رومانس کر رہے تھے۔۔“

وہ شرارت سے کہتی بھاگ گئی جبکہ اشعر شاہ اپنی چالاک بہن کو دیکھتا رہ گیا

”میں دیکھتا ہوں اس کو۔۔ ورنہ اس کا کوئی پتہ نہیں۔۔ ڈیڈ اور عرش بھائی سے
مار پڑوادے مجھے۔۔“

اشعر، منتہاء کو کہتا عروہ کے پیچھے ہو لیا تبھی منتہاء کی نگاہ اشعل پر پڑی جو کچھ فاصلے پر کھڑا اسی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا جہاں سے ابھی عروہ اور اشعر گئے تھے منتہاء اس کی سمت بڑھی

"تم عروہ کو پسند کرتے ہو نا۔۔؟"

اپنی پشت سے آتی جانی پہچانی آواز پر وہ پلٹا جبکہ منتہاء کی بات پر اشعل اک پل کو تو سن ہو گیا

"تمہاری آنکھوں میں صاف دکھتا ہے۔۔"

منتہاء نے کاندھے اچکا کر کہا

"جی۔۔"!

اشعل نے یک لفظی جواب دیا تو منتہاء کی مسکراہٹ گہری ہو گئ

/////////////////////////////

"مریم کو دیکھا آپ نے۔۔ماشاءاللہ بہت خوش نظر آرہی ہے۔۔ورنہ بلکل ٹوٹ سی گئ تھی"

رامین نے سامنے کھڑے عرش اور مریم کو ہنستے مسکراتے دیکھ کر علی کو مخاطب کیا

"یہ سب عرش کی وجہ سے ہوا ہے۔۔اور پھر حورین بھابھی اور زامن نے بھی مریم کو بیٹی بنا کر رکھا ہوا ہے۔۔بیہ آپی اگر آج زندہ ہوتیں تو اپنی بیٹی کو اتنا خوش دیکھ کر بہت مطمئن ہوتیں۔۔"

علی نے بھی مریم اور عرش کو دیکھتے ہوئے کہا

"صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔۔انہوں نے بہت دکھ دیکھے تھے اپنی زندگی میں۔۔ آج ہوتی تو اپنی اولاد کو خوش دیکھ کر بہت خوش ہوتیں۔۔"

رامین کے لہجے میں دکھ کی آمیزش تھی

"صحیح کہہ رہی ہو۔۔میں نے تو بیہ آپی کی حالت دیکھی ہے نا۔۔آج بھی مجھے ان کی اذیتوں سے بھری زندگی نہیں بھولی۔۔تو سوچو زامن کا کیا حال ہوتا ہوگا یہ سب سوچ کر۔۔"

علی کی آنکھوں کے سامنے ماضی کی کچھ دردناک یادیں لہرائی تھیں

”آپ پریشان نہ ہوں۔۔دیکھیں اب سب کچھ ٹھیک ہے۔۔“

علی کے لہجے اور چہرے کا درد دیکھ کر رامین اس کا ہاتھ تھام کر تسلی دیتے ہوئے بولی

”رامین تم بہت اچھی ہمسفر ہو۔۔ تم نے میرا ہمیشہ بہت ساتھ دیا ہے۔۔خاص طور پر مریم کو اولاد کی طرح پالا ہے تم نے اللہ کے بعد بیہ آپی اور زامن کے سامنے سرخرو کردیا تم نے مجھے۔۔“

علی دل کی گہرائیوں سے کہہ رہا تھا اسے یاد آیا جب وہ اور زامن مریم کو لائے تھے تو پھوپھو نے ہنگامہ برپا کردیا تھا اور زامن کس قدر پریشان تھا پھر علی نے

اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی اور دوستی کا حق ادا کیا کہ مریم کو وہ اور رامین اپنے بچوں کی طرح پالیں گے اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی تھا

//////////////////////////

”آج بھی اتنی ہی حسین ہو تم ڈارلنگ۔۔! پوری محفل تم ہی نے جیتی ہوئی ہے ڈاکٹر صاحبہ۔۔“

ادھر ادھر دیکھتے ہوئے زامن شاہ نے حورین کے ذرا قریب ہو کر سرگوشی کی تو حورین کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ بکھری

”آپ بھی کچھ کم نہیں ہیں آئی جی صاحب۔۔! آج بھی اتنے ہی ڈیشنگ ہیں ۔۔“

حورین نے مسکراتے ہوئے کہاتو زامن شاہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی

''کیا بات ہے مام ڈیڈ آپ کی۔۔ یقین کریں اکثر لوگ آپ دونوں کو ہمارے بڑے بہن بھائی کہہ رہے ہیں۔۔ یو بوتھ آر لوکنگ سٹننگ۔۔''

عرش شاہ، مریم کا ہاتھ تھامے ان دونوں کے قریب آیا اور آنکھوں میں شرارت لیے تعریف کی تو زامن شاہ نے گردن اکڑاتے ہوئے پہلے سے ٹھیک کالر مزید درست کیا

''جی مام ڈیڈ۔۔ آپ دونوں بہت اچھے لگ رہے ہیں۔۔''!

مریم نے بھی ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا

''تھینکس بیٹا۔۔''

جواباً زامن شاہ نے سر ذرا سا خم کر کے اس کا شکریہ ادا کیا تھا

"ڈیڈ آپ مام کو لے کر ہنی مون پر کیوں نہیں چلے جاتے۔۔ جہاں تک مجھے لگتا ہے آپ دونوں کبھی گئے نہیں ہوں گے۔۔"

عرش شاہ کی بات پر مریم کی دبی دبی ہنسی پر حورین نے عرش کو گھورا

"شرم کرو عرش۔۔"

"ویسے آئیڈیا اچھا ہے تمہارا۔۔"

زامن شاہ نے حورین کی کمر میں ہاتھ ٹکاتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا

”تو بس پھر۔۔ویڈنگ اینیورسری کا یہ گفت میری طرف سے۔۔“

عرش نے زامن کی سرگوشی سن کر فوراً کہا تو مریم نے اس کا بازو پکڑ کر ذرا سی چٹکی کاٹی

”جان آپ کو بھی لے جاتا ہوں۔۔آپ کیوں غصہ کر رہی ہو۔۔“

عرش نے جھوٹی سی سی کرتے ہوئے بازو کو سہلا کر کہا جبکہ عرش کی والہانہ بات پر مریم، زامن اور حورین کے سامنے سٹپٹا گئی

”دونوں باپ بیٹے ایک جیسے ہیں۔۔“

حورین بلند آواز میں بڑبڑاتی مریم کا ہاتھ تھامتی آگے بڑھ گئی

”خوبصورت بیوی کسی خاطر میں لاتی ہی نہیں ہم معصوم شوہروں کو۔۔“

عرش نے باپ کو دیکھتے ہوئے افسوس سے کہا تو زامن شاہ کا قہقہہ فضا میں بلند ہوا

////////////////////////////

ناجانے کیوں اس کا سر چکرا رہا تھا جس باعث وہ زینے طے کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا لڑکھڑاتے قدموں سے چلتے ہوئے اس نے اپنی ٹائی کی ناب ڈھیلی کی اور سیاہ کوٹ کو اتار دیا ریلنگ کا سہارا لیتے ہوئے وہ بار بار اپنی آنکھیں مسل رہا تھا جبکہ دور کھڑی امل کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ تھی وہ بھی آہستگی سے ادھر ادھر دیکھتی اس کے پیچھے چلنے لگی تھی

عرش شاہ نے بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولتے ہوئے اپنے کمرے میں قدم رکھا اور لڑکھڑاتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھا اور منہ کے بل گر گیا

امل علی، عرش کے کمرے میں داخل ہوئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا اور کمرے کے وسط میں کھڑی بیڈ پر اوندھے منہ پڑے عرش شاہ کو دیکھنے لگی پھر دھیرے دھیرے اس کی سمت اپنے قدم بڑھائے

"اب دیکھنا عرش شاہ، تمہاری اور تمہارے باپ کی عزت دو کوڑی کی کر دوں گی۔۔ صرف چند لمحے ،اس کے بعد تم اور تمہارا باپ کسی کو منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہو گے۔۔اور پھر مریم بھی تم سے جدا ہو جائے گی۔۔یقیناً یہ صدمہ تمہارے لیے ناقابل برداشت ہو گا۔۔"

مکروہ ہنسی ہنستے وہ نفرت سے سرگوشی نما انداز میں بولی لہجہ بے حد سرد تھا

پھر امل نے اپنی فراک کی بائیں آستین کو کھینچ کر چھاڑ دیا، دوپٹہ اتار کر دور فرش پر اچھال دیا، چوڑیاں ہاتھوں سے توڑ دیں، ہتھیلی میں ہوتے درد کو برداشت کرتے لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کیا اور پھر ہتھیلی سے رستہ خون پھٹی ہوئی نیم برہنہ بازو پر لگا دیا، بالوں کا جوڑا کھول دیا اب بال بکھرے بکھرے لگ رہے تھے، ہونٹوں پر لگی لپسٹک کو پھیلا دیا

اپنا حلیہ ایک حد تک بگاڑ کر اب اس نے دوبار عرش شاہ کو دیکھا وہ آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا

آنکھوں کو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے رگڑنے کے بعد اب اس نے زور زور سے رونا اور چیخنا شروع کر دیا امل کے اس عمل سے عرش شاہ کی آنکھیں کھلی اور سیدھے ہو کر وہ بیڈ سے بمشکل اٹھا اپنے سامنے امل کو اتنی بری حالت میں دیکھ کر اسے بے حد حیرت ہوئی ابھی اس سے پہلے وہ امل کو کچھ کہتا یا پوچھتا، دروازہ زور زور سے بجنے لگا وہیں امل کے رونے اور چلانے میں شدت آئی وہ اپنے ماں باپ

کو مدد کے لیے پکار رہی تھی اس کی نیم برہنہ حالت دیکھ کر عرش شاہ نے نگاہوں کا رخ پھیر لیا مگر دروازہ مسلسل بج رہا تھا اور کئی آوازیں ایک ساتھ آرہی تھیں عرش نے ایک بار پھر آنکھیں مسلی اور دروازے کی سمت بڑھا جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا سامنے ہی علی، رامین، مریم اور زامن حورین کے ساتھ ساتھ اور بھی لوگ جھانک رہے تھے

"ماما۔۔"!

امل اپنے بکھرے حلیے سمیت رامین کی سمت لپکی تھی

شاہ حویلی کے مکین بے یقینی سے کبھی عرش شاہ کے لڑکھڑاتے قدموں کو اور کبھی امل کی بے حال حالت کو پتھر بنے دیکھ رہے تھے

"امل۔۔ی یہ۔۔ سب کیا ہے۔۔؟"

رامین کی آواز بمشکل نکلی تھی

”ماما۔۔ عع عرش۔۔ شش شاہ۔۔نے مم میرے۔۔ ساتھ۔۔“

وہ رامین کے گلے لگی سسکتی ہوئی بات ادھوری چھوڑ کر پھر شدت سے رو پڑی جبکہ اس کے ادھورے الفاظ نے ہی عرش شاہ کو آسمان سے زمین پر پٹخ دیا وہ کئی پل سن کھڑا رہا ہر کوئی اس کی ادھوری بات کو مفہوم سمجھ چکا تھا جبکہ رامین نے امل کو بازوؤں سے تھام کر اپنے سامنے کیا

”کیا کہہ رہی ہو۔۔؟“

وہ غرائی تھی جبکہ مریم نے دیوار کا سہارا لیا تھا حورین نے نفی میں سر ہلایا تھا جبکہ زامن شاہ کا سر جھکا تھا

”ماما انہوں نے مجھے اپنے کمرے میں بلایا اور۔۔اور میرے ساتھ زبردستی کی ہے۔۔“

امل ایک بار پھر بولتے ہوئے رامین کے گلے لگ پڑی جبکہ عرش شاہ کا دل چاہا امل کا گلا گھونٹ دے،اس کی زبان کو کاٹ ڈالے،اس کے وجود کو آگ لگا دے، جو اتنا بڑا الزام لگا کر اس کے کردار کی دھجیاں اڑا رہی تھی

”یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔آنی یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔“

عرش دو قدم آگے بڑھا تھا اور رامین کو بولا تھا

"انہوں نے شراب پی ہوئی ہے۔۔دیکھیں ان سے کھڑا ابھی نہیں ہوا جا رہا

۔۔"!

امل نے سب کی توجہ عرش کی سمت کروائی تھی

مریم نے عرش کی بے تحاشہ سرخ آنکھوں کو دیکھا جنہیں وہ بار بار ہتھیلی سے رگڑ رہا تھا عرش شاہ، زامن اور حورین کو پکارتا ان کی جانب بڑھا مگر بیچ میں امل بول پڑی

"مام۔۔ڈیڈ۔۔"

"میں جھوٹ نہیں بول رہی ماما۔۔خالہ۔۔یہ انسان نہیں ہے۔۔درندہ ہے۔۔جانور ہے۔۔یہ دیکھیں انہوں نے میری کیا حالت کی ہے۔۔اگر آپ لوگ نہ آتے تو جانے یہ میرے ساتھ۔۔"

امل کی زبان سے نازیبا گفتگو سن کر عرش طیش میں آیا مگر اس سے پہلے وہ جارحانہ انداز میں امل کی جانب بڑھتا کمرے کی فضا میں زوردار تھپڑ کی آواز گونجی تھی ساتھ ہی امل کا وجود زمین بوس ہوا تھا جبکہ علی ایک بار پھر امل کی سمت بڑھے اور اسے کھینچ کر فرش سے اٹھانے کے بعد دوسرا تھپڑ رسید کرنے ہی والے تھے کہ زامن شاہ آگے بڑھے اور علی کو قابو کر کے پیچھے ہٹایا

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا علی۔۔بچی پر ہاتھ اٹھا رہے ہو۔۔"!

زامن شاہ نے غراتے ہوئے انہیں جنجھوڑ ڈالا تھا جبکہ علی کی نگاہیں ابھی بھی فرش پر پڑی امل کی سمت تھی جو توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے ایک بار پھر فرش پر گر چکی تھی اور بے یقینی کے عالم میں اپنے نہایت شفیق باپ کو دیکھ رہی تھی جس نے کبھی بلند آواز میں اس سے بات تک نہ کی تھی مگر تو منظر بدل چکا تھا

"مہمان جمع ہیں نیچھے۔۔اشعر،اشعل اور زامن تم لوگ نیچھے جاؤ مہمانوں کو رخصت کرو پہلے۔۔پھر یہ معاملہ دیکھیں گے۔۔"

پھوپھو بر وقت بولی تھیں مبادہ بات زیادہ نہ بڑھ جائے

ان کی بات پر علی کمرے سے سب سے پہلے نکلے تھے ان کے پیچھے زامن شاہ، اشعر اور اشعل تھے جبکہ عرش شاہ کی نفرت بھری نگاہیں سر جھکائے فرش پر بیٹھی روتی ہوئی امل پر تھیں اسی اثناء میں حورین جو کہ مریم کے ساتھ کھڑی تھی آگے بڑھی اور عرش کا رخ اپنی جانب کیا

"یہ سب کیا ہے عرش۔۔"

حورین کا اشارہ عرش کی لڑکھڑاہٹ پر تھا

"مام میں نہیں جانتا۔۔بٹ بلیو می۔۔یہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔"

عرش نے حورین کو دونوں بازوؤں سے تھاما تھا اور یقین دلاتا بولا

"اسے لے کر گھر چلو۔۔"

علی کمرے میں داخل ہوتا بولا رامین نے امل کو بازوؤں سے تھاما اور کمرے سے نکل گئی

ان تینوں کے کمرے سے نکلنے کے بعد کمرے سے مریم نکلی تھی اور پھر آگے پیچھے سب نکل گئے اب محض عرش شاہ کمرے میں تنہا رہ گیا

"امل علی یہ تم نے جو بھی کیا۔۔بہت غلط کیا ہے۔۔اب دیکھنا میں تمہارے ساتھ کرتا کیا ہوں۔۔آٹھ آٹھ آنسو روگی تم۔۔رحم کی بھیک مانگو گی مجھ سے۔۔

ایسی موت مارو گا تمہیں کہ چیخ اٹھو گی۔۔ عرش شاہ کو درندہ تم نے خود بنایا ہے ۔۔اب میری درندگی سے واقعی تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔۔"

سب گھر والوں کی نظر میں اس کا کردار کس قدر مشکوک ہو گیا تھا ماں کی آنکھوں میں مان ٹوٹنے کی رمک تھی، باپ کا سر شرمندگی سے جھکا تھا اور اتنی پیار کرنے والی، فرمانبردار بیوی اس سے منہ موڑ کر گئی تھی یہ سوچیں عرش شاہ کو واقعی حیوان بننے پر مجبور کر رہی تھیں

//////////////////////

یہ رات شاہ حویلی والوں کے لیے کسی قیامت سے کم نہ تھی پارٹی میں موجود لوگوں کی سوالیہ نگاہیں زامن شاہ کا جھکا سر مزید جھکا رہیں تھی معاشرے میں ان کا اور ان کے خاندان کا ایک نام تھا، عزت تھی، مقام و مرتبہ تھا جسے وہ کسی صورت بھی کم نہیں ہونے دے سکتے تھے مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ انہیں اپنے بیٹے پر بھی بھروسہ تھا وہ پر یقین تھے کہ عرش کبھی بھی کسی بھی حالت میں، حتیٰ

کہ نشے کی حالت میں بھی کسی کی بیٹی کو بے آبرو کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا مگر فی الوقت وہ اور حورین خاموش تھے کہ الزام لگانے والی امل تھی

حورین کو دھچکا عرش کے نشے میں ہونے کی وجہ سے لگا تھا کہ ان کی تربیت ایسی تو نہیں تھی

یہی بات مریم کو بھی پریشان کر رہی تھی آج تک اس نے عرش کو اپنے سامنے سگریٹ پیتے ہوئے بھی نہیں دیکھا تھا نشہ کرنا تو بہت دور کی بات تھی ورنہ وہ عرش پر اندھا اعتماد کرتی تھی وہ خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ عرش یہ حرکت کرے گا اسے یقین تھا کہ امل کو غلط فہمی ہوئی تھی یہی بات کلئیر کرنے وہ امل کے پیچھے گئی تھی

”امل تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔شاہ جی ایسا سوچ بھی نہیں سکتے ہے“

گھر پہنچتے ہی مریم نے امل کو دیکھتے بات کا آغاز کیا تھا

"مریم اس شخص نے تمہاری آنکھوں پر اپنے پیار کی پٹی باندھی ہوئی ہے۔۔ تمہیں اسی لیے میری باتیں جھوٹی لگ رہی ہے۔۔"!

امل بھی مریم کے سامنے تڑخ کر بولی تھی

"میں تمہیں جھوٹا نہیں کہہ رہی ہوں۔۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ عرش ایسا کبھی نہیں کر سکتے۔۔"

ایک نظر رامین کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے ہوئے مریم نے کہا

”ماما۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔میں اتنا بڑا جھوٹ نہیں بول سکتی۔۔وہ وہ۔۔ بہت گھٹیا۔۔اور گرا ہوا آدمی ہے۔۔“

امل نے رامین کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ مریم کی جانب مڑی

”مریم اب تم اس کے پاس نہیں جاؤ گی۔۔وہ بدکردار آدمی ہے۔۔“

اس کے الفاظ سے دل برداشتہ ہو کر مریم نے ایک زوردار تھپڑ اسے مارا تھا

”اس قدر گھٹیا الفاظ اگر تم نے عرش کے بارے میں استعمال کیے تو میں بھول جاؤں گی کہ تم میری بہن ہو۔۔اور مجھے بہت عزیز ہو۔۔“

مریم غصے کی شدت سے کپکپانے لگی تھی اور اس کی آواز اس قدر تیز تھی کہ علی ان دونوں کے قریب آئے جبکہ امل سکتے کی سی کیفیت میں مریم کو تکتی جا رہی تھی رامین اور اشعل بھی اپنی جگہ ساکت تھے

" پاپا۔۔ مریم نے مجھے مارا ہے۔۔ مجھ پہ ہاتھ اٹھایا ہے۔۔ اس گھٹیا آدمی کی وجہ سے اس نے مجھے مارا۔۔"

امل صدمے کی کیفیت میں علی کی جانب بڑھی اور مریم کی جانب اشارہ کرتی بول رہی تھی

" امل میں تمہاری اخلاق سے گری ہوئی باتیں اور حرکتیں بہت دیر سے برداشت کر رہا ہوں۔۔ اس سے زیادہ کی امید مجھ سے مت رکھو۔۔ اور اپنے کمرے میں چلی جاؤں۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

علی نے مٹھیاں بھینچ کر کہا ان کے لہجے میں بے حد سختی تھی

"پاپا یہ آپ کہہ رہے ہیں۔۔؟ آپ بھی مجھے غلط سمجھ رہے ہیں۔۔"

امل کو اپنا منصوبہ ناکام ہوتا محسوس ہو رہا تھا

"اچھا تو پھر مجھے اس سوال کا جواب دو۔۔ تم عرش کے روم میں کیا کرنے گئی تھی۔۔ جھوٹ مت بولنا کیونکہ میں نے تمہیں خود دیکھا ہے خوشی خوشی اس کے روم میں جاتے ہوئے۔۔ باپ ہوں میں تمہارا۔۔ جانتا ہوں تمہیں۔۔"

علی نے کاندھوں سے پکڑ کر امل کو جھنجھوڑ ڈالا تھا امل کے تو جیسے پیروں سے زمین نکل گئی تھی

"علی۔۔ کیا کر رہے ہو یہ تم۔۔ خبردار اگر میری بچی کو کچھ کہا تم نے۔۔"

پھوپھو جو کہ ان لوگوں کے نکلتے ہی خود بھی اشعر کے ساتھ یہاں آئی تھیں علی کی تمام باتیں سن کر غرائی تھیں

"پھوپھو، علی جو کر رہے ہیں وہ سب ٹھیک ہے۔۔ماں باپ سے بہتر کوئی اپنی اولاد کو نہیں جانتا۔۔جانے وہ کون سے ماں باپ ہوتے ہیں جو آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے ہیں اور اولاد کی ہر جائز ناجائز بات میں ان کا ساتھ دیتے ہیں۔۔اور اگر اب تمہاری زبان بند نہ ہوئی امل تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔جاؤ اپنے کمرے میں۔۔"

رامین بھی غصے میں جانے کیا کیا بول رہی تھی جبکہ امل کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا

”رامین تم چپ کرو۔۔اور خبردار میری بچی کو کسی نے کچھ کہا۔۔اسی لیے بھاگی آئی ہوں میں اپنی بچی کے پاس۔۔ چلو میرا بچہ۔۔ تم میرے ساتھ چلو۔۔“

پھوپھو نے امل کو اپنے ساتھ لگایا اور ایک نظر رامین اور علی کو دیکھتے ہوئے کہا

”پھوپھو اسے یہیں رہنے دیں۔۔“

اس بار علی نے ایک نظر امل کو دیکھتے ہوئے پھوپھو سے نہایت ٹوٹے ہوئے انداز میں کہا

”ہاں تاکہ تم بچی کو مار مار کر ہلکان کر دو۔۔ نہیں۔۔ تم چلو میرے ساتھ امل ۔۔“

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی تھیں

"یہ بات یاد رکھنا امل اگر تم نے ایک قدم بھی یہاں سے نکالا تو پھر میری میت پر رونے بھی مت آنا۔۔"

علی کے دلخراش الفاظ نے امل کے قدم روکے تھے جبکہ مریم اور رامین کی سانسیں مدھم ہوئی

"پاپا جب آپ کو مریم اور اس کا شوہر مجھ سے زیادہ عزیز ہیں تو مجھے بھی کسی کی پرواہ نہیں۔۔"

امل نے کٹھور بنتے ہوئے کہا اور پھوپھو کے ساتھ ہو لی جبکہ پیچھے علی کرسی پر ڈھے گئے

"ماما پاپا۔۔"

ان کے جانے کے بعد مریم رامین اور علی کی جانب بڑھی

"تم بھی جاؤ بیٹا اس وقت تمہیں عرش کے ساتھ ہونا چاہیے۔۔اسے تمہاری ضرورت ہے۔۔"

علی نے مریم کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے جھکی نگاہوں اور جھکے کاندھوں کے ساتھ کہا

"اس وقت آپ لوگوں کو بھی میری ضرورت ہے۔۔"

وہ رو کر کہتی ہوئی رامین کے سینے سے لگ گئی جبکہ اشعل نے بھی باپ کو سہارا دیا تھا

اور رامین اور علی یہی سوچتے رہ گئے کہ امل کی تربیت میں کب کمی چھوڑی تھی انہوں نے کہ آج وہ ان کی عزت اپنے پیروں تلے روند کر گئی تھی

////////////////////////////

ساری رات اس نے انگاروں پر گزاری تھی کئی بار اس کے موبائل پر مریم کی کالز آئی تھیں مگر وہ نظر انداز کرتا سگریٹ پھونکتا رہا رہ رہ کر امل کی گھٹیا حرکت اسے یاد آرہی تھی مگر وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ امل نے ایسا کیا کیوں تھا آخر ایسی کون سی دشمنی تھی اسے جو اس نے نکالی تھی کہ اسے اپنی عزت کا بھی خیال نہ رہا تھا ایک لڑکی ہو کر اس نے انتہائی قدم اٹھایا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا امل کی جان نکال دے

صبح کے آٹھ بجے اس کا موبائل دوبارہ بجا تھا جس پر چھوٹی دادی کی کال آ رہی تھی دکھتے سر کو ہاتھوں میں تھام کر اس نے موبائل سائیڈ ٹیبل سے اٹھایا اور ریس کر کے کان سے لگا لیا

"جی چھوٹی دادو۔۔؟"

بوجھل آواز میں پوچھا گیا

"دادی کی جان کیسا ہے۔۔؟"

ان کی محبت بھری آواز ابھری تھی عرش شاہ نے گہرا سانس لیا

"دادو۔۔اتنے سب کے بعد بھی آپ میرا حال پوچھ رہی ہیں۔۔"

عرش کی آنکھوں میں نمی اتری تھی بلاشبہ ایک غیرت مند مرد کبھی اپنے کردار کی تنقید پر سکون سے نہیں رہ سکتا امل نے اس کی مردانگی کو بری طرح دھچکا دیا تھا

”دادی صدقے۔۔اس کا ایک ہی حل ہے۔۔اگر تو دادی کی بات مان لے۔۔
“

ان کی بات عرش کی سمجھ میں نہ آئی تھی

”اس کا کیا حل ہو سکتا ہے دادو۔۔“

وہ جھنجھلا گیا تھا بھلا گزرے لمحے بھی کبھی واپس آئے ہیں

”تم امل سے نکاح کر لو۔۔دیکھو عرش۔۔ایسے کرنے سے ہر ایک کی زبان بند ہو جائے گی۔۔“

انہوں نے تھوڑا جھجھک کر کہا تھا جبکہ عرش کئی پل کچھ بول نہ سکا تھا

”دیکھو بیٹا۔۔ جو ہونا تھا وہ ہو گزرا۔۔اب سمجھداری سے کام لو۔۔امل اور تمہارا نکاح بہت ضروری ہے۔۔تاکہ زامن شاہ کو دنیا کے سامنے صفائیاں پیش نہ کرنی پڑیں۔۔“

وہ اسے خاموش پا کر مزید سمجھا رہی تھیں

”امل اس وقت میرے گھر پہ ہے۔۔کیونکہ علی اور رامین بہت سختی کر رہے تھے اس کے ساتھ۔۔اس لیے میں لے آئی اسے اپنے ساتھ۔۔ تم آ رہے ہو نا بیٹا ۔۔“

وہ بول رہی تھی اور ان چند لمحوں میں ہی عرش شاہ نے اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ امل اور مریم کی زندگی کا بھی بہت بڑا فیصلہ کر لیا

//////////////////////////

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں چھوٹی دادو۔۔ میں اور عرش شاہ سے نکاح۔۔ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا۔۔ وہ مریم کا شوہر ہے۔۔ میرا عرش شاہ سے نکاح نہیں ہو سکتا"

عرش سے بات کرنے کے بعد وہ امل کے پاس آئی تھیں جو پہلے ہی اپنے ماں باپ کے رد عمل پر صدمے میں تھی ان کی بات سن کر تو وہ جیسے ہتھے سے اکھڑ گئی تھی

"دیکھو امل بیٹا ہوش کے ناخن لو۔۔ مریم تمہاری سگی بہن نہیں ہے۔۔ تمہارا نکاح عرش سے بہت ضروری ہے۔۔ ہمارے خاندان کی عزت کی خاطر۔۔"

پھوپھو نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی

"نہیں کسی صورت میں اس سے نکاح نہیں کروں گی۔۔"

بے شک اسے اپنے ماں باپ سے بے شمار شکوے تھے جنہوں نے اس سے زیادہ مریم اور عرش کو اہمیت دی تھی مگر پھر بھی وہ خواب میں بھی عرش شاہ سے نکاح کا نہیں سوچ سکتی تھی

"دیکھو اس لڑکی نے تمہیں کل گال پہ تھپڑ مارا تھا نا۔۔ تم بھی عرش سے نکاح کر کے اس کی روح پر تھپڑ مارو۔۔"

اب اسی طریقے سے وہ امل کو منا سکتی تھیں

"وہ لڑکی آج نہیں تو کل عرش کے دل سے اتر جائے گی۔۔ جو اسے اولاد کی خوشی نہیں دے سکتی۔۔ پھر دیکھنا تم شاہ حویلی پہ راج کرو گی۔۔ کیونکہ یہ تمہارا ہی حق ہے میری بچی۔۔"

ان کی باتیں امل کو بلکل خاموش کر گئی تھیں وہ پہلے ہی بہت زیادہ پریشان تھی کیونکہ اس کے ماں باپ نے اس پر بھروسہ نہیں کیا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا عرش شاہ اور مریم کو جان سے مار دے

سب سے بڑا نقصان یہی تو تھا کہ علی اور رامین نے اس کی بات پر بلکل بھی یقین نہیں کیا تھا اور نہ اس کا پلین بلکل کامیاب تھا زامن شاہ اور عرش شاہ سے بدلے کی خاطر اس نے اپنی عزت کا بھی خیال نہ کیا تھا اور زمانے کے سامنے اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت کا جنازہ نکال دیا تھا اور پھر بھی کوئی عرش شاہ کو غلط قرار دے ہی نہیں رہا تھا

//////////////////////

"عرش۔۔امل پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے بیٹا۔۔میں تو بے حد پریشان ہوں ۔۔"

عرش جیسے ہی پھوپھو کے گھر پہنچا انہوں نے اسے پریشانی کے عالم میں یہ خبر دی

"کیا مطلب چھوٹی دادو۔۔؟"

عرش کے ماتھے پر بل بڑھے

"وہ تمہارے سے نکاح پہ راضی نہیں تھی مگر خاموش ہو گئی تھی۔۔مجھے لگا وہ مان گئی ہے۔۔مگر اب وہ پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے۔۔"

وہ حقیقتاً پریشان تھیں

"آپ نے آنی سے کال کر کے پوچھنا تھا۔۔یقیناً وہیں گئی ہو گی۔۔"

وہ بے زار سا گویا ہوا تھا

"بیٹا میں نے پوچھا ہے اشعل سے۔۔وہ کہہ رہا ہے کہ امل وہاں نہیں آئی۔۔"

ان کی بات پر عرش نے سر جھٹکا

"بیٹا مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے۔۔ علی اور رامین کے رویے سے بہت دلبرداشتہ تھی وہ کل رات سے۔۔ کہیں کچھ کر ہی نہ لے خود کے ساتھ۔۔"

وہ سینے پر ہاتھ رکھتی گویا ہوئیں

”اچھا ہے داد وہ خود کو ختم کر لے کیونکہ اگر اس نے خود کو خود سزا نہ دی تو۔۔ اسے میں سزا دوں گا۔۔اور میری سزا ایسی ہو گی کہ وہ تا حیات نہیں بھولے گی ۔۔“

”ارے بیٹا کن سوچوں میں ہو۔۔؟ پلیز امل کو ڈھونڈ لاؤ۔۔“

عرش کو پر سوچ انداز میں کھڑے دیکھ کر انہوں نے اس کا شانہ ہلاتے ہوئے کہا

”جی میں جاتا ہوں۔۔“

وہ اثبات میں سر ہلاتا واپس مڑ گیا

امل کی اچانک گمشدگی کی خبر دونوں گھروں میں پہنچ چکی تھی رامین اور علی کا دل تڑپ رہا تھا زامن شاہ اور حورین کی کوئی تسلی کام نہیں آ رہی تھی مریم ہنی جگہ پریشان تھی مختصر یہ کہ سب ہی کل والا واقعہ بھلائے بس امل کی سلامتی کی دعا زیرب دہرا رہا تھا زامن اور علی بھی عرش کے ساتھ اسے ڈھونڈ رہے تھے مگر سارا دن گزر گیا امل کا کچھ پتہ نہ چلا

////////////////////////

وہ گھر سے نکل تو گئی تھی مگر اب جاتی کہاں ایک خیال آیا کہ فضہ یا عزا کے گھر چلی جائے مگر پھر دل نہ مانا وہاں جانے کو بھی کیونکہ وہ جانتی تھی وہاں سے اسے باآسانی ڈھونڈ لیا جائے گا اس پارک میں بیٹھے اسے صبح سے شام اور شام سے رات ہو گئی تھی اب تو پارک میں اکا دکا ہی کوئی رہ گیا تھا وہ صبح سے ایک بنچ پر بیٹھی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی اسے پچھتاوا ہو رہا تھا کہ اسے عرش شاہ کی نفرت میں اتنا

آگے نہیں جانا چاہیے تھا کہ اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت کا بھی خیال نہیں کیا تھا

"لیکن پھر بھی پاپا کو تو مجھ پہ ہر حال میں یقین کرنا چاہیے تھا نا۔۔"

"عرش شاہ سے نکاح تو میں کبھی بھی نہیں کروں گی۔۔اگر میں وہاں رکتی تو چھوٹی دادو ایسا کروا دیتی۔۔ لیکن مجھے نفرت ہے عرش شاہ سے۔۔"

وہ صبح سے مسلسل یہی باتیں سوچ رہی تھی کل رات سے اس نے کچھ کھایا نہیں تھا بھوک کی شدت بھی اسے محسوس ہو رہی تھی

"کیا بات ہے چڑیا۔۔آج کس سے روٹھ کر آئی ہو۔۔"

پارک کا چوکیدار امل کے برابر بیٹھتا خباثت سے گویا ہوا جبکہ اس کی آواز پر امل جیسے اچھل پڑی تھی مگر اس نے امل کا ہاتھ سختی سے جکڑ لیا

"ارے میں منانے ہی تو آیا ہوں میری جان۔۔"

آنکھوں میں ہوس لیے وہ امل گھورنے لگا جس نے جینز پر کھلی سی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور سکارف کو گلے کے گرد لپیٹا ہوا تھا چہرے پر معصومیت کے ساتھ ساتھ حیرت اور گھبراہٹ اور آنکھوں میں لہراتا خوف اسے مزید پرکشش بنا رہا تھا

"چچ چھوڑو مجھے۔۔"!

وہ بمشکل اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی

"چھوڑ دوں گا مگر پہلے تیرے حسن کو خراج تو بخش دوں۔۔ چل شرافت سے مان جا ورنہ کرنی تو میں نے اپنی مرضی ہے۔۔"

وہ امل کا سکارف کھینچ کر نکالتا ہوا امل کو اپنے مزید قریب کرتا گیا جبکہ اس کے اس مل سے امل کی گردن سرخ ہو گئی مگر امل کو اس وقت تکلیف اس غلیظ شخص کا لمس اور آنکھوں کی خباثت دے رہی تھی

"پپ پلیز چچ چھوڑ دو۔۔"

"کہاں چھوڑ دوں گا۔۔ پہلے میرا دل خوش کر دے۔۔ میری چنچل۔۔"

امل کے چہرے کو اپنے چہرے کے قریب کرتے ہوئے وہ غرایا اس پل امل نے شدت سے اپنی موت مانگی تھی یہ وہ پل تھا جب امل علی کو شدت سے احساس ہوا کہ عزت آبرو عورت کے لیے کیا ہوتی ہے کل اس نے عرش کے کردار کو

مشکوک کرنے کی خاطر جو ڈرامہ کیا تھا آج قدرت اسے سچ کر رہی تھی آنکھوں میں آنسو بھرے وہ اس پل بس اپنی موت مانگی رہی تھی تاکہ یہ غلیظ شخص اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے مگر نہیں یہ انسان تو نہیں تھا یہ تو درندہ تھا اسے کیذ فرق پڑتا تھا کہ اس کے وجود میں سانسیں ہوں یا نہ ہوں اسے تو بس اپنی ہوس پوری کرنی تھی اور وہ تو امل کے مرنے کے بعد بھی اس کے بے جان وجود سے پوری کر سکتا تھا اسی پل امل نے اپنی دعا بدلی اور اپنے لیے خدا کے حضور محافظ مانگا جو اس وحشی سے اس کی عزت محفوظ کر سکے اور پھر امل علی نے اسے خدا سے مانگا جس سے وہ بے حد نفرت کرتی تھی، امل علی نے، عرش شاہ کے آنے کی دعا مانگی اور اس قدر شدت سے مانگی کہ اپنی آنکھیں اس امید پر بند کر دیں کہ جب کھولے گی تو عرش شاہ اسے بچانے کے لیے آچکا ہو گا

اور پھر وہ تو گناہ گاروں کا بھی تو خدا ہے وہ کیسے اپنے بندے کو ناامید لوٹا سکتا ہے اس نے امل کی دعا پر کن فرما دیا امل علی نے بند آنکھوں سے محسوس کیا کہ کسی نے غلیظ آدمی کو اس سے کھینچ کر دور کیا تھا جب سے نے آہستہ سے آنکھیں وا

کیں تو سامنے ایک جوان اس درندے کو بے تحاشہ مارتے ہوئے کچھ بول بھی رہا تھا امل نے اپنے ہواس محال کیے تو اسے غور سے دیکھنے لگی جس نے سیاہ شلوار قمیض زیب تن کی ہوئی تھی دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں میں دو انگوٹھیاں تھیں اسی ہاتھ سے واپس شخص کو زور زور سے مکے مار رہا تھا وہ اور کوئی نہیں تھا بلکہ وہی تھا اس سے وہ صرف نفرت ہوتی تھی ،وہ تھا جس کو برباد کرنے کے لیے اس نے انتہائی قدم اٹھایا تھا،وہ جس نے آنے کی اس نے شدت سے دعا کی تھی ہاں وہ عرش شاہ تھا زامن شاہ کا بیٹا !!!

اس شخص کو نیم مردہ کرنے کے بعد عرش شاہ امل کی سمت مڑا اور گھاس پر پڑا اس کا سکارف اٹھا کر اس کے سر پر دیا اور اس کی کلائی تھام کر اپنے ساتھ چلانے لگا امل کو گاڑی میں پٹخ کر وہ خود بھی آ بیٹھا اور سپاٹ چہرہ لیے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا

علی ولا کے سامنے گاڑی روک کر اس نے ساکن بیٹھی امل کیجانب اپنا رخ کیا

"جاؤ اندر۔۔! تمہارا گھر آگیا ہے۔۔"

ٹھنڈا ٹھار لہجہ تھا کہ امل نے چونک کر اسے دیکھا

"مم میں اس حالت میں پہ پاپا کے سامنے کیسے جاؤں گی۔۔ مجھے اندر نہیں جانا ۔۔"

وہ بے ساختہ ہی بولی تھی پھر شرمندگی سے سر جھکا گئی عرش شاہ تمسخرانہ انداز میں ہنسا

"کل بھی تو اسی حالت میں بھرے خاندان کے سامنے اپنی عزت و آبرو کا لاگ الاپ رہی تھی۔۔ اس وقت شرم نہیں آئی تمہیں۔۔ پھر اب کیسی شرم۔۔"

وہ اس کے جھکے سر کو دیکھتا جا رہا تھا

"صبح ہونے سے پہلے اگر تم نے گھر میں قدم نہ رکھا تو۔۔ تمہارے باپ کی عزت پامال ہو جائے گی۔۔اس لیے جاؤ اندر جاؤ۔۔"

وہ درشتگی سے گویا ہوا تھا اور امل سے منہ پھیر لیا مگر وہ ہنوز ایک ہی سمت میں سر جھکائے خاموش بیٹھی ہوئی تھی جب گاڑی کی خاموشی میں عرش شاہ کی آواز نے اشتعال برپا کیا

"نکاح کرو گی تم۔۔ مجھ سے ابھی اسی وقت۔۔"!

اس کے الفاظ نے امل کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا

امل جانتی تھی معاشرے میں اگر اپنے باپ کی عزت برقرار رکھنی تھی تو عرش شاہ سے نکاح کرنا ضروری تھا اور پھر امل نے اپنی انا کو کچلتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا

عرش شاہ نے اسی پل گاڑی ریورس کی اور پھر کسی ہوٹل کے روم میں چند لمحوں میں ہی وہ امل علی سے امل عرش شاہ بن گئی تھی نکاح کے بعد عرش اسے لیے ایک بار پھر علی ولا کے سامنے تھا

ان دونوں کو آتا دیکھ کر سب ان کی جانب لپکے

"امل میری بچی۔۔"

علی نے اسے آگے بڑھ کر سینے سے لگانا چاہا جب عرش شاہ نے نکاح نامے کی ایک کاپی ان کی جانب بڑھائی جبکہ امل اس کی اس پیش رفت پر گھبرا گئی تھی

"یہ کیا ہے عرش۔۔؟"

زامن شاہ نے آگے بڑھ کر وہ کاغذ عرش سے لیا اور کھول کر پڑھنے لگا مگر اس سے پہلے نکاح نامہ زامن شاہ کے ہاتھوں سے چھوٹ کر گرتا اسے علی نے تھام لیا اور پڑھنے لگا

"یہ سب کیا ہے عرش شاہ۔۔"

زامن شاہ کی دھاڑتی آواز ایک ایک کو سہمنے پر مجبور کر گئی تھی

"میرا اور امل کا نکاح نامہ ہے ڈیڈ۔۔"

اس کے الفاظ سب کی سماعتوں پر ہتھوڑے کی مانند لگے تھے مریم کے اندر کچھ چھن سے ٹوٹا تھا جبکہ رامین اور حورین نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا

"تمہاری پہلے سے ایک بیوی موجود ہے۔۔ تم یہ سب کیسے کر سکتے ہو عرش۔۔ ؟"

زامن شاہ غصے سے غرا رہے تھے

"دوسری شادی کرنا کوئی گناہ نہیں ہے ڈیڈ۔۔ میں امل سے نکاح کر چکا ہوں ۔۔یہی حقیقت ہے۔۔!"

وہ سپاٹ انداز میں بول رہا تھا جبکہ مریم کے آنسو چہرہ بھگونے لگے

"ٹھیک ہے مگر اب ہمارا امل سے کوئی تعلق نہیں۔۔ تم اسے لے جا سکتے ہو۔۔"

اس سے پہلے زامن مزید بولتا علی بول اٹھے ان کے الفاظ سے امل نے بوکھلا کر انہیں دیکھا

"نن نہیں پاپا۔۔ پلیز۔۔ ایسے نہیں بولیں۔۔"

وہ علی کی جانب بڑھی تھی جب عرش نے اس کا بازو اپنے شکنجے میں لے لیا

"یہاں سے چلو اب۔۔"

وہ روتی ہوئی چیختی چلاتی امل کو کھینچتا ہوا باہر لایا اور گاڑی میں بیٹھایا

"ہاہاہا دیکھا اپنوں کا منہ پھیرنا۔۔ کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے امل بی بی۔۔؟"

وہ اسے دیکھتا مسلسل تمسخر اڑا رہا تھا جبکہ امل کی زبان جیسے بولنا بھول چکی تھی

"بہت جلد تمہیں خود سے نفرت ہونے والی ہے امل۔۔"!

وہ گاڑی سے اترنے والی تھی جب عرش شاہ کے الفاظ نے اس کے قدم جکڑ لیے
وہ سوالیہ نظروں سے عرش شاہ کو دیکھنے لگی

"تم نے مجھے درندہ کہا تھا نا۔۔اب دیکھنا میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں امل بی بی۔۔"

وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں بولا تھا لہجے میں بے انتہا سختی تھی

"کک کہاں لے کے جارہے ہو مجھے۔۔؟؟"

اسے زندگی میں پہلی بار عرش شاہ سے خوف محسوس ہوا تھا الفاظ بمشکل حلق سے ادا کو پائے تھے

"میں تو تمہیں اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر جارہا ہوں لیکن تمہارے لیے وہ جگہ جہنم سے کم نہیں ہو گی یقین رکھو۔۔"

وہ معنی خیزی سے گویا ہوا جبکہ امل اس کی آنکھوں میں نفرت دیکھتی کپکپا گئی

///////////////////////////

بیک وقت عرش شاہ نے دو لڑکیوں کو آسمان سے زمین پر پٹخا تھا امل کی تو اسے کوئی پرواہ نہیں تھی بلکہ یہی تو اس کا مقصد تھا کہ وہ امل کی انا کو پارہ پارہ کردے گا

مگر اس سارے انتقام میں اس نے مریم کے اعتماد اور مان کو بھی قدموں تلے کچل کر رکھ دیا تھا وہ کتنی حساس ہے یہ عرش شاہ سے بہتر کون جان سکتا ہے جس نے مریم کو بے انتہا چاہا تھا اپنی تمام شدتیں اس پر وار دی تھی مگر آج جو دکھ اس نے مریم کو دیا تھا شاید اس کا مداوا کوئی نہ تھا

اپنے ساتھ بیٹھے وجود سے بے خبر وہ گاڑی ڈرائیو کرتا مسلسل مریم کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس کا سکون تھی مگر اسی سکون کو آج عرش شاہ نے اپنے غصے اور انتقام میں بے سکون کر دیا تھا جانے اس وقت مریم کی کیا حالت ہو گی اس قدر ذہنی دباؤ کے باوجود وہ بہت تیز ڈرائیو کر رہا تھا ساتھ بیٹھی امل کو گہری رات کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھ بیٹھے گم صُم سے عرش کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر بھی خوف آ رہا تھا

بھوک سے بے حال، نیند سے بوجھل ہونے کے باوجود وہ ساکت بیٹھی تھی جانے کتنے گھنٹے گزر گئے تھے انہیں سفر کرتے ہوئے اب تو صبح بھی ہو چکی تھی

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو امل نے چہرہ کھڑکی کی جانب کر کے اس بڑی سی عمارت کو دیکھا جو شاید کوئی سرکاری عمارت تھی

چوکیدار سمیت گارڈز نے اسے سلیوٹ کیا تھا، وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا اور بغیر کچھ کہے ماتھے پر بل ڈالے آگے بڑھنے لگا اس کے پیچھے ایک گارڈ بھی تھا جبکہ چوکیدار اور دوسرے گارڈز اب امل کو دیکھ رہے تھے جو گاڑی میں بیٹھی رہ گئی تھی یکدم امل کو سبکی کا احساس ہوا تھا عرش شاہ اسے وہیں چھوڑ کر جا چکا تھا وہ سر جھکائے گاڑی سے اتری اور اسی سمت بڑھ گئی جہاں عرش شاہ گیا تھا دوسرے فلور پہ ہی عرش اسے ایک فلیٹ کے اندر جاتا نظر آیا وہ بھی خاموشی سے اس کی جانب بڑھی

دروازے کے پاس رک کر اس نے باہر لگی نیم پلیٹ دیکھی جس پر ایس پی عرش شاہ لکھا ہوا تھا وہ گارڈ اب امل کو دیکھتا واپس مڑ گیا جبکہ امل نے فلیٹ میں قدم رکھا

وہ کچھ الجھی ہوئی تھی کیونکہ جہاں تک اسے معلوم تھا عرش شاہ کا لاہور میں اپنا گھر تھا پھر وہ سرکاری فلیٹ میں کیوں آیا تھا

بہرحال ان کے تعلقات اچھے نہیں تھے اور یہ وقت مناسب تھا اسی لیے وہ اس وقت اس سے کچھ پوچھنے کی پوزیشن میں نہیں تھی وہ سامنے ہی صوفے پر بیٹھ کر اپنے جوتے اتار رہا تھا

پھر وہ اٹھ کر ایک کمرے میں چلا گیا بے ساختہ امل نے طویل سانس لیا اور اب وہ اطراف کا جائزہ لینے لگی اتنا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ سرکاری فلیٹ تھا جو کہ بے حد سادہ مگر نفاست سے سجا ہوا تھا ہر چیز صاف ستھری اپنی جگہ پر تھی فلیٹ میں شاید

دو ہی کمرے تھے جس میں سے ایک میں عرش گیا تھا دوسرے کا دروازہ بھی بند تھا سامنے ہی کچن تھا

وہ کافی دیر سے کھڑی تھی کہ اب تو اس کی ٹانگیں بھی شل ہو رہی تھیں ابھی وہ صوفے پر بیٹھنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ عرش شاہ پولیس یونیفارم میں ملبوس ایک ہاتھ سے بال سیٹ کرتا دوسرے سے اپنی پینٹ کی جیبیں کنگال رہا تھا اس کے بال ابھی نم تھے یقیناً وہ شاور لے کر آیا تھا تبھی پہلے کی نسبت خاصا فریش لگ رہا تھا پھر سامنے میز پر پڑی کار کی چابی اور اپنا موبائل اٹھا کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا باہر سے دروازہ لاکڈ ہونے کی آواز آئی تھی بے اختیار امل کو شدت سے رونا آیا مطلب وہ اسے یہاں نمس چھوڑ کر کہیں جا چکا تھا مگر عرش شاہ اتنا بے حس کیسے ہو سکتا ہے

اسے شدید بھوک لگی ہوئی تھی سختی سے ہتھیلی سے آنسو پونچھتی وہ کچن کی سمت بڑھی ہر کیبنٹ اور فرج کنگالنے کے بعد جب اسے کھانے کو کچھ نہ ملا تو اس کا دل

کیا وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے اور پھر وہ روئی پھوٹ پھوٹ کر روئی کیونکہ اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے ساتھ کتنا کچھ غلط کر چکی ہے

//////////////////////////

"عرش۔۔"!

وہ اچانک ٹرانسفر پر اسلام آباد آیا تھا آتے ساتھ ہی ایک کیس میں پھنس گیا تھا دو دن سے وہ گھر نہیں گیا تھا ابھی بس وہ سارے کام نبٹا کر تھانے سے نکلا تھا مگر گاڑی میں بیٹھ کر سوچوں کا رخ ایک مرتبہ پھر کل والے واقعے پر چلا گیا تھا شازل کی آواز پر وہ چونکا تھا شازل اب اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا

"مجھے تو لگا تو چلا گیا ہو گا۔۔ لیکن تو گاڑی میں ہی بیٹھا ہے ابھی۔۔ سب ٹھیک ہے نا۔۔؟"

شازل کو اس کا انداز آج صبح سے ہی عجیب خاموش سا لگ رہا تھا مگر موقع نہ ملا پوچھنے کا ابھی بھی عرش کچھ الجھا ہوا لگ رہا تھا

”ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔“

بھاری آواز میں جواب آیا یقیناً وہ دو راتوں سے سویا نہ تھا یہ اسی کا اثر تھا

”اچھا چل تیرے گھر چلتے ہیں وہیں جا کر بات کریں گے۔۔“

شازل نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

”نہیں۔۔ مجھے گھر نہیں جانا۔۔“

گھر جانے کے نام پر عرش یکدم ہی بوکھلا گیا تھا

"عرش تو پریشان ہے۔۔؟ کیا ہوا ہے۔۔ ضرور مریم بھابھی کے لیے پریشان ہے۔۔ اتنی دور جو ٹرانسفر ہو گیا تیرا۔۔ سچ میں مجھے تو تجھے تھانے میں دیکھ کر حیرت ہوئی۔۔ تو نے مجھے بھی نہیں بتایا تیرا اسلام آباد ٹرانسفر ہو گیا ہے۔۔"

شازل مزید بھی بول رہا تھا وہ اس کا ٹریننگ میں دوست رہ چکا تھا ابھی اچانک ہی عرش کو دیکھ کر شازل کو خوشی ہوئی تھی مگر عرش تو مریم کے نام پر ہی سرد آہ بھر کے رہ گیا تھا

"یار میں نے ابھی کسی کو بھی نہیں بتایا۔۔ بس آ گیا۔۔"

عرش مدھم سا گویا ہوا

"کیا مطلب کسی کو نہیں بتایا۔۔انکل کو تو پتہ ہو گا۔۔؟"

شازل حیرت زدہ سا گویا ہوا جبکہ عرش نے ماتھے پر ہاتھ مارا ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ زامن شاہ کو اس کے ٹرانسفر کا نہ معلوم ہوا ہو

"تجھے کہاں چھوڑنا ہے۔۔"

عرش نے سر جھٹک کر گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے شازل سے پوچھا

"یار وہیں بلڈنگ میں۔۔جہاں تیرا فلیٹ ہے۔۔"

شازل نے جواب دے کر خاموشی اختیار کر لی

///////////////////////////

شازل کو چھوڑ کر اپنے گھر جانے کے بجائے وہ وہیں گاڑی میں بیٹھا تھا پھر موبائل نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا اور کان سے لگا لیا

"عرش بھائی کیسے ہیں آپ۔۔؟"

کال اٹینڈ ہوتے ہی دوسری جانب سے بے تابی سے پوچھا گیا تھا

"اشعر، میں بہت بے چین ہوں۔۔ایک پل کو بھی سکون نہیں آرہا مجھے۔۔"

عرش شاہ کے لہجے میں دکھ ہی دکھ تھا دوسری جانب اشعر اس کی کیفیت سمجھتا سرد آہ بھر کر رہ گیا

"بھائی۔۔پلیز ہمت کریں۔۔"!

اشعر بے بسی کے عالم میں بولا

"مام، ڈیڈ، مریم سب ناراض ہوں گے نا مجھ سے۔۔؟"

وہ ٹوٹے ہوئے انداز میں بولا تھا

"بھائی سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔! پریشان نہ ہوں۔۔"

اشعر نے اسے کھوکھلی تسلی دی کیونکہ وہ خود بھی جانتا تھا کہ معاملات کہاں تک خراب ہو چکے ہیں

"مام۔۔ ڈیڈ میری کال نہیں اٹینڈ کر رہے۔۔ جبکہ مریم سے بات کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔۔ پھر بھی تم کہہ رہے ہو میں پریشان نہ ہوں۔۔؟"

وہ بے بسی کی انتہا پر تھا دوسری جانب اشعر بلکل خاموش ہو گیا

"مریم کیسی ہے۔۔؟"

عرش شاہ پھر سے گویا ہوا اس کے انداز میں بے چینی واضح تھی

"آنی کے گھر سے مام ڈیڈ لے آئے تھے انہیں۔۔ لیکن جب سے آپ گئے ہیں وہ بس روتی ہیں بھائی۔۔ آپ جانتے ہیں نا وہ بہت سنسیٹیو ہیں۔۔ اور آپ تو ان کے لیے سب کچھ ہیں۔۔ آپ کی جانب سے ملا دکھ نہیں سہا جا رہا ان سے۔۔"

اشعر کے انداز میں دکھ، پریشانی اور کچھ غصے کی رمق بھی تھی

"کاش میرا اچانک ٹرانسفر نہ ہوا ہوتا۔۔ تو میں آسکتا وہاں۔۔"

وہ بڑبڑایا تھا مگر اشعر سن چکا تھا

"جی۔۔میں جانتا ہوں۔۔آپ کا اتنی جلدی کراچی آنا مشکل ہے اب۔۔کل ڈیڈ، مام کو آپ کے ٹرانسفر کا بتا رہے تھے۔۔"

اشعر نے صبح ہوئی زامن شاہ اور حورین کی گفتگو عرش کو بتائی

"ہمم عروہ کیسی ہے۔۔سب کا خیال رکھنا ہے تمہیں اشعر۔۔"

عرش نے کنپٹی دباتے ہوئے کہا

"جی بھائی۔۔"

اشعر نے کچھ سوچ کر اسے مخاطب کیا

"بھائی۔۔"!

"ہمم؟؟"

"بھائی وہ امل نے کچھ بتایا کہ ۔۔اس نے یہ سب کیوں کیا۔۔ کیا چاہتی ہے وہ ۔۔"

اشعر کی بات پر عرش کے ماتھے پر شکن بڑھے

"اشعر۔۔ میری سکون بھری زندگی میں اس خود غرض لڑکی نے زہر گھول دیا ۔۔ تم دیکھنا۔۔ سکون تو اسے بھی میسر نہیں کروں گا میں۔۔ جیسے اسے اپنا نام

دے کر میں پچھتا رہا ہوں نا۔۔ وہ بھی پچھتائے گی۔۔پل پل احساس دلاؤں گا میں اسے کہ اس نے عرش شاہ کے خلاف سازش کر کے کیا غلطی کی ہے۔۔"

وہ انتقام کی آگ میں بری طرح جل رہا تھا

"بھائی پلیز۔۔ غصہ مت کریں۔۔"

اشعر کو جانے کیوں عرش کا لہجہ بے حد خوف میں مبتلا کر رہا تھا

"اشعر وہ لڑکی بہت خود غرض ہے۔۔ بے حس ہے۔۔ اسے احساس نہیں ہے کہ اس نے کیا کیا ہے۔۔ اس کی وجہ سے میں مریم کو دکھ دے چکا ہوں۔۔"

"زندگی میں یہ پہلا فیصلہ میں نے نفرت اور غصے میں لیا تھا اور اس پر مجھے پچھتاوا ہو رہا ہے۔۔ میں اس لڑکی کا وہ حشر کروں گا کہ وہ پناہ مانگے گی۔۔"

وہ واقعی پچھتا رہا تھا جبکہ اشعر کو اس کا انداز خوفزدہ کر رہا تھا

”بھائی پلیز۔۔“!

”اوکے سب کا خیال رکھنا اور اپنا بھی۔۔میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا ۔۔“

عرش نے فوراً بات بدلی اور نرمی سے اسے بولا پھر کال کاٹ دی

”مریم میری جان آئی مس یو۔۔ تم ہی میری زندگی ہو۔۔ میری بیوی ہو۔۔ میرے دل کی ملکہ ہو۔۔ آئی لو یو میری جان۔۔“

موبائل پر چمکتی مریم کی کھلکھلاتی تصویر دیکھ کر وہ اس سے مخاطب تھا

//////////////////////////

تکلیف کیا ہوتی ہے، مان ٹوٹنا کیا ہوتا ہے، محرومی کیا ہوتی ہے، یہ کوئی مریم سے پوچھتا جس کی ساری زندگی اندھیر ہو گئی تھی اپنے محبوب شوہر کی بے اعتنائی نے اسے کتنا دکھ پہنچایا تھا یہ وہی جانتی تھی یا اس کا خدا جانتا تھا وہ ٹوٹ گئی تھی بکھر گئی تھی، کیا ہر دکھ اسی کے نصیب میں لکھا گیا تھا کیا ہر امتحان اسی سے لیے جانا تھا

دنیا میں جب آنکھ کھلی تو باپ کی حقیقت نے سارے دنیا میں شرمسار کر دیا کچھ عرصے بعد ماں بھی چھوڑ گئی زمانے کی ٹھوکروں سے بچانے کے لیے زامن ماموں اسے اور اس کے بھائی کو اپنے ساتھ لے آئے تھے مگر یہاں بھی ان دونوں بہن بھائی کو جدائی کا سامنا کرنا پڑا

رامین ماما اور علی پاپا نے بہت پیار دیا حورین مام اور زامن بابا نے بھی ہر طرح سے پیار دیا پڑھایا لکھایا شاہ حویلی کے سب سے بڑے اور قابل وارث سے شادی کر دی وہ اپنی آنے والی زندگی سے کتنا خوف زدہ تھی

مگر عرش شاہ ایک بہت ذمہ دار اور عزت و محبت کرنے والا ہمسفر ثابت ہوا تھا عرش شاہ کی ہمراہی میں تین سال مریم کی زندگی کے حسین ترین سال گزرے تھے مگر پھر جیسے اس کی زندگی امتحانوں میں داخل ہو چکی تھی

یہ دکھ کم تھا کہ وہ کبھی ماں نہیں بن سکتی تھی اس پر عرش کی دوسری شادی نے اسے آسمان سے زمین پر پٹخا تھا کیا مریم کبھی یقین کر سکتی تھی کہ عرش شاہ اس سے منہ موڑ کر جائے گا مگر ایسا ہو گزرا تھا ہاں یہ قیامت خیز پل وہ گزار چکی تھی سہہ چکی تھی دو دن سے وہ اپنا موبائل پاس رکھے عرش شاہ کے کسی پیغام کی منتظر تھی ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا کہ عرش شاہ نے اسے یاد نہ کیا ہو مگر وہ جس کی منتظر تھی وہ شاید بے بر تھا اور خود کال کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی

یہاں سب اس کا بہت خیال رکھ رہے تھے مگر ہر کوئی ہی اس سے نگاہیں چرائے پھر رہا تھا وہ بلکل خاموش تھی عروہ کتنی کوشش کرتی اس سے بات کرنے کے لیے مگر وہ تو جیسے سب سن کے بھی کچھ نہیں سن پا رہی تھی ہاں مگر اسے عرش شاہ کا انتظار تھا بے صبری سے انتظار تھا جو اس کی زندگی تھا مگر ایک ڈر ایک خوف اس کے دل میں بیٹھ چکا تھا کہ اب عرش شاہ صرف اس کا نہیں تھا بلکہ وہ دو حصوں میں بٹ چکا تھا یہی بات مریم کو بے چین کر رہی تھیں بے سکون کر رہی تھیں اضطراب میں مبتلا کر رہی تھیں

//////////////////////////////

وہ دو دن سے اس فلیٹ میں بولائی بولائی پھر رہی تھی دو، تین دن سے اس نے کچھ نہ کھایا تھا

پانی پی پی کر اس نے گزارا کیا تھا آج تک کبھی اسے اتنی اذیت نہیں پہنچی تھی جتنی ان دو، تین دن میں اس نے دیکھ لی تھی عرش شاہ خود تو دونوں سے ایسا گیا تھا کہ مڑ کے اس کی خبر تک نہ لی تھی وہ مر رہی ہے یا ابھی تک زندہ ہے

زندگی میں اتنی گالیاں اس نے کبھی کسی کو نہ دی تھی جتنی عرش شاہ کو ان دو دن میں دی تھیں اس کا بس نہیں چل رہا تھا عرش سامنے آئے اور یہ اس کا گلا دبا دے

ابھی بھی وہ نڈھال سی صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے نیچے فرش پر بیٹھی تھی وہ دو دن سے سب کو کال کر چکی تھی مگر کسی نہ اس کی کال نہیں سنی تھی ماما، پاپا اور عرش کو تو وہ ان گنت کالز کر چکی تھی مگر بے سود رہا تھا

"خدا کرے عرش تم مر جاؤ۔۔ تمہیں پانی بھی نصیب نہ ہو۔۔ تم بھی ماں باپ کو ترسو۔۔ تمہیں بھی وہ دھتکار دیں۔۔ تم بھی بھوکے مرو۔۔ کوئی تمہارا اپنا تمہارے پاس نہ ہو۔۔ تنہائی کے خوف سے مرو۔۔"

وہ جھولی پھیلا پھیلا کر عرش کو بد دعائیں دے رہی تھی وہ واقعی اس وقت اپنے حواسوں میں نہیں تھی ورنہ کم از کم اب عرش کو اتنی بد دعائیں نہ دیتی جس نے اس کی عزت کی حفاظت کی تھی اور اسے اپنی عزت بنایا تھا مگر نہیں وہ ایک جذباتی لڑکی تھی جسے اس وقت محض اتنا یاد تھا کہ عرش شاہ اسے یہاں بھوکا پیاسا رکھ کر مارنا چاہتا ہے اسے تنہائی سے بے تحاشہ خوف محسوس ہو رہا تھا مگر کیا کرتی کسے پکارتی

"خدا تمہیں پوچھے عرش شاہ۔۔"!

اور وہ زور زور سے چلانے لگی رونے لگی مدد کے لیے پکارنے لگی مگر کوئی نہیں تھا جو اس کی آہ و بکا سنتا

///////////////////

"حورین تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔۔ کیا کہہ رہی ہو یہ تم۔۔؟"

حورین کی بات پر ضبط کے باوجود زامن شاہ کی آواز بلند ہو گئی تھی

"زامن دیکھیں۔۔ مریم، عرش کی بیوی ہے۔۔ اور اس وقت یہی مناسب رہے گا کہ مریم عرش کے پاس ہو۔۔ آپ اسے عرش کے پاس بھیج دیں۔۔"

حورین نے اپنی بات دوبارہ دہرائی تھی جبکہ زامن نے انہیں غصے میں گھورا تھا

"تم اپنے بیٹے کو معاف کر سکتی ہو۔۔ مگر مجھ سے یہ امید مت رکھنا۔۔ عرش اب میرے گھر میں قدم بھی نہیں رکھے گا۔۔ بلکہ مریم کا تو میں سایہ بھی اب اسے دیکھنے نہیں دوں گا۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولے تھے

"یقیناً پارٹی والی رات جو بھی ہوا اس پر عرش نے غصے میں وہ قدم اٹھایا ہو گا۔۔ ورنہ عرش کبھی بھی مریم کے ساتھ ایسا نہ کرتا۔۔"

حورین نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی تھی

"وہ کیا سمجھتا ہے غصے میں آ کر کوئی بھی قدم اٹھائے گا تو ہم سب بھول جائیں گے۔۔ اس نے مریم کے ساتھ ظلم کیا ہے۔۔ اور تم سے بہتر شاید کوئی نہیں جانتا کہ یہ آپی میرے لیے کیا تھیں۔۔ جب میں ان کے ساتھ ہوئے ظلم کا بدلہ

سلمان شاہ کی بے قصور بیٹی سے لے سکتا ہوں تو۔۔اب ان کی بیٹی مجھے اسی طرح عزیز ہے۔۔اتنی کہ میں ساری زندگی عرش کی شکل بھی نہ دیکھوں۔۔"

زامن شاہ غصے میں جانے کیا کیا بول گئے تھے جبکہ حورین کے دل میں اتنے عرصے بعد آج بھی ویسی ہی ٹیسیں اٹھیں تھی جیسی آج سے بیس سال پہلے والے زامن شاہ کی باتیں سن کر اٹھتی تھیں

"زززامن۔۔میں تو بس اس لیے ایسا کہہ رہی تھی کہ دونوں ساتھ رہیں گے تو مریم ٹھیک ہو جائے گی۔۔آپ جانتے ہیں عرش ہی مریم کا سکون ہے۔۔وہ محبت کرتی ہے عرش سے۔۔"

وہ اپنی اندرونی کیفیت پر قابو پاتی دھیمے سے بولی تھیں

"مریم وقت کے ساتھ سنبھل جائے گی۔۔ مگر تم اور تمہارا بیٹا اسے بھول جاؤ اب۔۔"

زامن شاہ ابھی بھی غصے میں بولے تھے

"زامن پلیز غصے میں کوئی فیصلہ مت کریں۔۔ خدا کے لیے یہ انتقام، غصے میں کیے گئے فیصلوں کی ریت اب ختم کر دیں۔۔ کیوں اپنی نسل کو اس غصے کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔۔ پلیز دونوں بچوں کو الگ مت کریں۔۔"

حورین، زامن کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتی منتیں کرتے ہوئے بولی تھی

"حورین میں اب تمہاری زبان سے عرش کے لیے ہمدردی نہ سنوں۔۔ مجھے دیر ہو رہی ہے میں جا رہا ہوں۔۔"

زامن شاہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا اور سختی سے کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئے

""زامن آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔غصے میں کیا گیا فیصلہ انسان کو پچھتانے پر مجبور کر دیتا ہے۔۔اور عرش بھی آپ کا بیٹا ہے۔۔زندگی میں آپ نے بھی تو غصے میں ایسے بہت سے فیصلے کیے جنہوں نے آپ کو پچھتاوے میں دھکیل دیا تھا ۔۔ مگر میں مریم کو عرش سے جدا نہیں ہونے دوں گی۔۔ کبھی نہیں ہونے دوں گی۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔""

آنکھوں میں اترتی نمی کو انگلی کی پوروں سے صاف کرتے ہوئے حورین ایک عزم میں خود سے مخاطب تھی

//////////////////////////

جیسے ہی عرش شاہ نے فلیٹ کا لاک کھول کر دروازہ وا کیا گھور اندھیروں نے اس کا استقبال کیا تھا جیب سے موبائل نکال کر اس نے ٹارچ آن کی اور سوئچ بورڈ کی سمت بڑھا لائیٹ آن کرنے کے بعد اس نے دوبارہ دروازہ اندر سے لاکڈ کر دیا وہ جیسے کی مڑا سامنے ہی وہ صوفے کے پاس فرش پر سکڑی سمٹی لیٹی ہوئی تھی بے ساختہ عرش کو اس کے وجود سے بیزاری محسوس ہوئی اپنی بیزاری پر قابو پاتا وہ اس کی جانب بڑھا اور اسے بازو سے پکڑ کر زور سے ہلایا یہاں تک کہ وہ نڈھال سی ہڑبڑا اٹھی

"اٹھو۔۔"!

جب وہ آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگی تو عرش نے اس کے بکھرے وجود سے نگاہیں ہٹا کر ماتھے پر بل ڈالے کہا اور اسی صوفے پر بیٹھ کر سر صوفے کی پشت سے ٹیک لگانے کے بعد آنکھیں میچ لیں

"مم مجھے۔۔بب بھوک۔۔ لگی ہے۔۔"

نقاہت کے سبب وہ بمشکل الفاظ ادا کر پائی تھی اس کی آواز پر عرش شاہ نے آنکھیں وا کیں

"تو میں کیا کروں۔۔؟"

اسے دیکھتے ہوئے عرش شاہ غرایا تو وہ اس کی اتنی بلند آواز پر اپنی جگہ سے اچھل پڑی

"مم میں۔۔ نن نے۔۔ تین دن سے کک کچھ۔۔ نہیں کھایا۔۔"!

بے بسی سے بولتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے تھے اس کی بات سن کر عرش شاہ نے جیب میں پڑا موبائل نکالا اور اب وہ کچھ کھانے کے لیے

آرڈر کر رہا تھا بے اختیار امل کو وہ اس پل بہت اچھا لگا تھا جبکہ عرش شاہ اب اسے نظر انداز کرتا کمرے میں جا چکا تھا

اور پھر اگلے چند منٹوں میں دروازے پر دستک ہوئی تھی وہ ہمت کرتی خوشی سے دروازے کی جانب لپکی تھی مگر پیچھے سے کسی نے سختی سے اسے دبوچا تھا وہ لڑکھڑا کر فرش پر گری تھی اب عرش شاہ اسے گھورتا آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر آرڈر ریسیو کر رہا تھا پیچھے وہ ابھی بھی فرش پر ہی پڑی تھی

جبکہ عرش شاہ ایک بار پھر دروازہ لاکڈ کرتا مڑا اور اسے مکمل نظر انداز کرتا اوپن کچن کی جانب بڑھا پلیٹس میں کھانا نکالنے کے بعد اس نے پاس پڑی کرسی گھسیٹی اور براجمان ہو گیا اگلے پانچ سے سات منٹس میں کھانا کھانے کے بعد اس نے ہاتھ صاف کیے اور کمرے میں چلا گیا

جبکہ اتنی دیر سے امید سے اسے کھانا کھاتے ہوئے دیکھتی امل یکدم فرش سے اٹھی اور اس پلیٹ کی جانب بڑھی عرش کی پلیٹ میں کچھ سالن بچا ہوا تھا جبکہ روٹی آدھی سے کچھ زیادہ پڑی تھی وہ کھانے پر جھپٹی تھی اور بڑے بڑے نوالے بنا کر کھانے لگی پہلی بار اسے رزق کی قدر کا احساس ہوا تھا کھانے کے دوران کئی بار اسے کھانسی آئی تھی مگر وہ مسلسل نوالے منہ میں ڈالتی رہی تھی پھر عرش کے ہی جھوٹے گلاس میں بچا پانی اپنے لبوں سے لگا لیا ابھی اسے مزید بھوک لگی تھی مگر کھانا ختم ہو چکا تھا اداسی سے اس نے اپنے کب سے بہتے آنسو پونچھے اور لاؤنج میں آکر صوفے پر لیٹ گئی اور پھر جانے وہ کب تک روتی سسکتی رہی تھی اسے کچھ خبر نہ تھی کب نینداس پر مہربان ہوئی تھی

//////////////////////

وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے ٹانگیں لمبی کیے آنکھیں میچے اسی بے خبر کی یادوں میں گم تھی جب سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل فون بجنے لگا ہمیشہ کی طرح اسے عرش

کی کال کا گمان ہوا جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور رموبائل فون ہاتھ میں لیا اس بار اس کے اداس چہرے پر خوشی کی رمق آئی تھی

اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ کپکپاتے ہاتھوں سے یس کر کے فون کان سے لگا لیا

دوسری جانب بیڈ پر دراز عرش شاہ نے مریم کے کال اٹینڈ کر لینے پر خدا کا شکر ادا کیا مگر وہ بلکل خاموش تھی

"مریم میری جان۔۔"!

بے حد محبت سے پکارا گیا مریم کے آنسو بہنے لگے مگر وہ بلکل خاموش تھی

"میری جان کیسی ہو۔۔؟"

بے تابی سے پوچھا گیا انداز میں پریشانی، فکر اور محبت واضح تھی مگر وہ محض آنسو بہا رہی تھی

"کچھ تو بولو جان۔۔ غصہ کرو۔۔ کچھ بھی کہہ لینا مگر پلیز بات تو کرو۔۔ ایسے خاموش آنسو مت بہاؤ۔۔"

وہ بوجھل انداز میں ندامت سے بولا تھا اور پھر موبائل کے سپیکر سے مریم کی دبی دبی سسکیاں سنائی دینے لگی اور پھر وہ شدت سے رونے لگی جبکہ عرش شاہ نے ضبط کرتے ہوئے آنکھیں میچ کر دوبارہ کھولیں

وہ کافی دیر روتی رہی مگر عرش شاہ کے پاس کوئی لفظ نہیں تھا وہ شرمندہ تھا بے حد شرمندہ تھا

"پلیز مت رو مریم۔۔ تمہارا اتنے درد سے رونا مجھے تکلیف دے رہا ہے۔۔"!

جب وہ خاموش نہ ہوئی تو عرش بے بسی سے بولا جبکہ مریم اب کال کاٹ چکی تھی بے اختیار عرش بے چین ہوا دوبارہ کال ملائی مگر وہ کال پک نہیں کر رہی تھی وہ مسلسل کال ملا رہا تھا بے حد اضطراب کی کیفیت میں عرش شاہ اب نمبر ملاتا ہوا کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا مسلسل کال کرنے کے تقریباً ایک گھنٹے کے بعد مریم نے دوبارہ کال پک کی لیکن اس بار واقعی عرش شاہ کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے

"رات بہت ہو گئی ہے۔۔ آپ کو اس وقت اپنی دوسری بیوی کو ٹائم دینا چاہیے۔۔"

وہ طنز کرنا نہیں چاہتی تھی مگر عورت کی فطرت تھی سو کر بیٹھی

"میرا سب کچھ آپ ہیں مریم۔۔ میری بیوی۔۔ میری ہمراز۔۔ میری ہمسفر ۔۔ میرے دکھ سکھ کی ساتھی۔۔ میری زندگی۔۔ میرا دل۔۔ میرا سکون۔۔ میرا چین۔۔ میری سانسیں۔۔ میری خواہش۔۔ میری محبت۔۔ میرا عشق۔۔ اور اتنے پاک۔۔ اتنے خلوص والے جذبات کے بعد کسی تیسرے کی بلکل گنجائش نہیں میری زندگی میں۔۔ ہاں ایک غلطی ہوئی ہے مجھ سے۔۔ وہ بھی جلدی ٹھیک کر دوں گا۔۔ مگر یہ یاد رکھیں۔۔ آپ میری کل متاع ہیں۔۔ پلیز آئندہ خود کو کسی اور کا میری زندگی میں مقابلہ مت کیجئے گا۔۔"

وہ اس قدر محبت اور سچائی سے گویا ہو تھا کہ مریم کے دل میں سکون اتر گیا تھا بے چینی اور اضطراب جیسے ناپید ہو گیا تھا

"پلیز کچھ تو بولیں مریم۔۔"!

وہ اس کی منت کر رہا تھا

"جی۔۔"!

"پلیز مریم مجھے کبھی غلط مت سمجھنا۔۔میری زندگی میں جو تمہارا مقام ہے وہ ۔۔کوئی دوسری لڑکی حاصل نہیں کر سکتی۔۔تم میرا سب کچھ ہو۔۔پلیز کبھی دور مت ہونا۔۔ورنہ عرش شاہ مر جائے گا۔۔"

وہ عاجزی سے بول رہا تھا

"پلیز ایسے نہیں بولیں۔۔"!

عرش کی آخری بات پر وہ تڑپ گئی تھی

”پھر مت روٹھو مجھ سے۔۔! میں تمہاری بے رخی برداشت نہیں کر سکتا۔۔
“

وہ امید سے بولا تھا

”میں کیوں روٹھوں گی آپ سے۔۔میں ناراض نہیں ہوں آپ سے۔۔“

وہ دل بڑا کرتی ہوئی گویا ہوئی تھی اس شخص کی آواز ہی مریم کے سکون کا سبب تھی

”تم بہت اچھی ہو مریم۔۔بہت اچھی۔۔اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتی تو پتہ نہیں اتنا ہنگامہ کرتی مگر تم نے میری غلطی کو برداشت کر لیا ہے۔۔“

وہ مدھم سا مسکرا کر بولا تھا

"آپ میرا سب کچھ ہیں عرش۔۔ سب کچھ۔۔ میں چاہ کر بھی آپ سے رخ نہیں پھیر سکتی۔۔"

وہ روندی آواز میں بولی تھی

"تمہاری بہت یاد آرہی ہے۔۔"!

کچھ پل بعد عرش اچانک بولا تھا

"مجھے بھی۔۔"

بے ساختہ ہی اس کی زبان پھسلی تھی

"تم بولا رہی ہو تو قسم سے سب چھوڑ کر آ بھی جاؤں گا۔۔ کہہ کر تو دیکھو ایک بار ۔۔"

اس کے لہجے میں محبت ہی محبت تھی جبکہ اس کی بات سن کر مریم کے لب مسکرائے

"نہیں شاہ جی آپ اپنا کام دیکھیں۔۔ کچھ دنوں بعد آجایئے گا۔۔"

عرش کی بے چینی محسوس کرتی وہ مسکرا کر بولی تھی جبکہ مریم کے دل کو سکون پہنچا تھا تو عرش کو بھی اب سکون آیا تھا

//////////////////////////////

صبح کھانے کے میز پر سب موجود تھے مگر مریم آج بھی نہیں تھی زامن شاہ کر ماتھے پر شکن پڑے تھے

"مریم کہاں ہے۔۔ کسی نے اسے بلانے کی زہمت تو نہیں کی ہو گی۔۔"!

بغیر کسی کو دیکھے انہوں نے طنز کیا تھا جبکہ ان کی بات سن کر سب کے ہاتھ کھانے سے رک گئے حورین نے ان کے غصے میں تلملائے چہرے کو دیکھا اور عروہ کی جانب رخ کیا

"عروہ جاؤ۔۔ مریم کو بلا کر لے کر آؤ۔۔"!

حورین نے عروہ کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

"مام میں نے انہیں بلایا تھا مگر انہوں نے دروازہ نہیں کھولا۔۔"

عروہ نے باپ کو غصے میں دیکھتے ہوئے حورین کو جواب دیا اس نے کبھی اپنے باپ کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا جتنا وہ ان چار، پانچ دن میں اسے دیکھ چکی تھی

"ایک بار پھر جاؤ۔۔"

حکم زامن کی جانب سے آیا تھا

"جی ڈیڈ۔۔"

سر ہلاتی ہوئی وہ اٹھی تھی

"کم از کم۔۔ بچوں کے سامنے تو ایسے غصہ نہ کریں۔۔ عروہ پہلے ہی آپ کے غصے سے سہمی ہوئی ہے۔۔"

حورین نے اشعر اور پھوپھو کی موجودگی کی وجہ سے آواز دھیمی رکھتے ہوئے زامن سے کہا تو وہ احساس ہونے پر لب بھینچ کر رہ گئے

کچھ ہی دیر میں مریم نے عروہ کے ساتھ ڈائننگ ہال میں قدم رکھا اور تھوڑی بلند آواز میں سلام کیا مگر اس کا اداس چہرہ دیکھ کر زامن شاہ اور حورین نے ایک دوسرے کو دیکھا

”وعلیکم السلام بیٹا آؤ یہاں بیٹھو۔۔“

کرسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے زامن نے کہا تو مریم خاموشی سے حورین کے ساتھ والی کرسی پر براجمان ہو گئی

پھوپھو نے اس کے بکھرے بکھرے حلیے اور سوجی آنکھوں کو دیکھ کر نگاہیں چرائیں تھی

"یونیورسٹی جانا کیوں چھوڑا ہوا ہے آپ نے مریم۔۔؟"

وہ چائے کے سپ لے رہی تھی جب زامن شاہ نے نرمی سے استفسار کیا

"وو وہ ڈیڈ۔۔"!!

ان کے اچانک سوال پر اسے سمجھ نہ آئی کیا جواب دے

"کل سے ضرور جاؤ گی آپ۔۔"!

انہوں نے جیسے اسے حکم دیا تھا مریم نے بے ساختہ حورین کو دیکھا جو سر جھکائے بیٹھی بے دلی سے ناشتہ کر رہی تھیں

"جی۔۔وہ ڈیڈ مجھے پاپا کے گھر جانا ہے۔۔"!

زامن شاہ کا ستا ہوا چہرہ دیکھتے اس نے جیسے اجازت چاہی تھی

"ٹھیک ہے۔۔حورین۔۔مریم کو ساتھ لے جانا اور اپنے ساتھ ہی واپس لے کر آنا۔۔"

انہوں نے سر ہلاتے ہوئے اس بار حورین کو مخاطب کیا جوابا انہوں نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا جبکہ مریم مزید بولی تھی

"ڈیڈ۔۔مجھے کچھ دنوں کے لیے وہیں رہنے جانا ہے۔۔ مم میں۔۔وہیں سے یونیورسٹی چلی جایا کروں گی۔۔"

وہ جھجھک کر بولی تھی اس کی بات پر زامن شاہ نے چائے کا کپ میز پر رکھا

"عرش کی وجہ سے جانا چاہتی ہو تم یہاں سے بیٹا۔۔؟؟"

انہوں نے اچانک ہی سوال کیا تھا سب کی نظریں اپنی جانب اٹھتی دیکھ کر مریم کا سر خود بخود نفی میں ہلا

"دیکھو بیٹا۔۔یہ تمہارا گھر ہے۔۔اس پر تمہارا زیادہ حق ہے۔۔ تم اس گھر کی بیٹی بھی ہو۔۔تم میرے لیے عروہ جیسی ہو۔۔اور رہی بات عرش کی تو۔۔وہ اب اس گھر میں نہیں آئے گا۔۔اب اس کا ہمارے سے کوئی تعلق نہیں۔۔سب سن لیں۔۔"

وہ نرمی سے گویا ہوئے تھے جبکہ آخر میں انداز خود بخود حتمی ہو گیا تھا جبکہ ان کی بات پر مریم کی تو جیسے سانسیں بے ترتیب ہوئی تھیں حورین نے بھی تڑپ کر زامن شاہ کو دیکھا جو اس وقت نہایت سفاک انسان لگ رہے تھے

"زامن یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔ عرش اس گھر کا بڑا بیٹا ہے۔۔ خون ہے تمہارا ۔۔ تم اس لڑکی کی وجہ سے اپنی اولاد سے منہ موڑو گے۔۔؟"

پھوپھو بلند آواز میں بولی تھیں

"آپ ہماری بڑی ہیں۔۔ ماں کے بعد آپ کو ہی ہم نے اپنا بڑا سمجھا ہے پھوپھو ۔۔ ہر معاملے میں آپ کے فیصلے کو اہمیت دی۔۔ مگر مزید مریم کے معاملے میں میں کسی کی نہیں سنوں گا۔۔ مریم جو فیصلہ کرے گی اس میں۔۔ میں اس کے

ساتھ ہوں۔۔چاہے مجھے ساری عمر عرش سے منہ ہی کیوں نہ موڑنا پڑے۔۔

"

وہ سفاکیت سے کہتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

"زامن پلیز۔۔"

حورین نے انہیں پکارا تھاان کی پکار میں تڑپ تھی

"ایک اور بات۔۔ ہنی اگلے چند دنوں میں پاکستان آرہا ہے۔۔"

وہ حورین کی پکار نظرانداز کرتے پرسکون سے بولے تھے جبکہ ان کی بات پر سب چونکے تھے

"کیوں۔۔؟؟"

پھوپھو نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا

"کیونکہ میں نے اسے بہت اسرار کر کے یہاں بلایا ہے۔۔"

وہ عام سے انداز میں بولے جبکہ حورین اس معاملے میں بلکل خاموش تھی

"مگر اس کی ضرورت کیا تھی۔۔اچھا بھلا وہ وہاں نوکری کر رہا ہے۔۔پھر تمہارا اسے یہاں بلانے کا مقصد۔۔؟"

وہ سختی سے پوچھ رہی تھیں مریم نے بے ساختہ سر جھکا لیا ان کے باپ کی وجہ سے،ان دونوں بہن بھائی کو ہمیشہ لوگوں کی باتیں سننی پڑی تھیں

”کیونکہ میں ھنی کی شادی عروہ سے کرنا چاہتا ہوں۔۔“

بہت آرام سے انہوں نے شاہ حویلی کے مکینوں کے سر پر بمب پھوڑا تھا ان کی بات پر عروہ کی تو سانسیں مدھم ہوئی تھیں حورین نے بے یقینی سے زامن شاہ کو دیکھا

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں زامن۔۔“

حورین صدمے کی سی کیفیت میں بولی تھی اشعر کو بھی باپ کی یہ بات کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی جبکہ مریم خود بھی حیرت زدہ تھی

”یہی کہ ھنی کے آتے ہی ہم عروہ کا اس سے نکاح کر دیں گے۔۔“

وہ ایک نظر پھوپھو کو دیکھ کر بولے تھے

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو زامن۔۔ خبردار اگر یہ بے ہودہ بات سوچی تم نے۔۔
"!

پھوپھو زامن شاہ کو دیکھتیں دبی دبی آواز میں غرائی تھیں

"اس میں برائی کیا ہے پھوپھو۔۔ ہنی اچھا لڑکا ہے۔۔ نیک ہے۔۔ قابل ہے۔۔
سب سے بڑی بات ہمارا اپنا ہے۔۔ اور کیا چاہیے ہمیں۔۔"

وہ حتمی انداز میں گویا ہوئے تھے لہجہ پختہ تھا جبکہ عروہ مزید کچھ نہ سن سکی اور
نا محسوس انداز میں وہاں سے نکلتی چلی گئی

"زامن ہماری بیٹی ابھی کم عمر ہے۔۔ پڑھ رہی ہے۔۔ یہ سب ابھی ٹھیک نہیں
ہے۔۔"

نم آنکھوں سے زامن شاہ کو دیکھتے ہوئے حورین نے کہا

"یہ انکار کے فضول جواز ہیں حورین۔۔"!

انہوں نے ان کی بات رد کی تھی

"زامن یہ ظلم ہے۔۔ ہنی، عروہ سے کم از کم پندرہ سال بڑا ہو گا۔۔ پلیز ایسے نہیں کریں۔۔"

اس بار حورین بولتے ہوئے رو پڑی تھیں

"پلیز فضول باتوں کو بیچ میں مت لاؤ حورین۔۔"

حورین کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس بار زامن نرمی سے گویا ہوئے تھے

”ہوش کرو زامن۔۔وہ لڑکا ہماری بچی سے بہت بڑا ہے عمر میں۔۔یہ مناسب جوڑ نہیں ہے۔۔عروہ بلکل کم عمر ہے۔۔“

اس بار پھوپھو شدید غصے میں بولی تھیں

”میرے اور حورین میں بھی عمر کا بہت فرق تھا۔۔الحمداللہ اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔۔بات ختم پھوپھو۔۔میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔“

وہ سختی سے کہتے ہوئے ڈائننگ ہال سے نکل گئے جبکہ پیچھے سب اپنی اپنی جگہ پریشان اور بے چین تھے

”پھوپھو۔۔“!

حورین کو زامن کا یہ فیصلہ بلکل ٹھیک نہیں لگا تھا جانے کیوں ان کا دل بری طرح گھبرا رہا تھا

"پھوپھو یہ بلکل ٹھیک نہیں ہے۔۔ عروہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔زامن اپنی ہی بیٹی کے ساتھ یہ ظلم کیوں کر رہے ہیں۔۔؟"

وہ بے چینی سے گویا ہوئی تھیں

"تم بے فکر رہو حورین۔۔ایسے کچھ نہیں کرنے دیں گے ہم زامن کو۔۔"

انہوں نے جیسے حورین کو کھوکھلی تسلی دی تھی جبکہ وہ خود بھی جانتی تھیں کہ زامن شاہ اپنا فیصلہ نہیں بدلیں گے

”زامن نہیں سنیں گے کسی کی۔۔“

”پھوپھو آپ کو پتہ ہے۔۔ میں ہمیشہ عروہ کو زیادہ ہنسنے نہیں دیتی تھی۔۔ کیونکہ اس کی ہنسی بہت خوبصورت ہے۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں میری بچی کی ہنسی کو نظر نہ لگ جائے۔۔ آپ دیکھیں انہیں۔۔ اپنی پھولوں جیسی بیٹی کے ساتھ کیا کر رہے ہیں یہ۔۔ چاہے وہ کتنا مرضی قابل اور اچھا ہو مگر ہے تو بہت بڑا نا عروہ سے۔۔“

وہ اس بار غصے سے بولتی ہوئی رو پڑی تھیں جبکہ مریم کے بھی آنسو نکل آئے تھے اشعر نے مٹھیاں سختی سے بھینچی تھی

//////////////////////////

وہ تقریباً ایک گھنٹے سے اپنے دفتر میں کرسی پر بیٹھے اضطرابی کیفیت میں موبائل ہاتھ میں تھامے سکرین پر چمکتی عروہ کی تصویر دیکھ رہے تھے اپنی معصوم بیٹی کی

زندگی سے بھرپور کھلکھلاتی مسکراتی تصویر انہیں مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی کیا وہ اپنی بچی کے ساتھ کچھ زیادتی کرنے جا رہے تھے، وہ شدید الجھن کا شکار تھے اور پھر حورین بھی تو اس فیصلے سے خوش نہیں تھی آخر وہ ماں تھی شاید اپنی جگہ ٹھیک تھی

اسی لیے انہوں نے ہنی کو رشتے کے لیے ہاں کرنے سے پہلے گھر والوں کا ردعمل دیکھنا مناسب سمجھا جو کہ بلکل ان کی توقع کے مطابق تھا مگر وہ فیصلہ کر چکے تھے کہ ہنی کو انکار نہیں کریں گے

اب زامن شاہ نے موبائل پر ایک نمبر ملایا اور گہرا سانس لینے کے بعد موبائل فون کان سے لگا لیا

"السلام علیکم ماموں۔۔"!

دوسری جانب دوسری بیل پر ہی فون پک کر لیا گیا تھا اور اسپیکر سے بھاری مردانہ آواز ابھری تھی

"وعلیکم السلام بیٹا۔۔ کیسے ہو۔۔؟"

زامن شاہ نے ہنی کا حال احوال پوچھا

"ٹھیک۔۔ آپ سنائیں۔۔؟"

سنجیدہ لب ولہجہ اس کی شخصیت کی عکاسی تھا

"بیٹا مجھے۔۔ عروہ کے لیے تمہارا پرپوزل قبول ہے۔۔"!

انہوں نے بھی سنجیدگی سے کہا جبکہ سات سمندر پار بیٹھے روحان عاصم کے لب مسکرائے تھے مگر پھر سکڑ گئے

”حیرت ہے۔۔مجھے تو لگا تھا آپ انکار کر دیں گے۔۔“!

وہ دل کی بات زبان پر لے آیا تھا اسے واقعی حیرت ہوئی تھی

”تم نے پہلی بار زندگی میں کچھ مانگا ہے مجھ سے بیٹا۔۔بے شک عروہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔۔لیکن تمہیں انکار نہیں کر سکتا۔۔بس میری بچی کو خوش رکھنا ہے تم نے ہنی۔۔“

ان کی آواز شاید بھیگی ہوئی تھی یا روحان کو محسوس ہوئی تھی مرد جتنا بھی مضبوط ہو مگر ہر باپ بیٹیوں کے لیے شاید کمزور ہی ہوتا ہے

"عرش شاہ راضی ہے اس رشتے پہ۔۔؟"

وہ بات بدل گیا تھا اس کے اچانک سوال پر اک پل کو زامن شاہ خاموش ہو گئے

"عروہ میری بیٹی ہے۔۔اور اس کی زندگی کا فیصلہ میں ہی کروں گا۔۔ عرش کی رضامندی ضروری نہیں ہے۔۔"!

وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں گویا ہوئے تھے

"ہمم مریم کیسی ہے ماموں۔۔؟"

روحان نے ہنکار بھرتے ہوئے مریم کا احوال پوچھا

”مریم ٹھیک ہے ہنی۔۔میں صرف کہتا نہیں ہوں اسے اپنی بیٹی سمجھتا بھی ہوں۔۔جیسے تم فکر مند ہو اس کے لیے۔۔میں بھی ہوں۔۔! آخر تم اور مریم میری بہن کی اولاد ہو۔۔“

وہ سچائی سے بول رہے تھے جبکہ روحان بلکل خاموش ہو گیا تھا

”اور تم کب آرہے ہو پاکستان پھر۔۔؟“

روحان کو خاموش پا کر انہوں نے بات کا رخ بدلا

”اب تو بہت جلد۔۔“!

مزید مختصر بات کر کے اس نے کال کاٹ دی تھی

اوراب وہ ٹیرس میں کھڑا امریکہ کی فضا میں سگریٹ کا دھواں چھوڑ رہا تھا

وہ کم عمری میں ہی زمانے کی تلخیوں سے واقف ہو چکا تھا وہ شاید دس سال کی عمر سے جانتا تھا کہ اس کے باپ نے اس کی ماں کا ریپ کیا تھا نکاح تو بعد میں فارمیلٹی پوری کی تھی اس کے دادا اور باپ ہر غلط اور برے کام میں ملوث تھے اس کا باپ دوسری عورتوں سے ناجائز تعلقات رکھتا تھا کئی مرتبہ اس نے اپنے باپ کو اپنی ماں کو جانوروں، وحشیوں کی طرح مارے دیکھا تھا بے شک اس کے دادا اور باپ اس سے بے حد پیار کرتے تھے مگر اسے کبھی ان دونوں سے انسیت نہیں رہی تھی کیونکہ وہ اپنی بے بس ماں کو تکلیف دینے والے کو قطعاً اچھا نہیں سمجھتا تھا

پھر ایک دن اس کے دادا کی موت کے بعد اس کا باپ بھی پولیس کی حراست میں تھا وہ دن بہت کٹھن تھا اس کی ماں کی حالت جانے کیوں خراب تھی مگر پھر زامن ماموں انہیں لینے آئے تھے زامن ماموں نے انہیں اپنے ساتھ رکھنا چاہا

تھا مگر اس کی ماں نے انکار کیا تھا پھر زامن ماموں نے انہیں ایک محفوظ جگہ منتقل کیا تھا

وہ اکثر ڈھیر ساری چیزیں لے کر انہیں ملنے آتے تھے کچھ دن بعد اس کی ماں نے ایک خوبصورت پری کو جنم دیا تھا پھر جیسے ان کی بے رنگ زندگی میں کچھ خوشیاں آئی تھیں مگر زیادہ دن انہیں یہ خوشی راس نہ آئی تھی بظاہر اس کی ماں ٹھیک لگتی تھی مگر وہ اندر سے ختم ہو چکی ہے یہ بات ان کی اچانک موت نے ثابت کر دی تھی اور ان کی صابر ماں اس ظالم اور بے رحم دنیا سے موڑ گئی تھیں

وہ پھر سے تنہا ہو چکے تھے اس بار پھر زامن ماموں نے ان دونوں بہن بھائی کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا تھا اور انہیں اپنے ساتھ شاہ حویلی لے آئے تھے جہاں حورین مامی تھی جو بہت شفیق تھیں مگر پھر چھوٹی نانو کی ناراضگی کی وجہ سے زامن ماموں نے اسے امریکہ بھیج دیا تاکہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکے اور اس

طرح اس کی چھوٹی سی گڑیا جیسی بہن اس سے دور ہو گئی مگر اسے یقین تھا مریم محفوظ اور شفیق ہاتھوں میں ہے

اور پھر ایک دن زامن ماموں نے مریم کا ہاتھ اپنے چہیتے بیٹے کے لیے مانگا اس وقت روحان کو لگا اس کے باپ کی گھناؤنے ماضی کی پرچھائی بھی مریم پر نہیں پڑے گی، عرش بہت قابل اور اچھا لڑکا تھا اس نے فوراً ہامی بھر دی تھی

پھر زامن ماموں کے بے حد اسرار پر بھی صرف اس لیے وہ پاکستان نہیں آیا تھا کہ پاکستان میں اس کی بہت بری یادیں تھیں لیکن اب تین سال بعد وہ اس رات مریم کی کال کی وجہ سے ہڑبڑا کر اٹھا تھا وہ رو رہی تھی بہت زیادہ رو رہی تھی سسکتے ہوئے اس نے عرش کے دوسرے نکاح کے بارے میں بتایا تھا اور اس پل روحان کا دل کیا عرش شاہ کو جان سے مار دے جس نے اس کی بہن کے ساتھ ظلم کیا تھا اسی وقت اس نے پاکستان واپسی کا ارادہ کر لیا تھا

"تم کیا سمجھتے ہو عرش شاہ۔۔ میری بہن لاوارث ہے۔۔ تم اس کے سر پر سوتن لے آؤ گے اور تمہیں کوئی پوچھے گا نہیں۔۔؟ اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ جب سات سمندر پار بیٹھی بہن روتے ہوئے اپنے ساتھ ہوا ظلم بتاتی ہے تو اس بھائی پر کیا گزرتی ہے۔۔"!

اس کی آنکھیں مارے ضبط کے سرخ ہو چکی تھیں انگلی میں دبایا سگرٹ فرش پر گرا کر اب وہ اسے اپنے بوٹ سے مسل رہا تھا

//////////////////////////

وہ حیران تھی کہ روحان نے اسے تو اس رشتے کا نہیں بتایا تھا ان کی تو ابھی کل ہی فون پر بات ہوئی تھی

وہ ہمیشہ اس سے ضد کرتی تھی کہ بھائی پاکستان آکر شادی کر لیں مگر وہ ہمیشہ ٹال جاتا تھا اور اب انتخاب بھی کیا تو عروہ کا جو کہ ایک حیران کن بات تھی اس نے روحان کا نمبر ملا کر فون کان سے لگایا روحان کے کال اٹینڈ کرتے ہی اس نے رشتے کی بابت دریافت کیا روحان کی تصدیق پر وہ لب بھینچ کر رہ گئی

"لیکن بھائی عروہ تو بہت چھوٹی ہے آپ سے۔۔"

جب اس نے یہ بات مریم کو بتائی تو وہ فوراً بول اٹھی تھی

"اس کی عمر میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔ مجھے صرف اپنی بہن کی خوشی عزیز ہے۔۔"

وہ بولا تو اس کے انداز میں خود غرضی تھی

"میری خوشی۔۔؟"

"کیا تم نہیں چاہتی میں پاکستان آجاؤں۔۔؟"

روحان نے سوال داغا

"لیکن شاہ جی کبھی نہیں مانیں گے۔۔"

وہ جھجھکر بولی تھی

"زامن ماموں میرا پرپوزل ایکسپٹ کر چکے ہیں۔۔"

اس نے جیسے مریم کو آگاہ کیا

”بھائی یہ سب ٹھیک تو ہے۔۔؟ لیکن۔۔“ !

وہ ڈرتے ڈرتے کہتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ گئی

”او سنو مریم تم عرش کی فکر مت کرو۔۔ پاکستان آکر پہلا کام میں اس سے اپنی بہن کے ساتھ کی زیادتی پر جواب طلب کروں گا۔۔“!

روحان کے لہجے کی تلخی مریم کو بری لگی تھی

”بھائی پلیز۔۔“

وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی تھی

”اوکے تم کوئی ٹینشن نہیں لینا۔۔ جلد ملاقات ہو گی۔۔“

مریم کو تسلی دے کر اس نے فون بند کر دیا جبکہ مریم کی سوچوں کا محور ایک بار پھر عرش کی ذات تھی

جب اس دشمن جاں کی کال آگئی مگر اس وقت تو وہ مصروف ہوتا ہے یس کر کے موبائل کان سے لگاتے ہوئے اس نے سوچا تھا

''کیا حال ہیں میری جان۔۔؟''

ہشاش بشاش سا انداز تھا

''ٹھیک۔۔آپ کیسے ہیں۔۔؟؟ یاد آگئی آپ کو میری۔۔''

نروٹھے پن سے پوچھا گیا

"جان یہ کیسی بات کر دی آپ نے۔۔ میں آپ کو بھول سکتا ہوں۔۔؟"

وہ محبت سے چور انداز میں گویا ہوا

"اس وقت کہاں ہیں۔۔؟"

مریم نے مسکراتے ہوئے پوچھا

"تھانے میں ہوں جان۔۔"

"آپ کو تو ڈیوٹی ٹائم پہ بات کرنا پسند نہیں ہے۔۔"

"ہاں لیکن مجھے ایسا لگا۔ میری جان مجھے یاد کر رہی ہے۔۔ سو ملا لی کال۔۔!"

اس کے جواب پر مریم کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"کھانا کھایا آپ نے۔۔؟"

"جان من میں اتنے رومنٹک موڑ میں ہوں اور تم الگ ہی چل رہی ہو۔۔"

عرش نے بدمزاح ہوتے ہوئے کہ تو مریم کھلکھلا کر ہنسی

کافی دیر وہ دونوں باتیں کرتے رہے تھے جہاں عرش سے بات کرکے اسے سکون پہنچا تھا وہیں اسے بوجھل پن بھی محسوس ہوا تھا عرش کو لے کر یہ ڈر اپنی جگہ تھا اسے کہ اگر عرش اپنی دوسری بیوی اور بچوں میں مصروف ہو گیا اور اسے بھول گیا تو وہ کیسے جیے گی وہ اپنی اور عرش شاہ کی محبت میں کسی تیسرے کو شامل نہیں کر سکتی تھی سب سے بڑی بات وہ عرش کو کبھی اولاد کی خوشی نہیں دے

سکتی تھی اور جانے کچھ عرصے بعد عرش تو اس کے وجود کو ہی فراموش کر بیٹھتا اس کی زندگی جانے کب سکون میں آئے گی وہ سوچ کر رہ گئی

//////////////////////////

آج ناشتے کی میز پر صرف حورین اور مریم تھیں زامن شاہ کام کے سلسلے میں آج جلدی جا چکا تھا اشعر بھی کالج گیا ہوا تھا جبکہ عروہ ابھی تک ناشتے کے لیے نہیں آئی تھی مریم بلکل خاموش سر جھکائے بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی حورین نے اسے بغور دیکھا وہ شاداب چہرے والی لڑکی مرجھا سی گئی تھی ایک ٹیس ان کے دل میں اٹھی انہوں نے ہمیشہ مریم کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھا تھا آج اگر وہ تکلیف میں تھی تو حورین بھی بے سکون تھی

"مریم۔۔"!

انہوں نے اسے پیار سے پکارا

"جی مام۔۔؟"

مریم نے انہیں نگاہیں اٹھا کر دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں

"عرش سے بات ہوئی بیٹا۔۔؟"

سوال ایسا تھا کہ مریم نگاہیں چرا گئی

"اس میں شرمندہ ہونے والی کون سی بات ہے بیٹا۔۔ وہ تمہارا شوہر ہے۔۔ اور پلیز زامن کی باتوں کی وجہ سے پریشان مت ہو۔۔ وہ عرش کے اٹھائے ہوئے قدم پر شدید غصے میں ہیں۔۔ لیکن تم عرش سے اپنے تعلقات خراب مت کرو بیٹا۔۔ میری بات مانو تو عرش کو بولو وہ تمہیں ساتھ رکھے اپنے۔۔

آج اگر تم اسے میسر نہ ہوئی تو تبھی وہ دوسری کی طرف مائل ہو گا یہ مرد کی فطرت ہے بیٹا۔۔ تم سمجھدار ہو پلیز اپنے شوہر کو خود سے دور مت کرو۔۔"

وہ میز پر رکھے مریم کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے ایک ماں کی طرح سمجھا رہی تھیں جبکہ مریم کو ان کی باتیں صحیح لگی تھیں

"ڈیڈ کو برا لگے گا۔۔اگر میں شاہ جی کی سائیڈ لوں گی۔۔"

وہ اپنی مشکل انہیں بتاتے ہوئے اداس تھی

"تم اگر دل سے عرش کو معاف کر کے اس کے پاس جانا چاہو گی تو زامن کو برا نہیں لگے گا۔۔ ہمیں سب سے زیادہ تمہاری خوشی عزیز ہے۔۔"

انہوں نے اس کے ہاتھ کو نرمی سے سہلاتے ہوئے کہا

”دیکھو بیٹا میں تمہیں اس طرح اداس نہیں دیکھ سکتی۔۔ تم یقین کرو زامن رات کو سو نہیں پاتے ہیں کہ عرش نے تمہارے ساتھ ظلم کیا اور ہم کچھ کر نہ سکے۔۔ خیر اب یہی بہتر ہے کہ تم عرش کے ساتھ رہو۔۔“

وہ نرمی سے اسے سمجھا رہی تھیں

”آپ بھی تو شاہ جی سے ناراض ہیں۔۔“!

مریم نے جیسے انہیں یاد کروایا جبکہ حورین نے دکھ سے مدھم سا مسکرا کر اسے دیکھا

"مریم، شوہر اور بیوی کا رشتہ جتنا مضبوط ہوتا ہے نا اتنا ہی کمزور بھی ہوتا ہے۔۔ کیونکہ یہ واحد رشتہ ہے جو ٹوٹ جاتا ہے۔۔ تم دیکھو کہ اولاد جیسی بھی ہو ماں باپ اس سے رشتہ نہیں توڑ سکتے۔۔ ہاں وقتی طور پر ناراضگی کا اظہار ضرور کرتے ہیں۔۔ اس لیے کہہ رہی ہوں تمہیں پلیز عرش کے ساتھ رہو۔۔ اس کے پاس چلی جاؤ۔۔"

وہ ایک ماں کی طرح اسے سمجھا رہی تھی

"آ آپ دونوں بہت اچھے ہیں مام۔۔ میری وجہ سے آپ دونوں اپنے بیٹے سے بات تک نہیں کر رہے۔۔ صرف میرا ساتھ دے رہے ہیں۔۔ میں بہت خوش نصیب ہوں کہ اتنی اچھی ساس ہیں میری۔۔"

وہ اپنا دوسرا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھتی عقیدت سے گویا ہوئی تھی

”تم مجھے ساس سمجھتی ہو گی لیکن میں تمہیں بلکل اپنی عروہ کی طرح سمجھتی ہوں ۔۔اور آئیندہ کبھی ساس مت کہنا مجھے ۔۔ماں ہوں میں تمہاری ۔۔“

”چلو تم ناشتہ کرو ۔۔میں عروہ کو دیکھتی ہوں وہ ابھی تم نیچے نہیں آئی ۔۔“

وہ کرسی سے اٹھیں اور مریم کر سر پر بوسہ دیتے ہوئے نہایت محبت سے بولی آگے بڑھ گئیں جبکہ مریم نم مسکراتی آنکھوں سے ان کی پشت کو دیکھتی رہ گئی

//////////////////////////////

وہ آج کالج نہیں گئی تھی اسے شدید بخار تھا بار بار اسے اشعل کا شرارت بھرا انداز ، مسکراتی آنکھیں یاد آرہی تھیں وہ دونوں بچپن سے ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اشعل تو کئی بار اس کے سامنے اپنی پسندیدگی کا اظہار کر بھی چکا تھا اں

مگر عروہ نے ہمیشہ اسے سختی سے انکار کیا تھا وہ ہمیشہ اپنے جذبات چھپا لیتی تھی اور آج وہ رو رہی تھی

”دل ان سے کیوں ملتے ہیں۔۔جو نصیب میں نہیں ہوتے۔۔“

وہ یہ سوچتے ہوئے سسک اٹھی

حورین جب اسے صبح جگانے آئی تو وہ بخار میں تپ رہی تھی اس کو دیکھ کر حورین کا دل تڑپ اٹھا ان کی بیٹی بہت حساس تھی جس نے ہنی کے رشتے والی بات کا اتنا اثر لیا تھا کہ ایک رات میں ہی اپنی یہ حالت کرلی تھی

وہ رو رہی تھی مسلسل رو رہی تھی بڑی مشکل سے انہوں نے اسے سوپ پلا کر دوائی دی تھی اور اب دوائیوں کے زیر اثر سوئی عروہ کے پاس بیڈ پر بیٹھی وہ

عرش کے بارے میں سوچ رہی تھیں جس کی کال وہ کافی دنوں سے نظر انداز کر رہی تھیں اتنے میں دروازے پر آہٹ ہوئی اور رامین اندر داخل ہوئی

"السلام علیکم آپی۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔"!

"میں مریم کے پاس آئی تھی لیکن ملازمہ سے معلوم ہوا کہ عروہ کو بخار ہے۔۔ سب ٹھیک ہے نا آپی۔۔ کیا ہوا عروہ کو۔۔؟"

حورین کے پاس جگہ بنا کر بیٹھتے ہوئے وہ بولی تھیں

"رامین میرے گھر کو کسی کی نظر لگ گئی ہے۔۔"

بولتے ہوئے وہ رو پڑیں تو رامین نے انہیں گلے سے لگا لیا

"صحیح کہہ رہی ہیں آپ۔۔واقعی ہمارے گھر کو کسی کی نظر لگ گئی ہے۔۔مجھے مریم نے۔۔ہنی اور عروہ کے رشتے کا بتایا۔۔مجھے زامن بھائی پہ حیرت ہو رہی ہے۔۔وہ ایسے کیسے کر سکتے ہیں۔۔؟"

حورین کے آنسو پونچھتے ہوئے وہ حیرت زدہ سی گویا ہوئیں

"میں نہیں جانتی۔۔مگر وہ تو کسی کی نہیں سن رہے۔۔بس فیصلہ کیے بیٹھے ہیں۔۔"

حورین آنسو پونچھتے ہوئے بولیں

"بیہ اور اس کے بچوں سے اپنی محبت ثابت کرنا چاہتا ہے۔۔اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔۔"

کمرے میں داخل ہوتی پھوپھو کی آواز پر ان دونوں نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا

"زامن نے اپنے جذباتی پن اور غصے کی وجہ سے پہلے بیہ کی وجہ سے حورین کے بے قصور ہوتے ہوئے بے انتہا ظلم کیے اس پر۔۔اور اب مریم اور روحان سے محبت ثابت کرنے کے لیے اپنی بیٹی کے ساتھ ظلم کر رہا ہے۔۔"

انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے رامین کو دیکھتے ہوئے کہا

"پھوپھو پلیز۔۔مریم کا معاملہ بلکل الگ ہے۔۔آپ ہر بات میں مریم کی تذلیل کرتی ہیں۔۔اسی لیے زامن چڑتے ہیں۔۔"

حورین نے انہیں مزید کچھ کہنے سے روکا

"جو سچ ہے وہی کہہ رہی ہوں بیٹا میں۔۔ تم دوسروں کی خاطر اپنی اولاد سے منہ موڑ کر غلط کر رہی ہو۔۔ نکاح ہی کیا ہے عرش نے۔۔ کوئی گناہ تو نہیں کیا جو۔۔ تم دونوں میاں بیوی اس کی شکل دیکھنے کے بھی روادار نہیں ہو۔۔"

وہ سر ہلاتے ہوئے بولی تھیں

"پھوپھو مجھے مریم، عروہ کی طرح عزیز ہے۔۔ وہ میری بہو ہی نہیں بیٹی بھی ہے۔۔ عرش نے اس کا مان توڑا ہے اسے تکلیف پہنچائی ہے۔۔ میرا مان توڑا ہے جو مجھے اپنے بیٹے پہ تھا۔۔ فی الحال تو حقیقتاً میں عرش کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔"

عرش اور مریم والے معاملے سے ابھی نکلے نہیں تھے کہ عروہ کی کیفیت نے انہیں مزید توڑ دیا تھا وہ شکست زدہ انداز میں گویا ہوئی تھیں

"خدا اولاد نیک دے بس۔۔"

رامین کی دکھ میں کی گئی بات پر حورین اور پھوپھو نے چونک کر انہیں دیکھا

"حورین بیٹا۔۔ میں تو کہتی ہوں زامن سے بات کرو۔۔ عروہ کے معاملے میں جلدی مت کرے۔۔"

بے خبر سوئی عروہ کو دیکھتی پھوپھو گویا ہوئیں

"ہاں آپی۔۔ آپ کہیں تو میں علی سے بات کروں۔۔ وہ زامن بھائی سے بات کریں۔۔"

رامین نے اپنی تجویز پیش کی

”یہ شادی روکنے کے لیے زامن اور روحان کو مریم بھی تو منا سکتی ہے۔۔ مگر وہ خاموش ہے۔۔ تم اور زامن عرش سے بات تک نہیں کر رہے۔۔ صرف مریم کی وجہ سے۔۔ یہ تم دونوں کا خلوص ہے۔۔ تو کیا مریم اپنے بھائی کو سمجھا نہیں سکتی کہ وہ زامن کو انکار کر دے۔۔ دیکھو بھلا کیسا حال ہو گیا بچی کا۔۔“

عروہ کا سرخ چہرہ دیکھتی وہ آخر میں پریشانی سے گویا ہوئیں جبکہ حورین اب بلکل خاموش تھی

/////////////////////////////

وہ شام کو گھر لوٹا تھا وہ آج جلدی تھانے سے نکلا تھا کیونکہ اسے گروسری لینی تھی دروازہ لاکڈ کر کے مڑا تو وہ آج بھی سکڑی سمٹی سامنے ہی فرش پر بیٹھی تھی عرش نے سامان کچن میں رکھا اور اس کے قریب آیا وہ پانچ دن سے اسی لباس میں تھی بال بہت روکھے سے ہو گئے تھے چہرہ بھی شاید صحیح سے دھلا ہوا نہیں تھا اور چہرے پر اداسی، نقاہت جبکہ آنکھوں میں خوف کے پہرے تھے وہ کہیں سے بھی امل علی نہیں لگ رہی تھی اسے اس حالت میں دیکھ کر عرش شاہ کے مونچھوں تلے لب مسکرائے

"امل علی یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے۔۔ چچچچ"

وہ بظاہر افسوس کرتا بولا تھا مگر لہجے کا طنز امل کے سر کو جھکا رہا تھا

"اتنی بے بسی۔۔"!

وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے مزید بولا

"افسوس۔۔"

"خیر سامان لے آیا ہوں میں۔۔ کھانا بنا کے کھالو۔۔"

اسے مسلسل خاموش پا کر وہ پھر سے بولا تھا

"مم مجھے کھانا بنانا نہیں آتا۔۔"

خوراک پوری نہ ہونے کے باعث وہ کمزور ہو رہی تھی بات بھی بمشکل کر پائی تھی عرش شاہ نے اپنا چہرہ اس کے قریب کیا

”لوگوں کو بے وقوف بنانا تو بہت آتا ہے۔۔اور دوسروں پر الزام لگانا۔۔ان کا سکون چھننا۔۔کسی کو برباد کرنا۔۔کسی کی زندگی میں زہر گھولنا تو کوئی تم سے سیکھے ۔۔“

اس کا چہرہ سختی سے دبوچے وہ غرایا کہ وہ درد کے باوجود سسک بھی نہ سکی

”اچھا ایک بات تو بتاؤ۔۔تمہیں مجھ سے کس بات کی دشمنی ہے۔۔اپنی بہن کا بھی خیال نہیں کیا۔۔“

چہرے پر گرفت ڈھیلی کرتے ہوئے وہ اس بار رازداری سے پوچھ رہا تھا جبکہ امل اپنے چہرے پر رکھے اس کے ہاتھ ہٹاتے ہوئے مسلسل بے آواز رو رہی تھی

”اتنا گھٹیا الزام۔۔مجھ پہ کیوں لگایا۔۔“

وہ اسے جھٹکے سے فرش پر پٹختا دھاڑا

''پپ پلیز مجھے۔۔ گھر۔۔ چھوڑ آؤ۔۔''

وہ شدت سے روتے ہوئے ہچکیاں لیتے ہوئے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی

''اب تو یہیں مرو گی تم۔۔ گھر کو تو بھول ہی جاؤ۔۔''

فرش پر رکھے امل کے چہرے کے پاس زور سے بوٹ مارنے کے بعد وہ دھاڑتا ہوا باہر نکل گیا جبکہ پیچھے وہ دھاڑیں مار مار کر روتی رہ گئی

////////////////////////////

وہ خود پہ ضبط کرتا فلیٹ سے باہر نکلا تھا اگر وہ تھوڑی دیر مزید وہاں رکتا تو یقیناً امل کا حشر بگاڑ دیتا غصے کی شدت سے کپکپاتے ہوئے وہ زینے اتر رہا تھا وہ ابھی بھی

پولیس یونیفارم میں ملبوس تھا جب شازل اس کے غصے سے تلملائے چہرے اور خطرناک تاثرات کو دیکھتا اس کے پیچھے آیا

"عرش۔۔"!

عرش کو اپنے پیچھے شازل کی آواز آئی تو اس کے قدم رکے اب وہ مڑ کر شازل کو دیکھ رہا تھا

"عرش تو ٹھیک تو ہے۔۔؟"

عرش کے ماتھے کے بلوں اور پتھرائے تاثرات کو دیکھتے ہوئے شازل نے دریافت کیا

"چل میرے گھر چلیں۔۔"!

شازل نے اس کے کاندھے پر بازو رکھتے ہوئے کہا

مگر عرش نے کوئی جواب نہ دیا اور اس بار قدرے دھیرے سے آگے قدم بڑھانے لگا شازل بھی اس کے ساتھ چلنے لگا شازل کے فلیٹ میں جب وہ دونوں داخل ہوئے تو شازل نے دروازہ بند کر دیا اتنے میں عرش شاہ پینٹ کی جیب سے سگریٹ نکال کر سلگا چکا تھا

"عرش کوئی پریشانی ہے۔۔اتنا ٹینس کیوں ہے۔۔؟"

شازل نے کش پہ کش لگاتے عرش کو دیکھتے ہوئے پوچھا

"کچھ نہیں یار۔۔!"

عرش نے اسے ٹالنا چاہا

”یار دوست ہوں میں تیرا۔۔اگر کوئی پریشانی ہے تو بتا یار۔۔“

شازل نے پھر پوچھا

”سب ٹھیک ہے یار۔۔“!

”مطلب تو بتانا ہی نہیں چاہتا۔۔؟“

اور شازل کے بہت اصرار پر آخر عرش نے اسے ساری بات بتادی اب وہ خاموش سگریٹ کے کش لیتا صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ شازل کے ماتھے پر بل تھے

”سب سے پہلے تو تو۔۔یہ رکھ۔۔“!

شازل نے آگے بڑھ کر عرش کی انگلی میں دبا ہوا آدھا سلگا ہوا سگریٹ لے کر فرش پر پھینکا اور جوتے سے مسل دیا

"ہاں تو اب بتا کیا چاہتا ہے تو۔۔؟"

شازل نے نہایت سنجیدگی سے پوچھا

"یار میں اپنی غلطی سدھارنا چاہتا ہوں۔۔میں ابھی وکیل کے پاس ہی جا رہا تھا ۔۔طلاق کے کاغذ بنوانے۔۔"

شازل کو دیکھتے ہوئے بولا شازل کو وہ خاصا مضطرب لگا

"لیکن تو نے تو بدلے کے لیے نکاح کیا تھا نا۔۔ پھر اتنی جلدی چھوڑ رہا ہے۔۔ بدلا پورا نہیں کرنا تجھے۔۔؟"

شازل نے اسے کھوجتی نگاہوں سے تکتے ہوئے پوچھا

"بھاڑ میں جائے بدلا یار۔۔ جس میں۔۔ میں اپنی ماں کی تربیت کو مٹی میں ملا دوں۔۔ مریم کو مسلسل اذیت دوں۔۔ اور۔۔"!!

وہ غصے میں کہتا کہتا لب بھینچ گیا

"اور کیا۔۔؟؟"

شازل نے اس کے خاموش ہونے پر فوراً پوچھا

"میں۔۔!! شازل میں۔۔امل کے ساتھ ظلم کر کے بھی پر سکون نہیں ہوں ۔۔میری ماں نے مجھے ہر حال میں عورت کی عزت کرنا سکھایا ہے۔۔میں نہیں کرنا چاہتا ظلم اس کے ساتھ۔۔مم میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔۔طلاق دے دیتا ہوں۔۔اس طرح امل کو بھی سزا مل جائے گی۔۔"

وہ اپنے بالوں میں انگلیاں پھنساتا بول رہا تھا

"عرش پلیز طلاق مت دینا۔۔"!

شازل نے کہا تو عرش نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

"دیکھ۔۔ٹھنڈے دماغ سے سوچ۔۔شاید اس نکاح میں خدا کی کوئی مصلحت ہو ۔۔"

شازل آہستگی سے گویا ہوا

"مصلحت۔۔؟ کیسی مصلحت۔۔؟؟"

عرش نے اچھنبے سے پوچھا

"دیکھ۔۔ مریم بھابھی ماں نہیں بن سکتی۔۔اور اولاد تو ہر مرد کو چاہیئے ہوتی ہے ۔۔اگر تو نے دوسرا نکاح کر لیا تو کچھ غلط نہیں ہے یار۔۔تو سمجھ رہا ہے نا میری بات۔۔"

شازل نے اس کے ساتھ بیٹھ کر اس کے شانے پر ہاتھ جما کر کہا تو عرش نے اس کی بات سمجھتے ہوئے اس کا ہاتھ جھٹکا

"یہ کیا بکواس ہے۔۔؟"

عرش چیخ اٹھا

”عرش ٹھنڈے دماغ سے سوچ۔۔اس میں خدا کی مصلحت ہے۔۔کیا معلوم اللہ تجھے دوسرے نکاح سے اولاد دیدے۔۔“!

شازل نے اسے مزید سمجھانا چاہا

”مجھے اولاد نہیں چاہیے یار۔۔میرے لیے عروہ اور اشعر ہی میری اولاد ہیں ۔۔“

عرش کو کسی صورت شازل کی باتیں پسند نہیں آرہی تھیں

"یہ آج بول رہا ہے تو۔۔ کچھ عرصے بعد تجھے احساس ہو گا کہ اولاد کتنی ضروری ہوتی ہے۔۔"

وہ اسے ہر طرح سے سمجھانا چاہ رہا تھا

"میرے لیے نہیں ہے۔۔"

دوبارہ جیب سے سگریٹ نکالتے ہوئے وہ غرایا

"میں جلد ہی امل کو طلاق دے دوں گا۔۔ میں مزید مریم کو اذیت نہیں دے سکتا۔۔"

وہ مزید بولا تھا

"پلیز ابھی کچھ فیصلہ مت کر۔۔کچھ عرصے بعد دیدیں طلاق۔۔"!

شازل کی بات پر عرش نے نفی میں سر ہلایا

"جب کچھ عرصے بعد ہی دینی ہے تو۔۔ابھی کیوں نہیں۔۔؟"

"عرش نکاح یا طلاق کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔۔اب اگر نکاح تم نے غصے میں کیا ہے تو۔۔کم از کم طلاق تو مت دو۔۔"

وہ کسی صورت نہیں چاہتا تھا کہ عرش پھر سے جذبات میں آکر کوئی فیصلہ کرے

"شازل میں تمہاری باتوں سے مزید الجھ رہا ہوں۔۔پلیز اپنے فضول مشورے اپنے پاس رکھو۔۔"!

عرش اپنے شانے پر رکھے اس کے ہاتھ جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا

//////////////////////////////

زامن شاہ کی کری گئی سختی سے تائید پر نکاح کی تیاریاں ہو تو رہیں تھی مگر سب بے دلی سے کر رہے تھے کل روحان نے آنا تھا اور پرسوں نکاح کی تقریب رکھی گئی تھی عرش کو فی الحال کسی نے خبر نہیں دی تھی کیونکہ زامن شاہ کی سخت تاکید تھی کہ عرش شاہ کو وہ عروہ کے نکاح میں شامل نہیں کرنا چاہتے تھے اشعر کا دل چاہا کہ وہ عرش کو بتائے مگر پھر یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ پہلے ہی ڈیڈ عرش سے شدید خفا تھے اگر عروہ اور روحان کے نکاح کے بارے میں جان کر وہ تو آسمان سر پہ اٹھا لے گا دونوں باپ بیٹے کے تعلقات مزید خراب ہو سکتے تھے

مریم بھی دو دن سے عرش کی کال پک نہیں کر رہی تھی وہ ڈر رہی تھی کہ جب عرش کو یہ بات معلوم ہو گی تو وہ کیا رد عمل دے گا یقیناً وہ اس سے بھی سخت ناراض ہو گا

اور جب اشعل کو عروہ کے نکاح کا معلوم ہوا تو وہ بلکل ٹوٹ گیا تھا اس نے رامین کو بتا دیا کہ عروہ اور وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں پہلے تو رامین بہت حیران ہوئی تھیں

"اشعل پلیز بیٹا۔۔ عروہ کو بھول جاؤ۔۔ کیونکہ وہ روحان کی ہے۔۔ پہلے ہی بہت سے مسائل ہیں۔۔ اب تم کچھ مت کر دینا۔۔ کہ مزید اس بچی کی زندگی میں کوئی مشکل آئے۔۔"

اشعل کو سختی سے یہ بات بھولنے کی ہدایت دی مگر اشعل نے کوئی ٹائم پاس نہیں کیا تھا بچپن سے اس نے عروہ سے محبت کی تھی کسی کے کہنے سے وہ محبت کرنا تو

چھوڑ نہیں سکتا تھا وہ بہت بار عروہ سے ملنے کی کوشش کر چکا تھا مگر عروہ تو اپنے کمرے سے ہی باہر نہیں آتی تھی ماما سے معلوم پڑا تھا کہ وہ بیمار ہے وہ جانتا تھا عروہ بھی اسی سے محبت کرتی ہے اسی لیے تو خوش نہیں تھی سب سے بچ کر بہت مشکل سے اسے عروہ کے کمرے میں آنے کا موقع ملا تھا کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ لاکڈ کیا اور مڑا وہ بیڈ پر بلکل گم صُم سی بیٹھی ہوئی تھی

دروازے پر ہوئی آہٹ پر عروہ چونکی تھی اور سر اٹھا کر دیکھا تو اشعل اسی کی جانب بڑھ رہا تھا اشعل کو اپنے کمرے میں دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے

"عروہ۔۔" !

وہ اسے پکارتا اس کے قریب آیا مگر عروہ بیڈ پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر سرعت میں بیڈ سے اتری

"یہ سب کیا ہو رہا ہے عروہ۔۔ تم نے انکار کیوں نہیں کیا۔۔؟"

وہ کچھ فاصلے پر رک کر پوچھ رہا تھا مگر عروہ کا تو سارا دھیان دروازے کی طرف تھا

"پلیز اشعل یہاں سے چلے جاؤ۔۔"!

وہ بولی تو اس کے انداز میں خوف تھا

"تم نے انکار کیوں نہیں کیا رشتے سے۔۔ اور میرے اور اپنے بارے میں کیوں نہیں بتایا۔۔؟"

اب اس کی بات پر عروہ اسے کیا بتاتی کہ کسی نے اس کی مرضی تو پوچھی ہی نہیں تھی جو وہ انکار کر سکتی

”اشعل پلیز چلے جاؤ یہاں سے۔۔ تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں چلے جاؤ۔۔
“

بار بار دروازے کی طرف دیکھتی وہ آنکھوں میں خوف لیے باقاعدہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی

”تمہیں کسی کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا عروہ میں۔۔کیسے جیوں گا تمہارے بغیر ۔۔ابھی بھی وقت ہے ہم دونوں سب کو بتادیتے ہیں کہ ۔۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔۔“

وہ التجائیہ انداز میں بولا تھا

”ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ تمہیں کس نے کہا ہے میں تم سے محبت کرتی ہوں۔۔

؟“

وہ درشتگی سے گویا ہوئی تھی

”ایسے تو مت کہو عروہ۔۔“

اشعل نے اندر کچھ ٹوٹا تھا

”پلیز یہاں سے چلے جاؤ۔۔ میں اس رشتے سے خوش ہوں۔۔“

وہ بولتے ہوئے نگاہیں چرا گئی

"میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو۔۔تو مان لوں گا کہ تم اس رشتے سے خوش ہو ۔۔"!

عروہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر وہ گویا ہوا تھا

"خدا کے لیے چلے جاؤ یہاں سے۔۔کسی نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو بہت غلط ہو جائے گا۔۔میں اپنے بابا کا سر جھکا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔۔پلیز چلے جاؤ۔۔"

وہ روتے ہوئے دبی دبی آواز میں بول رہی تھی

"اچھا میں جا رہا ہوں۔۔لیکن پلیز تم رو مت۔۔"

اشعل اسے روتے دیکھ کر بولا اور پھر مڑ گیا اور کمرے سے نکل گیا پیچھے وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی اس کی دبی دبی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں

//////////////////////

منتہاء جو کہ عروہ سے ملنے اس کے کمرے میں آرہی تھی اشعل کو سوجی آنکھوں سمیت عروہ کے کمرے سے نکلتا دیکھ کر وہیں رک گئی

اسی پل اس کے دماغ میں پارٹی والی رات اشعل کا عروہ کو شریر نگاہوں سے دیکھنا عروہ کی آنکھوں میں اترتی حیا کے رنگ، یاد آئے

ان دونوں کی آنکھوں میں صاف دکھتا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو پھر یہ نکاح کیوں ہو رہا تھا

"اس کا مطلب میرا شک ٹھیک تھا۔۔اشعل اور عروہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔"

"یہ تو ٹھیک نہیں ہو رہا پھر۔۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی

وہ عروہ کے کمرے میں داخل ہونے لگی تھی مگر اندر سے آتی سسکیوں کی آواز پر اس کے قدم وہیں تھم گئے منتہاء کی ہمت ہی نہیں پڑی کہ وہ اندر جائے اور ویسے بھی اس وقت اسے اکیلا چھوڑ دینا ہی بہتر تھا تبھی وہ بے دلی سے واپس مڑ گئی

//////////////////////////////

دو دن سے مریم اس کی کال اگنور کر رہی تھی یہ بات عرش شاہ کو شدت سے محسوس ہو رہی تھی کتنے میسج وہ اسے کر چکا تھا مگر کوئی جواب موصول نہ ہوا تھا

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح مریم کے پاس پہنچ جائے ماما کو کال کی تو انہوں نے ہمیشہ کی طرح کال کاٹ دی

وہ شازل کو اپنے جانے کا بتا کر تھانے سے نکلا اور گھر پہنچا وہ باہر سے دروازہ لاکڈ کر کے جاتا تھا دروازہ کھول کر اس نے فلیٹ میں قدم رکھا اور مڑ کر ایک مرتبہ پھر لاکڈ کیا آج وہ لاؤنج میں کہیں بھی نہیں تھی عرش شاہ نے کیپ اتار کر میز پر رکھی اور پانی پینے کے لیے کچن کی سمت بڑھا مگر کچن کا حال دیکھ کر اس کا میٹر گھوم گیا

کچن کی ہر چیز بکھری ہوئی تھی گندے برتن سنک میں بھرے پڑے تھے کل وہ جو کچن کا سامان لایا تھا وہ ایک ایک چیز بکھری پڑی تھی آٹا فرش پر پڑا تھا اور وہ نیچے کیبنٹ میں سے جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی اور اس کا حلیہ دیکھ کر تو عرش کا دماغ ہی گھوم گیا وہ اس کی سفید شرٹ اور سیاہ ٹراؤزر میں ملبوس تھی یہ مردانہ لباس اس

کے کمزور اور نازک وجود پر جھول رہا تھا پشت پر بکھرے نم بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا

عرش غصے میں آگے بڑھا اور اسے بازو سے کھینچ کر اپنے سامنے کھڑا کیا جبکہ وہ اچانک حملے پر بوکھلا گئی اور اپنے سامنے عرش کو دیکھ کر اس نے خشک حلق تر کیا

"یہ تم نے میرے گھر کا کیا حال بنایا ہوا ہے۔۔ پھوہڑ لڑکی۔۔"

وہ اسے جھنجھوڑ کر دھاڑا تھا

"رزق زمین پر رل رہا ہے۔۔ تمہیں کوئی احساس ہے۔۔ یہ تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے۔۔ جو ایسے ہر چیز تباہ کر رکھی ہے۔۔"

وہ اسے خونخوار نگاہوں سے گھورتا چلا رہا تھا جبکہ وہ عرش کر سخت گرفت سے اپنا بازو چھڑانے کی تگ ودو کر رہی تھی

”میں سرکاری ملازم ہوں۔۔ تنخواہ دار بندہ ہوں۔۔ سارا دن محنت کرتا ہوں ۔۔اور تم نے اتنا رزق ضائع کر دیا۔۔یہ تمہارے باپ کا گھر نہیں ہے۔۔ خواب سے نکل آؤ باہر۔۔ حشر نشر کر دیا ہے میرے گھر کا۔۔“

وہ مسلسل اسے جھنجھوڑتا دھاڑ رہا تھا درد کی شدت سے امل کی آنکھوں سے انسو بہنے لگے

”پپ پلیز چھوڑ دیں۔۔مجھے درد ہو رہا ہے۔۔“

وہ عرش کے ہاتھ کو اپنے بازو سے ہٹانے کی کوشش میں منمنائی تھی

"زندگی عذاب کردی ہے تم نے میری۔۔ تم مر کیوں نہیں جاتی۔۔ کاش تمہارا ناپاک وجود اس دنیا میں ہوتا ہے نہ۔۔ تمہاری وجہ سے میں نے اپنے ماں باپ اور بیوی کا دل دکھایا ہے۔۔"

وہ اب اس کی گردن دبوچے غرایا تھا امل کی سانسیں اٹکنے لگیں آنکھیں درد کی شدت سے ابل پڑیں

"اور یہ۔۔ میرے کپڑوں کو ہاتھ کیسے لگایا تم نے۔۔؟"

اب وہ اس کی گردن چھوڑ کر کپڑوں کی جانب اشارہ کرتے پوچھ رہا تھا جبکہ وہ اپنی گردن پر ہاتھ جمائے کھانس رہی تھی

"بتاؤ۔۔ تمہاری جرآت کیسے ہوئی میری کسی چیز کو ہاتھ لگانے کی۔۔"

اس کا غصہ آسمانوں کو چھو رہا تھا جو کسی صورت کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا

"سس سوری۔۔ وہ میرے پاس ایک ہی سوٹ تھا۔۔"

وہ اس سے دور ہوتی بمشکل بولی تھی وہ اس وقت مکمل عرش شاہ کے رحم و کرم پر تھی جو کہ قطعی اس پر رحم کرنے والا نہ تھا

"شٹ اپ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔"!

وہ اسے مزید بولنے سے روکتا پھر دھاڑا

"نفرت ہے مجھے تم سے۔۔ تمہارے وجود سے۔۔ گھن آ رہی ہے مجھے تم سے۔۔ تم ایک گھٹیا اور خود غرض لڑکی ہو۔۔ تم نے مجھے بدکردار ثابت کرنا چاہا تھا نا۔۔ اصل میں تو تم بدکردار ہو۔۔ جس نے اپنے ماں باپ کی عزت کا بھی خیال

نہیں کیا۔۔ غصہ مجھے خود پر ہے کہ ۔۔میں نے تم سے نکاح کیوں کیا۔۔ بلکہ سزا کے طور پر تمہیں اسی وقت جان سے مار دینا چاہیے تھا۔۔"!

وہ اسے کسی اچھوت شے کی طرح فرش پر دھکا دیتا ہوا دھاڑا

"صاف کرو یہ سب۔۔!! ہر چیز اپنی جگہ پر ہونی چاہیے۔۔"

وہ اب خود پر قابو پاتا ایک ہاتھ سے سر پر ہاتھ پھیرتا دوسرے ہاتھ سے کچن کی جانب اشارہ کرتا بول رہا تھا

"بہت جلد تمہارا انتظام کرتا ہوں۔۔"

سٹول کو ٹھوکر مارتا وہ اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا جبکہ پیچھے وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھے بے آواز رونے لگی

"پاپا۔۔ماما۔۔"

فرش پر بیٹھی وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی

کتنی دیر سے وہ رو رہی تھی پھر اسے عرش کمرے سے باہر آتا دیکھائی دیا نک ٹک سا تیار ہاتھ میں سفری بیگ تھامے وہ شاید کہیں جانے کو تیار تھا پہلے کی نسبت وہ اب خاصا فریش لگ رہا تھا امل کو مکمل نظر انداز کرتا وہ بیرونی دروازے کی جانب چل دیا

"کہاں جا رہے ہیں۔۔؟"

وہ عرش کو جاتا دیکھ کر اس کی جانب بڑھی اور بے ساختہ پوچھ بیٹھی حالانکہ جانتی تھی وہ اسے کہاں بتائے گا مگر اکیلا رہنا بھی تو کٹھن تھا

"تم کون ہوتی ہو۔۔ مجھ سے یہ سوال پوچھنے والی۔۔؟بہت مشکل سے ضبط کیا ہے میں نے خود پر۔۔ مجھ سے جتنا دور رہو گی اتنا اچھا ہے تمہارے لیے۔۔"

ایک انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کرتا وہ جانے لگا جب امل نے اس کا بازو پکڑ لیا

"گھر جا رہے ہیں نا۔۔ پلیز مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔۔ مجھے ماما پاپا کے پاس جانا ہے۔۔ مجھے بہت یاد آ رہی ہے ان کی۔۔ میں یہاں اکیلی مر جاؤں گی۔۔"

وہ اپنی انا، اپنا غرور سب مٹی میں ملائے عرش شاہ سے منت بھرے انداز میں کہہ رہی تھی

"تو مر جاؤ۔۔ خدا کی قسم۔۔ سب کی زندگی سکون میں آ جائے گی۔۔"

وہ اس کا ہاتھ اپنے بازو سے سختی سے جھٹکتا سفاکی سے گویا ہوا

وہ اسے بے بس روتا چھوڑ کر دروازے کھول رہا تھا

دروازہ لاکڈ کر کے وہ کب کا جا چکا تھا جبکہ امل اب کھل

کے رونے لگی پورے فلیٹ میں اس کے رونے کی آواز گونج رہی تھی

///////////////////////////

وہ پہلی فلائٹ سے کراچی روانہ ہوا تھا کیونکہ اب مزید اپنوں کی ناراضگی اسے برداشت نہیں تھی اس نے سوچ لیا تھا ماما ڈیڈ کو ہر صورت میں منا لے گا اس کی یہی غلطی تھی نا کہ اس نے امل سے نکاح کیا تھا تو امل کو طلاق دے کر وہ اپنی غلطی سدھار دے گا کیونکہ وہ امل کو تکلیف دے کر بھی پر سکون نہیں تھا

بے شک وہ اس سے نفرت کرتا تھا مگر ظلم کرنا بھی نہیں چاہتا تھا بہتر یہی تھا کہ وہ اسے طلاق دیدے

رات کو شاہ حویلی پہنچنے پر اسے کچھ حیرت کا سامنا ہوا کیونکہ وہاں ہوتی تیاریاں کسی تقریب کی تھیں سب سے پہلے وہ اشعر سے ملا جو کہ فون پر کسی سے بات کرتا لاؤنج میں ٹہل رہا تھا

اشعر اچانک عرش کو اپنے سامنے دیکھتا چونک گیا عرش آگے بڑھ کر بغل گیر ہوا

”بھائی آپ اچانک۔۔مجھے بتا ہی دیتے میں۔۔“ !!

”وہ سب چھوڑ۔۔تو مجھے یہ بتا کہ کس چیز کی تیاریاں ہو رہیں ہیں یہ سب۔۔“

اشعر کی بات کاٹ کر وہ آس پاس دیکھتا پوچھ رہا تھا جبکہ اشعر نے تھوک نگلا

"بھائی وہ۔۔"!

"میری بیٹی کے نکاح کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔۔"

زامن شاہ کی آواز پر دونوں بھائی پلٹے جبکہ عرش نے الجھ کر انہیں دیکھا اور ملنے کو آگے بڑھا مگر زامن شاہ نے اس سے رخ موڑ لیا

"السلام علیکم ڈیڈ۔۔"

عرش ان کی بے رخی دیکھتا وہی رک کر انہیں سلام کرنے لگا

"تم یہاں کیا لینے آئے ہو۔۔؟"

”ڈیڈ عروہ کا نکاح۔۔؟کسی نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔کس کے ساتھ ہے؟”

زامن شاہ کی بات پس پشت ڈال کر وہ پوچھ رہا تھا جبکہ ان کی آواز سنتے تقریباً سب افراد ہال میں اکٹھے ہو چکے تھے اچانک عرش کو دیکھ کر مریم کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی مگر ڈر بھی تھا کیونکہ وہ دو دن سے اس سے بات نہیں کر رہی تھی

”تمہارا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔۔تم چلے جاؤ یہاں سے۔۔“

”زامن۔۔“

حورین کی آواز پر دونوں باپ بیٹے نے انہیں پلٹ کر دیکھا

"گھر میں مہمان ہیں پلیز کوئی تماشہ مت کریں۔۔ عرش تم اپنے کمرے میں جاؤ۔۔"!

وہ ان کی قریب آ کر بے تاثر انداز میں بولیں

"مام پلیز مجھے بتائیں یہ سب کیا ہے۔۔ عروہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔۔ اتنی جلدی کیوں یہ سب ہو رہا ہے۔۔؟ اور مجھے کسی نے کیوں نہیں بتایا۔۔"

عرش الجھ کر پوچھ رہا تھا

"ہم اس کے ماں باپ ہیں۔۔ اپنی بیٹی کی زندگی کا فیصلہ ہم اب تم سے پوچھ کر کریں گے۔۔ اور تم کون سا ہمیں کچھ سمجھتے ہو۔۔ تم بھی تو اپنے فیصلے خود کرتے ہو۔۔"

زامن شاہ عرش کو دیکھتے طنزیہ انداز میں مزید بولے

"اور تمہاری اطلاع کے لیے روحان سے نکاح ہو رہا ہے عروہ کا۔۔"

ان کی بات سن کر عرش نے بے یقینی سے پہلے زامن شاہ کو دیکھا پھر حورین کو دیکھا جبکہ زامن شاہ اپنی بات کہہ کر رکے نہیں تھے بلکہ وہاں سے جا چکے تھے

"مام یہ ڈیڈ کیا کہہ رہے ہیں۔۔ عروہ اور ہنی۔۔؟؟"

عرش حورین کی جانب بڑھا تھا

"ہاں ایسا ہی ہے۔۔"!

حورین نے نگاہیں چراتے ہوئے بات کی تصدیق کی

”ڈیڈ نے میری بہن کی زندگی مذاق سمجھ رکھی ہے۔۔میں ایسے نہیں ہونے دوں گا۔۔!مام آپ کیسے اس رشتے پر مان گئی۔۔ بلکل مناسب نہیں ہے یہ۔۔
“

وہ نفی میں سر ہلاتا بولا تھا

”ویسے تو تم خود مختار ہو۔۔ کسی کی نہیں سنتے۔۔ مگر پھر بھی تم سے التجا کر رہی ہوں۔۔جو ہو رہا ہے ہونے دو۔۔ تماشہ مت بناؤ۔۔”!

وہ دھیرے سے بولیں تھیں

”جاؤ اپنے کمرے میں اور کل اپنی بہن کے نکاح میں شامل ہو جانا۔۔“

وہ کہہ کر جا چکیں تھی پیچھے عرش نے سر تھام لیا عرش کا ردعمل دیکھ کر مریم کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ وہ عرش کے قریب بھی جائے جبکہ عرش کے قدم عروہ کے کمرے کی جانب بڑھتے دیکھ کر وہ مایوسی سے اپنے کمرے میں آگئی

اپنے کمرے میں آکر وہ صوفے پر براجمان ہوگئی ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ دروازے پر آہٹ ہوئی وہ سوچوں میں غلطیاں تھی جب عرش کمرے میں آیا اسے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

"کیسی ہیں آپ۔۔۔؟"

اداس انداز مدھم سا لہجہ لیے وہ بیگ سائیڈ پر رکھتا مریم کے قریب آکر اسے گلے لگا گیا جبکہ مریم کا دل زور سے دھڑ کا کئی پل وہ دونوں ایسے ہی ایک دوسرے کے گلے لگے کھڑے رہے جب عرش پیچھے ہوا اور اب وہ بیڈ پر بیٹھ چکا تھا مریم پانی لانے مڑی تھی

”کہاں جا رہیں ہیں آپ۔۔؟ پلیز میرے پاس رہیں۔۔“ !

مریم کی کلائی جکڑ کر اسے اپنے قریب بٹھاتا وہ شکست زدہ انداز میں بولا

”وہ میں پانی لینے جا رہی تھی۔۔“!

”آپ نے بھی مجھے نہیں بتایا مریم۔۔“!

وہ شاید شکوہ کر رہا تھا مریم نے ندامت سے سر جھکا لیا

”سوری۔۔مجھے لگا آپ غصہ ہوں گے۔۔“

وہ سر جھکائے نظریں چرائے بولی تھی

”اوہو۔۔آپ کیوں شرمندہ ہو رہیں ہیں۔۔ غلطی تو میری ہے۔۔میں اگر وہ قدم نہ اٹھاتا تو آج سب خفا نہ ہوتے مجھ سے۔۔“

وہ اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتا بولا تھا

”اگر میں اچانک یہاں نہ آتا تو مجھے پتہ ہی نہ لگتا سب۔۔“

”ڈیڈ ٹھیک نہیں کر رہے یہ۔۔ عروہ مرجھا سی گئی ہے۔۔“

وہ اداس تھا جبکہ مریم نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیا

”آپ پریشان نہ ہوں۔۔“!

وہ اسے کیسے پریشان دیکھ سکتی تھی جس میں اس کی جان بستی تھی

''ڈیڈ میری نہیں سن رہے۔۔ مام بھی بات نہیں کر رہی مجھ سے۔۔''

''میں نے آپ کو بھی تو دکھ دیا ہے نا مریم۔۔ آپ کا مان توڑا ہے۔۔ آپ کے بھروسے کو ٹھیس پہنچائی ہے نا۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔ مجھے کسی طور سکون نہیں آ رہا۔۔ میں ہاتھ جوڑ کر آپ سے معافی مانگتا ہوں۔۔ میں نے آپ کو بہت رلایا ہے۔۔ بہت دل دکھایا ہے۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔ پلیز جان۔۔''

وہ باقاعدہ اس کے آگے ہاتھ جوڑے بول رہا تھا جبکہ مریم اس کی آنکھوں کی نمی دیکھتی تڑپ گئی تھی

''ایسے نہیں کریں۔۔''

وہ بھی روندی آواز میں بولی جبکہ عرش شاہ اس کی گود میں سر رکھ کر کچھ بھی بولے بغیر آنکھیں موند گیا

//////////////////////

شاید بارہ سال بعد اس نے پاکستان کی سر زمین پر قدم رکھا تھا ارادہ تو کبھی آنے کا نہ تھا مگر کیا کریں انسان کو کچھ رشتے اتنے پیارے ہوتے ہیں کہ ان رشتوں کی خاطر وہ بڑے کڑوے گھونٹ بھر لیتا ہے اور روحان کو بھی مریم کی خاطر اسے یہاں آنا پڑا تھا

یہاں اس کی بہت بری یادیں تھی پاکستان کی فضا میں اسے سب سے پہلے اپنی ماں کی آہیں سسکیاں سنائی دی تھیں اپنی ماں کا چہرہ دیکھائی دیا جس پر اذیتوں کی داستان رقم تھی بے اختیار اسے اپنا گلہ گھٹتا ہوا محسوس ہوا گہرا سانس لیتے ہوئے اس نے گلے پر لپٹا مفلر نکال دیا

زامن ماموں نے اشعر کو اسے ائیرپورٹ سے پک کرنے بھیجا تھا وہ اسی کا انتظار کر رہا تھا جب ایک لڑکا ہاتھ لہراتا ہوا اس کے قریب آرہا تھا وہ اسے پہچان چکا تھا وہ اشعر تھا جو زامن ماموں کی مشابہت رکھتا تھا

"السلام علیکم بھائی۔۔"

اشعر نے قریب آتے ہی روحان کو مؤدب انداز میں سلام کیا روحان آگے بڑھ کر اس سے بغل گیر ہوا

"میں اشعر شاہ۔۔"!

اشعر نے اپنا تعارف کروایا جوابا روحان سر ہلاتا مدھم سا مسکرایا

"کیسے ہو۔۔؟"

سنجیدہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے اس نے پوچھا تھا

"ٹھیک ہوں بھائی۔۔آپ کیسے ہیں۔۔؟؟ بائی داوے۔۔ویلکم ٹو پاکستان۔۔
!"

اشعر خوش اخلاقی سے گویا ہوا تھا روحان نے دھیمے سے مسکراتے ہوئے محض سر ہلایا

اور پھر وہ دونوں شاہ حویلی کی جانب چل دیے اشعر کو روحان خاصا سنجیدہ مگر اچھا لگا اور اسی طرح روحان کو اشعر چھوٹے بھائیوں کی طرح لگا وہ اکثر مریم سے اس کا ذکر سنتا رہتا تھا

راستے میں ان دونوں میں ہلکی پھلکی بات ہوئی تھی باقی وہ دونوں ہی خاموشی سے سفر طے کر رہے تھے

//////////////////////////

شاہ حویلی میں اس کا بڑی تپاک سے استقبال کیا گیا تھا زامن ماموں کے گلے ملتے ہوئے اسے سکون سا محسوس ہوا تھا جبکہ خود ان کی بھی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی حورین مامی نے بھی بہت بڑی محبت دی تھی وہ کچھ سنجیدہ تھیں مگر روحان جانتا تھا وہ کتنی عظیم خاتون ہیں ،اس کے دل میں زامن ماموں اور حورین مامی کے لیے عزت واحترام تھا

عرش شاہ کا انداز خاصا سرسری تھا مگر گلے لگنے میں عرش شاہ نے ہی پہل کی تھی یہ الگ بات تھی کہ وہ پھر کہیں جا چکا تھا اس نے سوچا تھا کہ وہ عرش سے نکاح کے بعد ہی ہم کلام ہو گا اسی لیے اس کا سرد انداز نظر انداز کرتے ہوئے وہ

خاموش تھا سب سے زیادہ خوش اور جذباتی مریم اس کے گلے لگ کر ہوئی تھی وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے بہت دیر تک روتی رہی تھی

پھر حورین مامی نے اسے پیار سے پچکارتے ہوئے روحان سے جدا کیا اور روحان کو ریسٹ کرنے کی ہدایت دی سو وہ اشعر کے ہمراہ اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا رات کا کھانا اسے کمرے میں ہی دیا گیا وہ واقعی تھکا ہوا تھا آرام کرنا چاہتا تھا ویسے بھی کل اس کا نکاح تھا

//////////////////////

عرش سامنے صوفے پر بیٹھا کسی سے موبائل فون پر بات کر رہا تھا جب وہ کمرے میں داخل ہوئی عرش نے ایک مسکراتی نظر مریم پر ڈالی اور اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا مریم نے لبوں پر شرمیلی سی مسکراہٹ سجائے دھیرے سے قدم

اٹھاتی عرش کے قریب آئی تو عرش نے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لے کر اسے اپنی جانب کھینچ کر اپنے ساتھ بیٹھا دیا

"اوکے میں بعد میں بات کرتا ہوں۔۔"

گفتگو سمیٹتے ہوئے اس نے فون بند کر کے سامنے پڑے میز پر رکھا اور مریم کو دیکھنے لگا

"شوہر کو کوئی لفٹ نہیں۔۔اور بھائی کے سینے سے نہیں ہٹ رہی تھیں بیگم۔۔"!

اس کے چہرے پر جھکتے ہوئے وہ مصنوعی غصے سے بولا

"کوئی آجائے گا شاہ جی۔۔"!

وہ حیا سے نگاہیں جھکائے منمنائی تو اس پل عرش بے اختیار اس کے لبوں پر جھکا

”کوئی نہیں آتا۔۔سب کو پتہ ہے میاں بیوی بہت دن بعد ملے ہیں۔۔“

کچھ پل بعد وہ ذرا سا دور ہوا جبکہ مریم گہرے گہرے سانس لے رہی تھی اور خفیف سی اس کے سینے میں منہ چھپا گئی

”یہ ہوئی نا بات۔۔ایسی ہوتی ہیں عقل مند بیویاں۔۔جو بغیر کہے شوہر کو سمجھ جائیں۔۔“

مریم کے گرد گھیرا تنگ کرتے ہوئے وہ شرارت بھرے انداز میں بولا

”سنیں۔۔“!

چہرہ چھپائے اس نے عرش کو پکارا

"جی حکم۔۔"!

وہ سرشاری سے بولا

"آپ کتنے دن کے لیے آئے ہیں۔۔؟"

پوچھتے ہوئے وہ اداس سی ہو گئی

"جان میں ایک مہینے کا بھی کہہ دوں۔۔ پھر بھی آپ نے اداس ہونا ہے۔۔ کہ دو مہینے کے لیے کیوں نہیں آئے۔۔"

عرش اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا تو وہ کچھ نہ بولی

"خاموش کیوں ہو میری جان۔۔؟"

"نہیں تو۔۔"!

اس کے پوچھنے پر مریم نے نفی میں سر ہلایا

"اچھا سنو۔۔ میں مام کے پاس سے ہو کر آتا ہوں۔۔ کمرے میں ہی رہنا پھر وہیں سے شروع کریں گے۔۔"!

قریب تر ہو کر اس کے کان میں سرگوشی کرتا وہ مسکراتا اٹھ کھڑا ہوا جبکہ مریم کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرنے لگے

////////////////////////////////

وہ تقریب کی تیاریاں کرواتے ہوئے ابھی کمرے میں لوٹی تھیں زامن شاہ ابھی گھر نہیں آئے تھے بظاہر تو انہیں تینتیس سالہ روحان ٹھیک لگا تھا جینز پر نیلی شرٹ اور جیکٹ پہنے، ہلکی داڑھی مونچھ کے ساتھ چہرہ بلکل سنجیدہ تھا وہ انہیں کم گو لگا تھا

بقول زامن شاہ کہ وہ ایک اچھا لڑکا تھا مگر وہ ماں تھیں نا ابھی مطمئن نہیں تھیں کیونکہ ابھی عروہ کی پڑھائی بھی نامکمل تھی وہ میڈیکل کے پہلے سمسٹر کی طالبہ تھی پھر زامن شاہ کو بھلا اتنی جلدی کس بات کی تھی ویسے بھی حورین نہیں چاہتی تھیں کہ ابھی عروہ پر کوئی ذمہ داری ڈالی جائے مگر زامن شاہ کا فیصلہ اٹل تھا اسی لیے وہ خاموشی سے سب ہونے دے رہی تھیں

وہ وارڈروب میں کپڑے رکھ رہی تھیں جب دروازے پر آہٹ ہوئی اور عرش شاہ کمرے میں داخل ہوا حورین نے بے دلی سے وارڈروب میں کپڑے رکھے اور مڑیں

عرش شاہ نے شرمندہ ہوتے ہوئے ماں کی جانب قدم بڑھائے

"عرش۔۔چلے جاؤ۔۔مجھے تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنی۔۔"!

وہ درشتگی سے بولی تھیں

"پلیز مام مجھے معاف کردیں۔۔!میں نے آپ کا مان توڑا۔۔"

عرش ندامت سے کہتا ہوا ان کے گلے لگ گیا جبکہ عرش کی سرخ آنکھیں دیکھ کر حورین پل بھر میں پگھلی تھیں آخر کو وہ ان کا بیٹا تھا کب تک خفا رہتیں

""تم نے مجھے بہت دکھ دیا ہے عرش۔۔ مریم کے سامنے شرمندہ کر دیا مجھے۔۔ میں ہر ایک کو بڑے اترا کر کہتی تھی۔۔ میرا بیٹا بہترین مرد ہے۔۔ وہ عورت کو دھوکا نہیں دے سکتا۔۔ وہ عورت کی کمزوری کا کبھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔۔!

""میں نے تو تمہیں یہ سب نہیں سکھایا۔۔ تمہیں تو کبھی اتنا غصہ نہیں آیا تھا کہ اپنا صحیح غلط ہی بھول جاؤ تم۔۔ چلو مانا کہ امل نے غلط کیا تھا تو کیا تم نے صحیح کیا عرش۔۔""!

وہ اس کا اترا چہرہ دیکھ کر کچھ دھیرے سے مگر سختی سے بول رہی تھیں

""میں نے غصے میں امل کو سزا دینے کے لیے نکاح کیا تھا۔۔ مگر مجھے فوراً ہی احساس ہو گیا تھا کہ میں نے غلط کیا۔۔""

وہ اپنی صفائی دیتا بولا

”جانتے ہو مریم پر کیا گزری ہو گی۔۔ کتنا برا لگا ہو گا اسے۔۔ ایک تو پہلے ہی وہ بچی اتنی بڑی آزمائش سے گزر رہی ہے۔۔ اور پھر تم نے سوتن کا صدمہ دے دیا اسے۔۔“

وہ تلخی سے گویا ہوئیں

”میں نے مریم سے معافی مانگی ہے مام۔۔ اور اس نے مجھے معاف بھی کر دیا۔۔ وہ بہت اچھی ہے مام۔۔“

وہ دھیمے لہجے میں بولا

”کیا فائدہ اب معافی مانگنے کا عرش شاہ۔۔میں یہ کہنا نہیں چاہتی تھی مگر مجھے افسوس ہے کہ مجھے کہنا پڑ رہا ہے۔۔“

وہ ایک پل کو رکیں مگر پھر دوبادہ بات شروع کردی

”تم نے ثابت کر دیا عرش۔۔کہ باپ کا اثر اولاد میں ضرور آتا ہے چاہے اس کی تربیت کتنی ہی بہترین کیوں نہ کی جائے۔۔تم نے میرا مان توڑ دیا عرش۔۔“

وہ اگر تڑپ کر بولی تھیں تو عرش بھی ان کی بات سمجھتا تڑپ گیا

”مام۔۔“!

”تمہارے اٹھائے گئے قدم کی وجہ سے دونوں گھروں کا سکون برباد ہو گیا ہے۔۔“

وہ اسے کچھ بھی بولنے سے روکتی سر ہلاتی بولی تھیں

"میں شرمندہ ہوں مام۔۔"!

عرش سر جھکائے بولا

"مجھے لگا تھا میرا بیٹا بہت سمجھدار ہے۔۔ جب میں نے مریم کے بارے میں تمہیں بتایا۔۔ تو جیسے تم نے اس کے بکھرے ٹوٹے دل و وجود کو محبت سے سمیٹا ۔۔ مجھے اس پل اپنے بیٹے پر فخر محسوس ہوا تھا۔۔ کہ میرا بیٹا خوبصورت دل کا مالک ہے۔۔ جس کی گھٹیا مردوں جیسی سوچ نہیں ہے کہ جو اولاد نہ ہونے پر عورت کو قصوروار ٹھہراتے ہیں۔۔ مگر تم نے پھر مریم کے ساتھ یہ سب بہت غلط کیا عرش۔۔"!

بھیگی آواز میں بول رہی تھیں جبکہ عرش خاموش سر جھکایا بیٹھا تھا

"کیا تم نہیں جانتے اولاد مرد کا نصیب ہوتی ہے۔۔تو مریم قصوروار کیسے ہو سکتی ہے۔۔ پھر اس کو کیوں توڑ دیا تم نے عرش۔۔؟"

وہ مسلسل اسے سناتی جارہی تھیں اور وہ بھی سر جھکائے چہرے پر ندامت سجائے سن رہا تھا

"سمجھ رہے ہو میری بات۔۔اولاد مرد کا نصیب ہوتی ہے۔۔اگر تمہارے نصیب میں اولاد ہے تو خدا تمہیں ضرور دیتا۔۔!"

"جی مام میں سمجھ رہا ہوں۔۔پلیز آپ مجھے معاف کر دیں۔۔"

وہ ہاتھ جوڑتا اس مرتبہ بولا تو حورین نے اس کے ہاتھ تھام لیے

"اور ہاں مریم کو اعتماد میں لو۔۔اسے سمجھاؤ کہ اولاد نہ ہونے میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔بلکہ یہ خدا کے فیصلے ہیں۔۔"

وہ پھر گویا ہوئیں

"جی ٹھیک ہے مام۔۔آپ بے فکر رہیں۔۔اب میں اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا۔۔"

وہ پر یقین انداز میں بولا تھا

"ہمم۔۔امل کو کہاں چھوڑ کر آئے ہو۔۔؟"

انہوں نے اس کے چہرے کو کھوجتی نگاہوں سے تکتے ہوئے اچانک پوچھا

''وہیں گھر پر ہے۔۔''!

اس نے سر سری سا جواب دیا

''اسے اکیلا چھوڑ کر آ گئے ہو تم۔۔''!

ان کے ماتھے پر شکن ابھرے

''پھر کیا کرتا مام۔۔''!

وہ امل کے ذکر پر بے زار سا ہوا

"دیکھو عرش کسی بھی حال میں۔۔ جتنا بھی غصہ ہو تمہیں اس پر۔۔ مگر کبھی اذیت مت دینا اسے۔۔ ہو سکے تو معاف کر دو اسے۔۔ مزید کوئی غلطی مت کر دینا اب۔۔"!

انہوں نے اسے سختی سے تنبیہ کی تو عرش نے اثبات میں سر ہلایا

"اچھا سنو۔۔ میں نے ایک دو ڈاکٹرز سے بات کی ہے۔۔ عروہ کے نکاح کے بعد۔۔ کچھ چھٹیاں لو۔۔ اور مریم کو لے کر چلے جانا۔۔ خدا سے نا امید نہیں ہونا چاہیے۔۔ کیا معلوم کوئی معجزہ ہو جائے۔۔"!

وہ کچھ یاد آنے پر بولیں تو عرش سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا

"جی مام۔۔"!

//////////////////////

عرش اسے اس فلیٹ میں تن تنہا چھوڑ کر کل سے گیا ہوا تھا پہلے تنہا یہاں دو کمرے کے فلیٹ میں دن گزارنا مشکل تھا مگر جو گزشتہ رات اس نے گزاری تھی وہ تو مانو قیامت تھی ہر طرح کا خوف اس کے دل میں بیٹھ چکا تھا وہ عرش کے آنے کی دعا کرتی رہی تھی مگر ضروری تو نہیں ہر دعا پوری ہو اسے نہیں آنا تھا سو وہ نہیں آیا مگر اس رات نے امل کو آسمان سے زمین پر پٹخ دیا تھا

وہ بہت اذیت میں تھی وہ کبھی خوفزدہ ہو کر چیخنے لگی تو کبھی کمرے میں جا کر دروازہ لاکڈ کر کے چھپ جاتی رات کو بھی اس نے سارے گھر کی بتیاں روشن کی ہوئی تھیں

وہ بس عرش کے آنے کی دعائیں مانگ رہی تھی وہ ایک پل کو سو نہیں پا رہی تھی، ڈر تھا کہ اگر آنکھ لگ گئی تو کوئی آ جائے گا

وہ سب کو یاد کر کے روتی رہتی کبھی ماں باپ یاد آتے کبھی مریم اور اشعل یاد آتے کبھی حورین خالہ یاد آتیں ابھی چھوٹی نانو یاد آتیں وہ ان سب کو پکارتی دھاڑیں مار مار کر روتی رہتی تھی

اس فلیٹ میں تنہائی اور خوف کے ساتھ دن گزارنے امل کی زندگی کے بدترین دن ثابت ہوئے وہ توزامن شاہ اور عرش شاہ سے بدلہ لینے چلی تھی عرش شاہ نے ہی اس سے کیا خوب انتقام لیا تھا

////////////////////////////////

ایک ہفتے سے نہ وہ صحیح سے سو پائی تھی نہ کچھ کھا پائی تھی بس روتی رہی تھی جیسے رونے سے اس کے ڈیڈ اپنا فیصلہ بدل دیں گے اور اس کا نکاح روحان سے نہیں کروائیں گے مگر اس کے شفیق اور مہربان ڈیڈ جو اس پر اپنی جان دیتے تھے اس کی

ذرا سی تکلیف پر پریشان ہو جاتے تھے اب وہ اتنے دن سے بخار میں تپ رہی تھی اب بس سر سری سا پوچھ لیتے تھے

جبکہ اشعل کے بارے میں سوچ کر بھی عروہ کو بہت برا لگتا تھا وہ اس سے محبت کرتا تھا وہ بھی تو کرتی تھی مگر اپنے ڈیڈ کا مان بھی تو نہیں توڑ سکتی تھی

ایک ہفتے سے وہ کمرے میں بند تھی کل اس کا نکاح تھا بہت رات ہو گئی تھی مگر نیند اس سے کوسوں دور تھی اب اسے گھٹن ہونے لگی تھی وہ کمرے سے نکلنا چاہتی تھی کھلی فضا میں سانس لینا چاہتی تھی

اس وقت رات کے دو بج رہے تھے ویسے بھی سب سو چکے ہوں گے یہ سوچتے ہوئے اس نے دوپٹہ کی تلاش میں نگاہیں گھمائی کرسی پر پڑا دوپٹہ اوڑھ کر وہ کمرے سے نکل پڑی سب سو چکے تھے باہر کوئی بھی نہ تھا وہ لان کی سمت بڑھی

عام حالات میں وہ اتنی رات لان میں جانے سے یقیناً گھبراجاتی مگر فی الوقت وہ شدید ذہنی دباؤ میں تھی

لان میں مدھم سی روشنی تھی وہ دھیرے دھیرے چکر لگانے لگی

اس دوران اشعل جو کہ اضطرابی کیفیت میں اپنی چھت پر کھڑا تھا یہ بات ہی اس کا سکون چین چھیننے کے لیے کافی تھی کہ عروہ کل کسی اور کی دسترس میں ہو گی تب اس کی نظر شاہ حویلی کے لان پر پڑی وہاں کوئی وجود تھا اسے عروہ کا گمان ہوا کچھ غور کرنے پر اسے یقین ہو گیا ہے لان میں عروہ ہے عروہ کی جھلک دیکھ کر اشعل کا بے چین دل مزید بے چین ہوا وہ کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر اپنے گھر سے نکل کر شاہ حویلی آیا اور فوراً لان کی سمت بڑھا اب ان دونوں میں چند انچ کا فاصلہ تھا جبکہ عروہ اتنی رات کو اشعل کو اپنے سامنے دیکھ کر سٹپٹا گئی اور پھر یکدم اسے شدید گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی

"تم اتنی رات کو یہاں کیا کر رہے ہو۔۔؟؟"

وہ حیرت زدہ سی گویا ہوئی لہجہ خوفزدہ تھا

"کیوں ظلم کر رہی ہو خود پر بھی اور مجھ پر بھی۔۔ پلیز میرا ساتھ دو عروہ۔۔ ہم دونوں سب کو بتادیتے ہیں۔۔ کہ ہم دونوں محبت کرتے ہیں ایک دوسرے سے۔۔"!

وہ اس کی بات نظرانداز کرتا گویا ہوا

"میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ میں تم سے محبت نہیں کرتی۔۔ خدا کے لیے میرے لیے مشکلات پیدا مت کرو۔۔اور جاؤ یہاں سے۔۔"

وہ مدھم اور التجائیہ انداز میں بولی تھی آنسو خود بخود آنکھوں سے بہنے لگے تھے

"جھوٹ بول رہی ہو تم۔۔ تم خوش نہیں ہو اس نکاح سے۔۔ پلیز تھوڑی ہمت کرو اور میرا ساتھ دو۔۔"

وہ اس کی بات رد کر گیا

"اشعل میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔ تمہیں تمہاری محبت کا واسطہ دیتی ہوں۔۔ مجھ سے دور رہو۔۔ اور آئیندہ کبھی محبت کا ذکر مت کرنا۔۔ پلیز میری زندگی سے چلے جاؤ۔۔"!

وہ بھیگی آنکھوں روندی آواز کے ساتھ بولی تو اشعل کا دل کسی نے جیسے مٹھی میں جکڑ لیا وہ لڑکی جو ہمیشہ کونفیڈنس رہتی تھی آج اس کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی تھی

"پلیز عروہ تم ہاتھ مت جوڑو۔۔ پلیز مت رو۔۔ اچھا میں کچھ نہیں کہتا۔۔"!

اشعل نے تڑپ کر کہا

"پلیز میری زندگی کو عذاب مت بناؤ۔۔چلے جاؤ میری زندگی سے۔۔"!

وہ ہاتھ جوڑتی روتے ہوئے واپس مڑ گئی

//////////////////////////////

وہ تھکا ہوا تو بہت تھا مگر نیند اسے پھر بھی نہیں آ رہی تھی جیسے جیسے رات گہری ہو رہی تھی کمرے سے باہر چہل قدمی اور آوازیں بھی کم ہو گئی تھیں وہ بیڈ سے اٹھا اور موبائل ہاتھ میں تھام کر کمرے سے باہر نکلا جہاں بلکل خاموشی تھی سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے چونکہ تقریب کا انتظام شاہ حویلی ہی میں تھا سو

شاہ حویلی خوبصورتی سے سجی ہوئی تھی وہ باہر لان کی جانب بڑھا جب اسے وہاں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا

'عروہ' نام کی پکار پر وہ چونکا ابھی وہ کچھ سمجھنے کی کوشش کرتا کہ ایک لڑکی بھاگتی ہوئی اندر کی سمت آئی اور اس سے بری طرح ٹکرا گئی روحان نے اسے بازو سے تھام کر سہارا دیا مگر روحان کو سامنے دیکھ کر تو جیسے عروہ کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی

مدھم روشنی میں وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو پہچان چکے تھے چونکہ مریم کے ذریعے وہ بہت بار ایک دوسرے کو تصویر میں دیکھ چکے تھے عروہ اپنے بازو پر روحان کی گرفت کمزور ہونے پر ہوش میں آئی اور کانپتی ٹانگوں کا بوجھ سنبھالے اپنے کمرے کی جانب بھاگ گئی جبکہ روحان نے مڑ کر اسے جاتا دیکھا اور پھر لان کی جانب بڑھا

جہاں سے ایک لڑکا دیوار پھلانگ کر باہر جا رہا تھا روحان کے سنجیدہ چہرہ غصے سے سرخ ہوا جبکہ آنکھوں سے شرارے نکلنے لگے اپنی ہونے والی بیوی کی حقیقت اس طرح اس کے سامنے آئی تھی کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا دنیا تہس نہس کر دے اسی اک پل میں عروہ کا کردار اس کا سامنے بلکل کھو کھلا ہو چکا تھا

اس کی نظر میں جو لڑکیں رات کی تاریکی میں غیر مردوں سے ملاقاتیں کرتی ہیں ان کو زندہ زمین میں در گور کر دینا چاہیے عروہ جیسی لڑکیوں سے اسے نفرت تھی جو رات کے اس پہر اپنے ماں باپ کی عزت خاک میں ملا دیتی ہیں

ایک تو اس کا دل کیا ابھی سارے گھر کو اکٹھا کر لے وہ عروہ کو بے نقاب کر دے مگر اس طرح اتنے مہمانوں میں زامن ماموں کی بدنامی ہو گی وہ ایسی بد کردار لڑکی کو اپنی زندگی میں اب شامل نہیں کرنا چاہتا تھا مگر عرش شاہ کو قابو کرنے کے لیے اس کی بہن کا شکار اب ضروری تھا

وہ بے شک اپنی زندگی کے بیس سال امریکہ میں گزار کر آیا تھا مگر غیرت مند ضرور تھا اور پاکستانی لڑکیوں سے تو وہ اس طرح کی توقع نہیں کر رہا تھا

اس سب کے بعد عروہ اس کے دل میں سمانے سے پہلے ہی اتر چکی تھی سر جھٹکتا وہ کمرے کی سمت بڑھ گیا کیونکہ ایک اور کڑوا گھونٹ اسے مریم کی خاطر پینا تھا

//////////////////////////////

یہ سورج عروہ کی زندگی کا سب سے بھاری ثابت ہوا تھا وہ ساری رات اس خوف سے سو بھی نہ پائی کہ ابھی روحان سب کو بتا دے گا ابھی اس کے باپ کا مان ٹوٹ جائے گا، اس کی ماں کی تربیت پر لوگ سوال اٹھائیں گے، ابھی اس کے باپ اور بھائیوں کا سر جھک جائے گا، ابھی لوگ اس کے کردار پر انگلیاں اٹھائیں گے

مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا روحان کی جانب سے بلکل خاموشی تھی لیکن عروہ پھر بھی خوفزدہ تھی بے قصور ہوتے ہوئے بھی وہ روحان کی نظر میں قصوروار قرار پا چکی تھی اور وہ اس بات کو خوب سمجھ رہی تھی کہ رات کو جو کچھ ہوا وہ اس طرح روحان کے سامنے آنے سے کتنا بڑا مسئلہ ہو چکا ہے

اس بات کا اثر اس کی آنے والی زندگی پر ہو گا وہ بے حد خوفزدہ تھی ہر آہٹ پر ڈر جاتی شادی کا گھر تھا مگر ذرا سے شور پر اس کا دل دہل جاتا کہیں روحان نے سب کو بتا تو نہیں دیا

مگر حیرت کی انتہا تب ہوئی جب سب ہنسی خوشی تیاریوں میں مصروف رہے مغرب کے بعد نکاح تھا سو ہر کوئی اپنی اپنی تیاری میں مصروف تھا مریم دوپہر میں اس کے لیے عروسی لباس کے ساتھ خوبصورت جیولری لے کر آئی تھی جیسے جیسے نکاح کا وقت قریب آ رہا تھا عروہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی

وہ وقت بھی آن پہنچا جب اسے دلہن کی طرح سجایا گیا وہ کسی موم کی گڑیا کی طرح ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے گھنی پلکیں جھکائے بیٹھی تھی عروسی لہنگے میں جیولری پہنے وہ کوئی نازک سی گڑیا لگ رہی تھی سرخ و سفید رنگت پر نور چہرہ، ماتھے کے ایک طرف جھومر اور ناک میں پہنی نتھ نے اس کے روپ کو چار چاند لگا دیے تھے دلہن بن کے کیا خوب روپ چڑھا تھا

حورین تو اپنی بیٹی کو دیکھ کر نہال ہو گئیں دل میں نظر بد کی دعائیں پڑھتے ہوئے انہوں نے عروہ کے چہرے سے نگاہیں چرا لیں کہ کہیں عروہ کو ان کی خود کی ہی نظر نہ لگ جائے

چھوٹی دادو نے عروہ کے سر سے کئی نوٹ وار کر نوکرانی کو دے دیے بلاشبہ وہ آج اپنی معصومیت اور حسین سراپے سمیت کسی کے بھی دل میں اتر سکتی تھی

//////////////////////

شاہ حویلی کا منظر کچھ یوں تھا کہ ہر طرف چہل پہل تھی شاہ حویلی خوبصورتی سے سجی ہوئی تھی مہمان تشریف لا چکے تھے عرش شاہ اور اشعر شاہ بھی ساتھ کھڑے کسی بات پر مسکرا رہے تھے مگر دونوں ہی بہن کے لیے فکر مند تھے ہر چہرہ مسکرا رہا تھا مگر لان میں کھڑے زامن شاہ کی آنکھوں میں جانے کیوں آج نمی تھی علی انہیں لیے ایک طرف ہو گئے

"زامن۔۔ میرے بھائی۔۔ کیا ہوا۔۔ ٹھیک ہے تو۔۔؟؟"

انہوں نے فکر مندی سے استفسار کیا

"بس یار۔۔ سوچ رہا ہوں کہ بیٹیاں کتنی جلدی بڑی ہو جاتی ہیں نا۔۔"

آس پاس دیکھتے ہوئے انہوں نے بھاری آواز میں کہا

"یہ بات تو ہے لیکن۔۔ ویسے اپنی عروہ تو ابھی ویسے بھی چھوٹی ہی ہے زامن ۔۔ تم نے اس کے معاملے میں جلدی کی ہے۔۔"

علی ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے

"ہمم۔۔"

"خیر تو پریشان نہ ہو کون سا کوئی دور جا رہی ہے اپنی بچی۔۔ یہیں تو ہے۔۔ حویلی میں۔۔"!

ان کی بات پر زامن نے سر ہلایا

///////////////////////////

""کیسی لگ رہی ہوں۔۔؟؟""

منتہاء نے اشعر کے پاس آتے ہی سوال داغا جوابا اشعر نے ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالی

"کاش مام سے بات کرلیتا۔۔ تو آج ہمارا ابھی نکاح ہو جاتا۔۔ پھر تمہیں بتاتا کہ کتنی حسین لگ رہی ہو۔۔اتنی کہ میرے دل میں اتر رہی ہو۔۔"

اشعر کے زو معنی سے کہنے پر منتہاء سٹپٹا گئی

""تت تم۔۔""!

اسے سمجھ نہ آیا کیا کہے

"کیا تم۔۔؟"

اشعر نے شرارتی انداز میں پوچھا

"تم بہت بدتمیز ہو اشعر۔۔میں نے ایک سمپل سا سوال کیا تھا کہ کیسی لگ رہی ہوں۔۔اور تم۔۔"!!

منتہاء نے اپنی بات کی وضاحت دی

"میں نے بھی تو سمپل سا جواب دیا ہے۔۔"

اشعر نے کاندھے آچکا کر کہا

"چھچھورا پن کہیں اور جا کر دیکھاؤ اپنا۔۔ڈفر۔۔"

وہ خفت مٹانے کو منہ میں بڑبڑاتی فوراً آگے بڑھ گئی جبکہ اشعر کا قہقہہ بے ساختہ تھا

"ہائے۔۔پاگل لڑکی۔۔"!

//////////////////////////

"اشعل۔۔"!

وہ سرخ آنکھیں لیے ایک طرف کھڑا تھا جب رامین کی پکار پر ان کی سمت مڑا

"جی ماما۔۔"!

وہ بھاری آواز میں بولا تو رامین اس کی دلی کیفیت سمجھتی تڑپ اٹھیں

"اشعل تم ٹھیک ہو نا میرے بیٹے۔۔؟"

انہوں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھا جبکہ اشعل نے اثبات میں سر ہلایا اب وہ انہیں کیا بتاتا کہ دل تو چاہ رہا تھا کہ چیخ چیخ کر اپنی محبت کا اعلان کرے مگر عروہ کو مشکل میں نہیں ڈال سکتا تھا محبت فقط حاصل کرنے کا نام تو نہیں بلکہ محبت تو یہ ہے کہ محبوب کو ہماری محبت سے ذرا سا بھی آزار نہ ہو وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی عروہ کے کردار پہ شک کرے اس لیے خاموشی کا کڑوا گھونٹ پی لیا

"جی ماما۔۔آپ کچھ کہہ رہی تھیں۔۔؟"

اس نے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا

"بیٹا۔۔ عرش، امل کو اپنے ساتھ نہیں لے کر آیا۔۔ پتہ نہیں وہ اکیلی کیسے رہ رہی ہو گی۔۔ تم ایک مرتبہ کال کر کے پوچھ لو بیٹا۔۔"

وہ آس پاس دیکھتی دھیرے سے گویا ہوئیں

"میں تو کر نہیں سکتی۔۔ ورنہ اس کی آواز سن کر میرا دل موم ہو جائے گا۔۔ ابھی میں ایسا کچھ نہیں چاہتی۔۔ تاکہ اسے احساس ہو کہ اس نے اپنی ہی بہن کے ساتھ کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔۔"

"ماما۔۔ امل کی فکر تو مجھے بھی ہے۔۔ لیکن آپ بے فکر رہیں۔۔ عرش بھائی اگر اسے وہاں چھوڑ کر آئے ہیں تو ضرور کچھ سوچا ہو گا انہوں نے۔۔ اچھا ہے امل اکیلی رہے گی تو اسے احساس ہو گا کہ زندگی ایڈونچر نہیں ہوتی۔۔ اس نے جو

حرکت کی ہے اس کی سزا تو بنتی ہے۔۔ لیکن آپ فکر نہ کریں۔۔ عرش بھائی سے سنا ہے میں نے وہ ایک دو دن تک واپس چلے جائیں گے۔۔" !

اشعل گہرا سانس لیتے ہوئے گویا ہوا تو اس کی بات سن کر رامین بھی خاموش ہو گئیں

//////////////////////

خوبصورتی سے سجے ہوئے سٹیج پر شیروانی پہنے بیٹھا روحان خاصا سنجیدہ اور پر وقار لگ رہا تھا جو مریم کی کوئی بات بہت خاموشی سے سن رہا تھا

"بھائی۔۔ عروہ بہت لاڈلی ہے سب کی۔۔ ڈیڈ، مام، شاہ جی اور اشعر نے بہت لاڈ سے پالا ہے اسے۔۔ سب سے چھوٹی ہے گھر میں۔۔ آپ بھی پلیز اسے خوش رکھیے گا۔۔"

وہ سرخ ساڑھی میں بے حد حسین لگ رہی تھی دھیمی آواز میں روحان سے بیٹھی سٹیج پر باتیں کر رہی تھی عرش شاہ اسے دور سے ہی محبت پاش نگاہوں سے دیکھ رہا تھا

جبکہ روحان کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا مریم اس کا سنجیدہ پن دیکھتی کچھ پریشان ہو گئی

"بھائی آپ ٹھیک ہیں۔۔؟"

"بھائی کیا سوچ رہے ہیں۔۔؟"

مریم نے روحان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تو روحان چونکا

"کچھ نہیں بیٹا۔۔ تم بے فکر رہو سب ٹھیک رہے گا۔۔"!

روحان نے ذرا سا مسکرا کر اسے کہا تو وہ مطمئن ہو گئی مگر وہ روحان کے دل و دماغ میں بھڑکتی آگ سے یکسو بے خبر تھی روحان کی خاموشی شدید طوفان کا پیش خیمہ تھی

"شاہ جی آپ پریشان لگ رہے ہیں۔۔؟"

وہ اٹھ کر عرش کے پاس آئی تھی مگر عرش کے چہرے پر بے چینی سی محسوس کرتی پوچھ بیٹھی

"نہیں۔۔بس۔۔ عروہ کے لیے فکر مند ہوں۔۔"!

"آپ فکر نہیں کریں۔۔ میرے بھائی بہت اچھے ہیں۔۔ وہ عروہ کو بہت خوش رکھیں گے۔۔"!

عرش کو تسلی دیتے ہوئے وہ پرجوش انداز میں بولی تو عرش نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

"بہت حسین لگ رہیں ہیں آپ۔۔ مریم۔۔"!

عرش کے اچانک کہنے پر وہ سرخ ہو گئی اور نگاہیں جھکا گئی

"ہائے مار ڈالا آپ کی انہیں اداؤں نے جان من۔۔! روز نئے سرے سے مجھے آپ سے محبت ہوتی ہے۔۔"

عرش شاہ شرارت بھرے انداز میں گویا ہوا تو مریم نے بھی اسے مسکراتے ہوئے دیکھا

"وعدہ کریں آپ صرف مجھ سے ہی محبت کریں گے۔۔"!

وہ پورے استحقاق سے بولی تھی

"پکا وعدہ۔۔"!

عرش شاہ نے ذرا سا سر خم کرتے ہوئے کہا

"آپ تو میری زندگی ہیں۔۔ میرا سب کچھ ہیں مریم۔۔"

عرش پھر گویا ہوا

"آپ بھی میری زندگی ہیں۔۔ شاہ جی"

مریم بھی پر یقین انداز میں بولی وہ دونوں کمی ہونے کے باوجود بھی مکمل تھے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مکمل ہی لگتے تھے

//////////////////////

"مام نکاح خواں آگئے ہیں۔۔"!

اشعر نے جب آکر اطلاع دی تو حورین اور رامین جو کہ عروہ کے پاس بیٹھی تھیں چونک گئیں

"ہہ ہاں آنے دو۔۔"!

حورین نے اجازت دیتے ہوئے کہا اور بے تاثر چہرہ لیے بیٹھی عروہ کے سر پر سرخ دوپٹے کا گھونگھٹ اوڑھایا اتنے میں عرش شاہ اور اشعر شاہ کے ہمراہ مولوی صاحب نے کمرے میں قدم رکھا

"عروہ زامن شاہ ولد زامن شاہ، آپ کو روحان شاہ ولد عاصم شاہ سے ایک کروڑ روپے حق مہر نکاح قبول کیا۔۔؟"

نکاح خواں کے الفاظ نے عروہ کا دل دہلا دیا وہ پوری جان سے کانپ گئی مگر کیا کرتی انکار تو نہیں کر سکتی تھی سو آج ایک اور بیٹی باپ کا مان اور عزت رکھتے رکھتے اپنا دل مار چکی تھی اپنی محبت مار چکی تھی وہ اشعل کی محبت کو دل سے نکال چکی تھی اور سچے دل کے ساتھ خدا اور رسول کو گواہ بنا کر یہ نکاح کر رہی تھی

"قبول ہے۔۔!"

کانپتے وجود، لڑکھڑاتی زبان،اور کپکپاتے ہاتھوں سمیت اس نے نکاح نامے پر دستخط کیے

نکاح خواں جا چکے تھے اور ان کے پیچھے اشعر شاہ بھی چلا گیا جبکہ عرش شاہ نے عروہ کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور سر پر بوسہ دے کر کمرے سے چلا گیا اب حورین نے عروہ کا گھونگھٹ ہٹایا اور اسے سینے سے لگا لیا

"مبارک ہو میری جان۔۔خدا تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔"

سینے سے لگائے انہوں نے اسے دعا دی جبکہ عروہ کا چہرہ اب بلکل سپاٹ تھا

یہاں نکاح نامے پر دستخط کرتے ہوئے روحان کے ہاتھ اور چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی جبکہ تاثرات پتھریلے تھے

کچھ دیر بعد اسے فوٹو شوٹ کے لیے لے جایا گیا وہ کسی بے جان گڑیا کی طرح دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی گئی فوٹو گرافر مختلف پوز سے اس کی تصویریں بنا رہے تھے جبکہ وہ اپنے ہاتھوں پر لگی مہندی کا رنگ دیکھ کر سوچ رہی تھی کہ رامین کی بات کیا کبھی سچ ہو سکتی تھی

”آپی ماشاءاللہ دیکھیں۔۔ عروہ کی مہندی کا رنگ کتنا گہرا آیا ہے۔۔روحان دیوانا ہو گا دیکھنا آپ عروہ کا۔۔“!

ابھی وہ سوچوں میں گم تھی کہ گرم سانسیں اسے اپنے چہرے کے بہت قریب محسوس ہوئیں اپنے سامنے روحان کو دیکھ کر اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں روحان فوٹو گرافر کے بتائے گئے پوز کے مطابق عروہ کے بے حد قریب کھڑا تھا

عروہ کی سانسیں مدھم ہوئیں وہ اپنے تمام جملہ حقوق روحان کے نام کرچکی تھی اس شخص کے نام جو شاید اس سے نفرت کرنے لگا تھا وہ روحان کی آنکھوں میں اپنے لیے سرد مہری محسوس کرچکی تھی

روحان عروہ کی کمر پر ہاتھ جمائے اسے اپنے مزید قریب کرچکا تھا وہ اس کی پلکوں اور لبوں کی لرزش باخوبی محسوس کررہا تھا مگر بے حس بنا رہا

اس کی بیوی کی تعریف ہر ایک کی زبان پر تھی مگر روحان نے اسے ایک مرتبہ بھی آنکھ بھر کے نہ دیکھا تھا ڈر تھا کہ کہیں عروہ کے حسین سراپے میں کھو نہ جائے اور اپنے جذبات کے بہکاوے میں نہ آجائے

خدا خدا کرکہ فوٹو شوٹ ختم ہوا تو دونوں کو سٹیج پر لے جایا گیا تب عروہ کی جان میں جان آئی

مگر ہوش سب کے تب اڑے جب روحان نے رخصتی کا کہا

"ماموں میں نے ایک چھوٹا سا گھر خریدا ہے۔۔فی الحال میری اتنی ہی حیثیت ہے۔۔میں اپنی بیوی کے ساتھ اپنے گھر جانا چاہتا ہوں۔۔"!

"بیٹا یہ تمہارا ہی گھر ہے۔۔ عروہ تمہارے ہی کمرے میں رہے گی۔۔پھر کسی اور گھر میں کیوں جانا چاہتے ہو تم۔۔؟"

زامن شاہ کے ماتھے پر لکیر ابھری

وہ آج صبح سے ہی کہیں غائب تھا تو صبح سے وہ گھر خریدنے میں لگا ہوا تھا مریم نے عرش شاہ کو دیکھا جس کے ماتھے پر لاتعداد شکن ابھر آئے تھے

"ٹھیک ہے تم جاؤ اپنے گھر۔۔ ہم ابھی اپنی بہن کی رخصتی نہیں کر رہے۔۔

!"

عرش شاہ کی سرد لہجے میں کی گئی بات سن کر سب چونکے مہمانوں کی موجودگی میں سب ہی دھیمی آواز میں بات کر رہے تھے جبکہ عرش شاہ کی بات سن کر روحان آگ بگولہ ہو گیا اس سب میں عروہ سانس روکے دبکی بیٹھی تھی

"ٹھیک ہے پھر عرش شاہ میں اپنی بہن کو لے کر جا رہا ہوں۔۔ تم اپنی بہن کی رخصتی اب کرنا بھی مت۔۔"!

روحان نے آگے بڑھ کر عرش کے ساتھ کھڑی مریم کا بازو پکڑ کر اپنے پاس کیا

"یہ کیا بکواس ہے۔۔ روحان تم مریم کو بیچ میں کیوں لا رہے ہو۔۔؟"

عرش یکدم غرایا تھا

”عرش۔۔اپنے غصے کو قابو میں رکھو۔۔“

مہمانوں کی موجودگی کا خیال کرتی حورین عرش کے قریب آئیں اور دھیرے سے کہا انداز میں واضح تنبیہ تھی

”مام۔۔ پھر آپ روحان کو سمجھائیں۔۔ بات مت بڑھائے۔۔میں نے اتنا ہی کہا ہے نا کہ رخصتی کچھ ٹائم بعد کر دیں گے۔۔ نکاح تو ویسے بھی ہو چکا ہے نا۔۔ !”

عرش نے ماں اور باپ کو دیکھتے ہوئے روحان سے کہا

"روحان بیٹا۔۔ دیکھو یہ بھی تمہارا ہی گھر ہے۔۔ بیہ آپی کی اولاد کا بھی حویلی پر حق ہے۔۔ تم یہ مت سوچو کہ تم بیوی اور بہن کے گھر میں رہ رہے ہو۔۔ بلکہ یہ تمہاری ماں کا بھی گھر ہے بیٹا۔۔"

زامن نے شفقت بھرے انداز میں کہا تو روحان کچھ نرم پڑا

"ماموں میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔ معذرت کہ آپ کو پہلے آگاہ نہیں کر سکا۔۔ "

وہ دیکھ سپاٹ چہرہ لیے عرش کو رہا تھا مگر بات زامن شاہ سے کر رہا تھا

"دیکھو روحان۔۔ ہم تمہاری بات سمجھ رہے ہیں۔۔ تم خود دار انسان ہو۔۔ اسی لیے الگ رہنا چاہتے ہو۔۔ مگر ہم رخصتی کچھ عرصے بعد بھی تو کر سکتے ہیں۔۔"

اس بار عرش شاہ نہایت نرم انداز میں گویا ہوا جبکہ زامن شاہ اور حورین سمیت سب کو اس کی بات بہترین لگی وہ سب بھی فی الحال یہی چاہتے تھے حورین نے کب سوچا تھا کہ اپنی بیٹی کو خود سے الگ کرنا پڑے گا

”ٹھیک ہے اگر تم اپنی بہن کی رخصتی نہیں کرنا چاہتے تو میں بھی اپنی بہن کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔“

روحان ہنوز تلخی سے بولا تھا

”تم بار بار مریم کو بیچ میں کیوں لا رہے ہو۔۔اس کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے۔۔ہم عروہ کی بات کر رہے ہیں۔۔وہ ابھی بچی ہے۔۔کچھ وقت دو اس کو۔۔کچھ ٹائم بعد رخصتی کر لینا۔۔ابھی ایسا کرنا عروہ کے ساتھ زیادتی ہے۔۔“

عرش خود پر ضبط کرتا سنجیدگی سے بولا تھا

"تم میری بہن کے ساتھ زیادتی کر سکتے ہو۔۔اس پر دوسری لڑکی لا کر۔۔میں تو صرف رخصتی کروا رہا ہوں۔۔"

روحان کا لہجہ سرسراتا ہوا تھا

"یہ اب تم بات بڑھا رہے ہو روحان۔۔"!

عرش نے دانت پیس کر کہا

"اگر تم اپنی بہن کو میرے ساتھ نہیں بھیج سکتے تو میں بھی اپنی بہن کو تمہارے ساتھ نہیں رکھ سکتا۔۔"

روحان اپنی بات پر ہنوز قائم تھا اس ساری صورتحال میں عروہ دم سادھے بیٹھی تھی جبکہ مریم کی بھی جیسے سانسیں لبوں پر تھیں عرش شاہ سے دوری وہ کیسے برداشت کر سکتی تھی

”مریم صرف تمہاری بہن نہیں ہے۔۔بیوی ہے میری۔۔“

اس بار عرش شاہ کا انداز جتاتا ہوا تھا

”عروہ بھی صرف تمہاری بہن نہیں ہے۔۔بیوی ہے میری اب۔۔اب فیصلہ تمہارا ہے۔۔یا تو میری بیوی کو میرے ساتھ بھیج دو یا پھر مریم کو چھوڑ دو۔۔“

”روحان۔۔“!

روحان کی بات پر عرش چیخا

"ٹھیک ہے بیٹا تم عروہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔اب وہ تمہاری بیوی ہے۔۔ حورین رخصتی کا انتظام کرو۔۔"!

وہ عرش کو مزید کچھ بھی بولنے سے روکتے حکمیہ انداز میں بولے تو ہر طرف خاموشی چھا گئی جبکہ عروہ نے باپ کو تڑپ کر دیکھا

"ڈیڈ۔۔"!

عرش نے کچھ کہنا چاہا جب زامن شاہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بولنے سے روک دیا اور عروہ کی سمت بڑھے زامن شاہ کے قریب آتے ہی عروہ ان کے سینے میں منہ چھپا کر سسک اٹھی یہی وقت تھا کہ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور شاہ حویلی نے کل تک جس لڑکی کی ہنسی کی آوازیں سنی تھی آج وہ لڑکی بلک بلک کر باپ اور بھائیوں کے گلے لگ کر رو رہی تھی حورین نے سختی سے اپنے

آنسو پونچھتے ہوئے عروہ کو خود سے جدا کیا اور شکوہ کناں نگاہوں سے زامن شاہ کو دیکھا جو خود بھی نم آنکھیں لیے چہرہ جھکائے کھڑے تھے

”زامن۔۔کیوں نہیں سمجھاتے روحان کو۔۔عرش ٹھیک کہہ رہا ہے رخصتی بعد میں کرلیں گے۔۔“

بہت دیر سے خاموش آنسو بہاتی پھوپھو روندی آواز میں گویا ہوئیں

”پھوپھو آج کریں یا بعد میں۔۔ایک ہی بات ہے۔۔“

وہ اب انہیں کیا بتاتے کہ اگر وہ آج رخصتی نہ کرتے تو عرش اور مریم کے رشتے پر بھی برا اثر پڑتا

”ڈیڈ۔۔مم مجھے نہیں جانا۔۔پلیز۔۔“

عروہ مسلسل روتے ہوئے بولتی جا رہی تھی مگر زامن شاہ نے محض اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیا عرش شاہ نے مٹھیاں سختی سے بھینچ لیں جبکہ اشعر نے بھی

”میں اپنے دل کا ٹکڑا تمہیں دے رہا ہوں روحان۔۔ میری بیٹی میں میری جان بستی ہے۔۔ اسے خوش رکھنا۔۔“

زامن شاہ نے روحان کو جاتے ہوئے تڑپتے دل کے ساتھ کہا تو روحان نگاہیں چراتے ہوئے سر ہلا یا

//////////////////////////

وہ سارے راستے خاموش آنسو بہاتی رہی تھی گاڑی کی خاموشی میں چند لمحوں بعد عروہ کی سسکی کی آواز اشتعال پیدا کرتی جبکہ روحان لب بھینچے بے حس بنا ڈرائیو کرتا رہا

"بلکل خاموش ہو جاؤ۔۔زہر لگ رہی ہو مجھے تم۔۔ور تمہارے یہ آنسو۔۔"!

وہ مسلسل پچھلے آدھے گھنٹے سے عروہ کو روتا ہوا دیکھ کر دھاڑا وہ جو ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی روحان کی دھاڑ پر کانپ گئی اور لبوں کو آپس میں سختی سے بھینچ کر سسکیوں کا گلا گھونٹا

کچھ دیر بعد روحان نے ایک صاف ستھرے علاقے میں ایک گھر کے آگے گاڑی روکی اور بغیر کچھ کہے گاڑی سے نکلا اور عروہ کہ سائیڈ پر آکر دروازہ کھولا اور اس کی کلائی سختی سے اپنے شکنجے میں لے باہر نکالا اس دوران کئی چوڑیاں عروہ کی کلائی زخمی کر چکی تھیں ہلکی سی چیخ کے ساتھ عروہ نے اذیت سے آنکھیں میچ لیں مگر

روحان اسے کھینچتا ہوا گھر کا لاک کھولتا اندر داخل ہوا واپس دروازہ بند کرنے کے بعد وہ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر عروہ کو لیے اندر داخل ہوا اور بے دردی سے اسے فرش پر پٹخا

"کیوں آنسو نہیں تھم رہے تمہارے۔۔؟؟"

وہ درد سے کراہ اٹھی تھی مگر روحان کی دھاڑ پر سہم کر خاموش رہی

"اپنی رخصتی پر رو رہی ہو یا اپنے عاشق سے جدائی پر۔۔؟؟"

وہ اب مسلسل انگریزی میں عروہ کو گھٹیا الفاظ سے نواز رہا تھا

الفاظ تھے یا ہتھوڑے

عروہ کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے اس قدر گھٹیا الفاظ، اس قدر حقارت تھی

"میں صرف زامن ماموں کی وجہ سے رات سے خاموش ہوں۔۔ کہ ان کی عزت نہ اچھالی جائے۔۔ ورنہ میرا جی چاہ رہا تھا تمہارا حشر کر دوں۔۔"!

وہ فرش پر عروہ کے پاس گھٹنے کے بل بیٹھتے ہوئے اس کا چہرہ سختی سے دبوچے غرایا تھا جبکہ عروہ کی انکھیں اتنی سختی پر ابل اٹھیں

"میں تم جیسی گھٹیا لڑکی ڈیزرو نہیں کرتا تھا۔۔ مگر۔۔"!!

وہ دھاڑتا ہوا عروہ کو ایک جھٹکے سے دوبارہ فرش پر پٹخا اٹھا جبکہ عروہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا روحان نے اتنا شدید ردعمل دیا تھا وہ مسلسل کانپتی ہوئی اسے اب میز پر پہلے سے ہی سجا مکروہ مشروب اپنے حلق میں اتارتا دیکھ رہی تھی

"کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟؟"

وہ شراب کی بوتل واپس میز پر پٹختا لڑکھڑاتے قدموں سے پھر اس کے قریب آیا

"ممم میں۔۔ نن نے۔۔ کک کچھ۔۔ نن نہیں۔۔ کک کیا۔۔"!

وہ روحان کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر پیچھے کی طرف ہوتی ہوئی بمشکل الفاظ ادا کر پائی

"تم کیا ہو یہ جان چکا ہوں میں۔۔ جو لڑکی رات کے پہر نامحرموں سے ملاقاتیں کرتی ہے۔۔ اس سے زیادہ پنچ اور گھٹیا کون ہو سکتا ہے۔۔ عروہ میڈم ۔۔ یہ پارسائی اور معصومیت کا ڈرامہ ختم تمہارا۔۔"

وہ اس کی گردن کو دبوچے چیخ رہا تھا جبکہ عروہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی

"مجھے گھن آرہی ہے تمہارے وجود سے۔۔"!

وہ حقارت بھرے انداز میں غرایا

"بتاؤ کون عاشق تھا اس رات تمہارے ساتھ۔۔ کیا کیا اس نے تمہارے ساتھ ۔۔؟"

وہ منہ سے انگارے نکال رہا تھا جس سے عروہ کا دل سمیت وجود جل رہا تھا

"پلیز چھوڑ دیں۔۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔۔"!

وہ اپنی گردن سے اس کے ہاتھ ہٹاتی بولی تھی اس کے نازک وجود پر روحان کے الفاظ کیل پیوست کر رہے تھے

"بہت آگ لگی ہوئی ہے نا تمہیں۔۔؟؟ دوسرے مردوں کو اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے۔۔ کتنے عاشق ہیں تمہارے۔۔؟؟"

وہ اب اس کے چہرے پر پے در پے تھپڑ رسید کرتا پوچھ رہا تھا جبکہ عروہ اس کا ہاتھ روکنے کی کوشش میں مزید اسے طیش دلا رہی تھی

"میں آج تمہاری ایسی آگ بجھاؤں گا پھر کسی مرد کو دیکھو گی بھی نہیں۔۔"!

دوپٹہ سختی سے اس کے سر سے سرکا کر وہ اسے باہوں میں بھر کر بیڈ پر لا چکا تھا جبکہ عروہ اس کی حرکات و سکنات دیکھتی جی جان سے کانپ گئی

"نن نہیں۔۔ مم میں۔۔۔نے کچھ نہیں کیا۔۔آپ کو غلط فہمی ہ۔۔"

ابھی الفاظ عروہ کے لبوں پر تھے کہ روحان کے بھاری ہاتھ کا تھپڑ پڑنے سے وہ خاموش ہو گئی

"خبردار اگر کوئی جھوٹ بولا۔۔میں تمہاری باتوں میں نہیں آنے والا۔۔"!

دوپٹے کو ایک جھٹکے سے اس کے سر سے کھینچ کر وہ دور اچھال چکا تھا اور آنکھوں میں نفرت لیے عروہ کے وجود پر جھکا وہ مزاحمت کرتی کرتی چیختی چلاتی روحان کی گرفت میں نڈھال سی ہو گئی مگر وہ جنونی انداز میں اس کے اور اپنے مابین رشتے کا تقدس اور عروہ کے وجود کی دھجیاں اڑا چکا تھا

//////////////////////////

اس کی آنکھ مسلسل بجتے فون کی وجہ سے کھلی تھی کروٹ لے کر اس نے بمشکل آنکھیں وا کیں اور سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر کان سے لگایا

"ہیلو۔۔"!

نیند میں ڈوبی آواز کمرے میں گونجی مگر بائیں طرف فرش پر موجود وجود نے کوئی حرکت نہ کی

"بھائی کہاں ہیں آپ۔۔؟؟ کب سے فون کر رہی ہوں۔۔"!

اب وہ چادر میں لپٹی عروہ کے وجود پر نگاہیں گاڑے مریم کی بات سن رہا تھا

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے بیٹا۔۔ عرش نے تو نہیں کہا تمہیں کچھ۔۔؟"

اس کی آواز میں پریشانی تھی

''اوہو بھائی۔۔انہوں نے کچھ نہیں کہا۔۔آپ مجھے بتائیں عروہ کہاں ہے۔۔ اس سے بات ہی کروادیں۔۔''!

مریم کچھ تفتیش سے بولی

''عروہ!! وہ سو رہی ہے۔۔''!

روحان کے سفید جھوٹ پر عروہ نے پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر سر جھٹک کر نگاہوں کا رخ پھیر لیا

''اچھا۔۔آپ مجھے ابھی اپنے گھر کا ایڈریس سینڈ کریں۔۔ ہمیں ناشتہ لے کر آنا ہے۔۔''!

وہ بولی تو روحان بوکھلا گیا

"مریم اتنی صبح صبح۔۔؟"

"بھائی گیارہ بج رہے ہیں۔۔"

مریم نے جیسے اسے اطلاع دی

"ناشتہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔۔ ہم خود کرلیں گے۔۔اچھا سنو۔۔ میں خود ہی لے آؤں گا عروہ کو حویلی۔۔ تم فکر مت کرنا۔۔اور عرش اگر کچھ کہے تو مجھے بتانا۔۔ میں اسے سیدھا کرلوں گا۔۔ آخر کو اب اس کی ڈور میرے ہاتھ میں جو ہے۔۔"

وہ عروہ کے سکڑے سمٹے وجود کو دیکھتا جاتا ہوا گویا ہوا

تو مریم کو بے چینی ہوئی

"بھائی آپ مجھے ڈرا رہے ہیں۔۔" !

جانے کیوں اس کا دل بے قرار ہوا تھا روحان کا سرسراتا لہجہ اسے ہزار خدشات میں ڈال رہا تھا

"مریم بلکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بیٹا۔۔ میں زامن ماموں کو کال کرلوں گا۔۔ بس تم اپنا خیال رکھنا۔۔"!

وہ اس کی پریشانی محسوس کرتا تسلی دے کر فون بند کر چکا تھا اور فرش پر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سپاٹ چہرہ لیے سکڑی سمٹی بیٹھی عروہ کی جانب بڑھا جس نے اپنے برہنہ وجود کو بڑی چادر سے ڈھانپا ہوا تھا

"اس طرح اجڑی ہوئی حالت میں کیوں بیٹھی ہو۔۔ شوہر

ہوں تمہارا۔۔ رات جو کچھ ہوا وہ حق تھا میرا۔۔"!

وہ خود ابھی بھی محض سیاہ ٹراؤزر پہنے شرٹ کے بغیر تھا عروہ کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ کر جب مغرور اور متکبر انداز میں دبی دبی آواز میں غرایا تو عروہ نے جھکا سر اٹھایا اور اپنی سوجی ہوئی سرخ آنکھوں سے روحان کو دیکھا

"جو انداز رات کو آپ کا تھا۔۔ وہ شوہر کا تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔ بلکہ درندے اور وحشیوں کی طرح میرا وجود نوچا ہے آپ نے۔۔"!

وہ جب اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تو انداز میں نفرت ہی نفرت تھی اس کی بات پر روحان نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا لمبے بالوں نے اس کے وجود کو چھپا رکھا تھا مگر گالوں پر انگلیوں کے نشان نقش تھے ہونٹ سوجے ہوئے اور زخمی تھے گردن پر جگہ جگہ کٹ کے نشان واضح تھے بازوؤں پر تو انگنت جلنے کے ،کاٹنے کے اور انگلیوں کے نشانات تھے ایک پل کو تو روحان کو عروہ کی یہ حالت دیکھ کر نگاہیں جھک گئیں

"ڈرامہ ختم کر و اپنا۔۔اور فریش ہو جا کر۔۔"!

وہ نگاہیں چرا کر بولا تھا اس مرتبہ لہجہ نرم تھا مگر عروہ ہنوز اسی طرح بیٹھی رہی تو روحان کے ماتھے پر بل پڑے

”سنائی نہیں دے رہا تمہیں۔۔؟ فوراً اٹھو۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔“!

وہ اسے آنکھیں دیکھاتا اس مرتبہ دھاڑا

”آپ سے برا میں نے واقعی کوئی نہیں دیکھا۔۔“

وہ بڑبڑائی تھی مگر آواز اتنی بلند تھی کہ روحان نے سن لی

”رات تک تو تمہاری زبان نہیں تھی۔۔ مگر آج تو بہت چل رہی ہے۔۔“!

وہ کچھ تمسخرانہ انداز میں گویا ہوا تھا

"رات تک میرے دل میں کم از کم آپ کے لیے عزت تھی۔۔ شوہر کی حیثیت سے احترام تھا مگر۔۔ آپ نے ہمارے رشتے کا تقدس پامال کر دیا۔۔ اب میرے دل میں کبھی آپ کے لیے عزت نہیں آسکتی۔۔ میں ڈیڈ کو سب بتا دوں گی۔۔ جو سلوک آپ نے میرے ساتھ کیا ہے۔۔"!

روحان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولتے ہوئے اس کی آواز روند گئی

وہ جو چہرہ کل تک دنیا جہان کی معصومیت اور حسن سمیٹے ہوئے تھا وہ آج زخمی تھا ایک رات میں ہی اس کے چہرے کی شادابی کہیں دب گئی تھی

"کیا بتاؤ گی۔۔ ہاں۔۔ کیا بتاؤ گی۔۔ میں تمہاری زبان نہ کاٹ دوں۔۔"!

عروہ کی بات نے تو اسے طیش ہی دلا دیا تھا وہ اس کا چہرہ دبوچے چیخا

"یہی کہ آپ نے مریم بھابھی کی وجہ سے میرے ساتھ نکاح کیا۔۔تاکہ عرش بھائی مریم بھابھی کو کبھی نہ چھوڑیں۔۔میرے ذریعے آپ عرش بھیا کو یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ اگر انہوں نے مریم بھابھی کو چھوڑا تو آپ میرے ساتھ برا سلوک کریں گے۔۔"!

وہ جو رات سے انگریزی میں گالیاں بکتے ہوئے روحان نے اپنے نکاح کرنے کی وجہ اسے بتائی تھی تبھی اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ روحان نے محض مریم کی وجہ سے اس کے ساتھ نکاح کیا ہے

"ہاں۔۔مریم کے لیے میں نے تم جیسی بدکردار لڑکی کو قبول کیا ہے ورنہ میں تمہیں کبھی بیوی نہ بناتا۔۔"!

وہ لہجے میں حقارت لیے گویا ہوا

"مجھ پر ظلم کر کے اپنی بہن کی خوشیوں کی ضمانت چاہتے ہیں آپ۔۔؟؟آپ جیسے بزدل مرد پر آفرین ہے۔۔"!

وہ چہرہ بلند کیے تڑخ کر بولی

"ہاں۔۔اب تم دیکھنا۔۔ عرش شاہ اپنی دوسری بیوی کو کیسے طلاق دیتا ہے۔۔ !"

وہ ہنسا تھا جبکہ عروہ کو اس وقت اس سے زیادہ نفرت اپنے سامنے بیٹھے شخص سے محسوس ہوئی

"آپ کو کیا لگتا ہے ایسے مریم بھابھی خوش رہیں گی؟؟ان کی خاطر آپ نے میری زندگی خراب کردی۔۔ خدا میرا حساب لے گا آپ سے۔۔"

وہ روتے ہوئے لہجے میں بے شمار دکھ لیے بولی تھی

"تم مجھے اور میری بہن کو بددعا دے رہی ہو۔۔؟"

روحان نے آبرو آچکا کر پوچھا ساتھ کی عروہ کا بازو اس شدت سے دبایا کہ وہ کراہ اٹھی

"میں اپنا معاملہ خدا پہ چھوڑ رہی ہوں۔۔"!

وہ سختی سے اپنے ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتی گویا ہوئی

"تمہاری اور تمہارے بھائی کی زندگی کی ڈور تو اب میرے ہاتھ میں ہے۔۔"!

"کیوں میری زندگی خراب کردی آپ نے۔۔ میرے ڈیڈ آپ کو اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتے تھے۔۔"!

وہ ٹوٹ گئی تھی بکھرے بکھرے وجود سمیت سسک کر بولی

"مجھے میری بہن سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔۔! بچپن سے لے کر آج تک جانے کیسے اس نے وقت گزارا ہے۔۔؟ کون کرتا ہے پرائی اولاد کا۔۔ عرش شاہ کی دوسری شادی سے ثابت ہو چکا ہے کہ کتنی پرواہ ہے سب کو مریم کی۔۔"!

"رامین آنی اور علی چاچو نے اپنی اولاد کی طرح پالا نہیں۔۔ مام ڈیڈ نے عرش بھائی کے ساتھ ان کی شادی کروادی کہ وہ مریم بھابھی کی اپنی اولاد کی طرح فکر کرتے ہیں۔۔ واقعی کوئی کسی دوسرے کی اولاد کی پرواہ نہیں کرتا۔۔ مگر پھر بھی آج تک کبھی بھی مریم بھابھی کو مام ڈیڈ سمیت کسی نے کچھ محسوس نہیں ہونے دیا۔۔ چاہیں تو پوچھ لیجیے گا۔۔ اس کے باوجود آج آپ آکر یہ کہہ رہے ہیں کہ

کسی کو مریم بھابھی کی پرواہ نہیں تو یہ غلط بات ہے۔۔ جتنا میرے ڈیڈ اور مام نے کیا ہے اتنا کوئی بھی نہیں کرتا۔۔ عرش بھیا نے مریم بھابھی کو دنیا کی ہر خوشی دی ہے۔۔ عرش بھائی کی لائف میں امل کی موجودگی بھی مریم بھابھی کی عزت مقام کم نہیں کر سکتی۔۔ عرش بھیا کے اٹھائے گئے قدم سے مام ڈیڈ ابھی تک ان سے خفا ہیں۔۔ کیونکہ انہیں لگتا ہے کہ مریم بھابھی کے ساتھ غلط ہوا ہے۔۔ وہ اپنی اولاد کی طرح فکر کرتے ہیں مریم بھابھی کی۔۔ کم از کم اتنی سمجھ ہونی چاہیے تھی آپ کو۔۔ میری زندگی کیوں داؤ پہ لگا دی آپ نے۔۔"

وہ بولتی ہوئی آخر میں سسک کر رونے لگی

"بس کرو اپنے ڈرامے۔۔ تمہاری باتوں میں نہیں آنے والا میں۔۔"

وہ سر جھٹک کر عروہ کو جھنجھوڑ کر بولا تو وہ اسے افسوس سے دیکھنے لگی

"خدا کے عذاب سے ڈریں۔۔ میں بے قصور ہوں۔۔ ظلم کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ۔۔"!

وہ درد کی شدت کے باوجود چیخ کر بولی

"تم بے قصور ہو۔۔؟؟تم۔۔؟؟مجھے بتاؤ کون تھا اس رات تمہارے ساتھ۔۔ ؟اس رات کس کے ساتھ تھی تم۔۔؟"

وہ اب اس کے بالوں کو اپنے سخت شکنجے میں لیتے ہوئے پوچھ رہا تھا اس کی بات پر عروہ کے لب تو بلکل خاموش تھے مگر آنکھیں ضرور برس پڑیں

"رات سے اسی عاشق کے لیے آنسو بہا رہی ہو نا تم۔۔ تم جیسی گھٹیا اور بدکردار لڑکی پر میں لعنت بھیجتا ہوں۔۔"!

وہ اس کے بالوں پر گرفت سخت کرتا دھاڑا تو عروہ نے اسے افسوس سے دیکھا

”لعنت تو آپ کی مردانگی پر ہے۔۔!! اور کیوں ہے یہ بھی آپ جانتے ہیں۔۔ اور مجھے کمزور مت سمجھیں۔۔ میں اس وقت صرف مجبور ہوں۔۔“!

درد کی شدت محسوس کرتی وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولتی روحان کو حیران کر گئی

”بدزبان۔۔ بدکردار لڑکی۔۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔۔“!

وہ اب اسے تھپڑوں اور ٹھوکروں پر رکھ چکا تھا

وہ روتی سسکتی مام ڈیڈ کو پکارتی رہی مگر جس طرح گزشتہ رات کو روحان کو اس پر ترس نہ آیا تھا ابھی بھی وہ بے حس بنا رہا اور پورا کمرا عروہ کی درد خراش چیخوں سے گونجتا رہا

//////////////////////////////

جب سے روحان عروہ کو رخصت کر کے لے کر گیا تھا شاہ حویلی کی رونق بھی جیسے ساتھ لے گیا تھا جو گھر کل تک شادی کی رونق میں مصروف تھا آج بلکل سناٹا تھا حورین تو رات سے اک پل بھی سو نہ پائی تھی اور بے چینی سے ٹہل رہی تھی سب نے انہیں بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ عروہ اپنے شوہر کے ساتھ ہے اپنے محافظ کے ساتھ ہے اس میں پریشانی کی کیا بات ہے مگر وہ بے قرار تھیں صبح ہوتے ہی مریم کو روحان کو فون ملانے کو کہا جب ملایا تو آگے سے روحان کا جواب سن کے مایوسی ہوئی

زامن شاہ بھی رات سے کمرے میں بند تھے جانے کیوں انہیں بھی بے قراری ہو رہی تھی

عرش شاہ کی چھٹی ختم تھی جس بنا پر اسے آج لازمی نکلنا تھا مگر روحان، عروہ کو لے کر جو غائب ہوا تھا اس بات نے اسے بھی اک پل کو سکون نہ لینے دیا تھا

"مم میری بھائی سے بات ہوئی ہے۔۔وہ کہہ رہے تھے کہ۔۔وہ خود عروہ کو لے کر یہاں آئیں گے۔۔"

مریم، عرش کو رات سے بلکل خاموش پا کر مخاطب کرتی جھجھک رہی تھی

"ہمم۔۔مگر یہ کوئی سمجھداری نہیں ہے کہ روحان ہم میں سے کسی کی کال بھی اٹینڈ نہیں کر رہا۔۔مام بہت زیادہ پریشان ہیں۔۔"!

وہ کنپٹی کو دباتے ہوئے بولا

"آپ فکر نہیں کریں۔۔ عروہ بلکل ٹھیک ہے۔۔"!

مریم نے عرش کے چہرے پر سخت تاثرات دیکھتے ہوئے کہا

"بہت ہی کوئی گھٹیا حرکت کی ہے روحان نے۔۔ آخر اسے مسئلہ کیا ہوا ہے بیٹھے بیٹھائے۔۔؟؟ وہ نکاح سے پہلے بھی تو اپنے ارادے بتا سکتا تھا۔۔"

عرش دبے دبے غصے میں بولا تو مریم کچھ خوفزدہ ہو کر اسے دیکھنے لگی

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔ عروہ اپنے شوہر کے ساتھ ہے۔۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔۔؟"

مریم نے عرش شاہ کی سرخی مائل آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا

"مریم مام کا حال دیکھو۔۔ ٹھیک ہے ہم نے نکاح کر کے بھیجا ہے مگر۔۔ روحان چاہتا کیا ہے۔۔؟ کیوں ہماری بات نہیں کروا رہا عروہ سے۔۔؟"

اس مرتبہ عرش شاہ کی آواز میں سختی تھی

"شاہ جی اس میں میری کیا غلطی ہے؟ آپ مجھ پہ کیوں غصہ کر رہے ہیں۔۔"

وہ کچھ بلند آواز میں بولی تو عرش نے اسے دیکھا

"مریم میں آپ کو کچھ نہیں کہہ رہا۔۔ سوری میں بس عروہ کی وجہ سے پریشان ہوں۔۔"!

"آپ عروہ کی وجہ سے میرے ساتھ ایسے بات کیا کریں گے اب۔۔؟"

وہ کسی صورت بھی اپنے اور عرش کے رشتے میں تلخی برداشت نہیں کر سکتی تھی

"یہ تمہارے بھائی کی سوچ ہے۔۔ میری نہیں۔۔ وہ تمہارے اور میرے رشتے کو، عروہ اور اپنے رشتے کے ساتھ تول رہا ہے۔۔ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا ۔۔ میرے لیے بیوی، بیوی کی جگہ ہے اور بہن، بہن کی جگہ۔۔ یہ میری تربیت میں نہیں شامل۔۔ کہ بہن کی خاطر بیوی کے ساتھ زیادتی کر جاؤں۔۔"!

ناچاہتے ہوئے بھی مریم کی بات نے عرش کو دکھ دیا اور وہ تلخی سے گویا ہوا

"بھائی ایسا کچھ نہیں کر رہے۔۔ آپ انہیں غلط سمجھ رہے ہیں۔۔"!

وہ کچھ شرمندہ سی بولی تھی

"دعا کرو مریم۔۔ میری بہن بلکل ٹھیک ہو ورنہ۔۔"!

اس نے بات اُدھوری چھوڑی تو مریم کی سانسیں بے ترتیب ہوئیں

"ورنہ کیا شاہ جی۔۔؟؟ ورنہ آپ مجھے روحان شاہ کی بہن ہونے کی سزا دیں گے ۔۔؟؟"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے پوچھ رہی تھی

"بے غیرت یا کمزور مرد نہیں ہوں جو ایسا کروں میں۔۔ کہا ہے نا میں نے کہ کسی ایک رشتے کی خاطر دوسرے کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتا میں۔۔ کیا ان تین چار سالوں میں اتنا جانا ہے آپ نے مجھے۔۔؟"

وہ اب نرمی سے استفسار کر رہا تھا

"جب سے آپ نے میرے برابر کسی لڑکی کو اپنی زندگی میں مقام دیا ہے تب سے ہر قسم کی سوچ آنے لگی ہے میرے دل میں۔۔"

ضبط کے باوجود مریم کی آنکھیں چھلک پڑیں

"خدا کی قسم مریم۔۔ میری زندگی میں آپ کی برابری کوئی نہیں کر سکتا۔۔ پلیز اپنے دل سے یہ سارے خدشات نکال دیں۔۔"

وہ مریم کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتا بولا

"آج نہیں تو کل یا جب امل آپ کو اولاد کی خوشی دے گی تو۔۔ آپ اپنے یہ الفاظ بھول جائیں گے۔۔"!

وہ عرش کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتے ہوئے گویا ہوئی

”اولاد سب کچھ نہیں ہے میرے لیے۔۔پلیز مریم میرا یقین کریں میں صرف آپ کا ہوں صرف آپ کا۔۔ باقی امل والا معاملہ میں بہت جلدی ختم کر دوں گا ۔۔“

وہ اسے یقین دلاتا ہوا بولا

”میں آپ کو اولاد نہیں دے سکتی۔۔اور جس عورت میں یہ کمی ہو۔۔وہ زیادہ دیر تک مرد کے دل میں نہیں رہ سکتی۔۔ آج نہیں تو کل آپ کو اولاد چاہیے ہو گی پھر آپ مجھے بھول جائیں گے“

وہ نگاہیں چرا کر آنسو چھپاتی بولی

”میں خود کو بھول سکتا ہوں مگر آپ کو نہیں مریم۔۔اچھا بتائیں اگر یہ کمی مجھ میں ہوتی تو کیا آپ مجھے اکیلا چھوڑ دیتی۔۔؟؟“

عرش کے اچانک سوال پر مریم نے اسے دیکھا

”جواب دیں۔۔“!

مریم نے نفی میں سر ہلایا

”تو پھر میں بھی آپ سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں۔۔پلیز میرا یقین کر لیں۔۔ میں جانتا ہوں آپ کس سچویشن سے گزر رہی ہیں۔۔لیکن میری یا گھر والوں کی طرف سے کبھی کوئی مسلئہ نہیں ہو گا۔۔کوئی آپ کو کبھی کچھ نہیں کہے گا۔۔

“!

وہ اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں تھامے سچائی سے گویا ہوا تو مریم کو عرش کے انداز اور لہجے نے پر سکون کر دیا

"آپ کی پیکنگ کر دی ہے میں نے۔۔"!

مریم نی بات پر عرش نے محض سر ہلایا اور جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا بیگ اٹھائے کمرے سے نکل پڑا

مام ڈیڈ سے ملتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی بیٹی کی ایک دن کی جدائی نے ان دونوں کو کس قدر ہلکان کر دیا تھا

"تم پریشان مت ہونا۔۔ میری روحان سے بات ہوئی ہے ابھی۔۔ وہ کچھ دل میں عروہ کو لے کر آجائے گا۔۔"!

جاتے ہوئے زامن شاہ نے اسے اطلاع دی

"مگر ڈیڈ۔۔"!

کہنا تو وہ بہت کچھ چاہتا تھا مگر زامن شاہ کا شکست زدہ سا انداز اسے خاموش رہنے پر مجبور کر رہا تھا

//////////////////////////////

اسے اسلام آباد پہنچتے ہوئے رات ہو چکی تھی سفر اس کا سارا مضطرب گزرا تھا بہت سی پریشانیاں وہ اپنے ساتھ لیے ہوئے تھا

فلیٹ کا دروازہ کھول کر جب وہ اندر داخل ہوا تو اندھیرے نے اس کا استقبال کیا
بے ساختہ اس کے ماتھے پر بل پڑے موبائل کی ٹارچ سے سوئچ بورڈ ڈھونڈا اور
لائٹ آن کی اب نظریں امل کو ڈھونڈ رہی تھیں

وہ دروازہ لاکڈ کرتا قدم قدم چلتا کچن میں آیا اس دوران وہ اپنا بیگ رکھ چکا تھا کچن
بلکل خالی تھا بلکل صاف ستھرا، پھر کچھ حیرت سے اس نے لاؤنج کو دیکھا ہر چیز
بڑی صفائی سے رکھی گئی تھی اب وہ اپنے کمرے کے ساتھ والے کمرے کی
جانب بڑھا کیونکہ اس کا کمرا تو لاکڈ تھا وہ جاتے ہوئے اپنا کمرا لاک کر کے گیا تھا

اس دوسرے کمرے میں محض ایک سنگل بیڈ تھا اور امل بیڈ پر سکڑی ہوئی لیٹی
تھی عرش اس کی سمت بڑھا چہرہ سرخ، اور نقاہت بھرا تھا جیسے بیمار ہو جھک کر
اس نے امل کا ماتھا چھوا جو حرارت کا پتہ دے رہا تھا کمرے میں خنکی تھی مگر امل
کے اوپر کوئی بلینکٹ نہ تھا اس نے نگاہیں دوڑائیں تو اسے کوئی بلینکٹ نظر نہ آیا وہ
واپس مڑا اور دوسرے کمرے کا لاک کھولا اپنے بیڈ سے بلنکٹ لا کر اس نے امل

پر اوڑھایا اور پھر اس کا شانہ ہلایا مگر وہ بخار کی شدت سے شاید اپنے ہوش میں نہیں تھی

"امل ۔۔اٹھو۔۔آنکھیں کھولو۔۔"!

ذرا جھک کر اس نے اس کا تپتا بال تھپتھپایا تو امل آنکھیں بند لیے کچھ بڑبڑانے لگی مگر بہت کوشش کے بعد بھی عرش کو سمجھ نہ آئی وہ کیا کہہ رہی ہے

ایک تو وہ پہلے ہی پریشان تھا اور اب امل کی یہ حالت دیکھ کر اسے مزید کوفت ہونے لگی کچھ سوچ کر اس نے موبائل پر شازل کا نمبر ڈائل کیا اور اسے فوری اپنے ساتھ ڈاکٹر کو لانے کا کہا اگلے چند لمحوں میں شازل ڈاکٹر کے ساتھ موجود تھا اور اب ڈاکٹر امل کا معائنہ کر رہا تھا

"بخار بہت تیز ہے اس لیے یہ ہوش میں نہیں ہیں۔۔آپ کو بہت خیال رکھنا ہے ان کا۔۔ورنہ دماغ پر اثر بھی ہو سکتا ہے۔۔انجیکشن لگا دیا ہے انشاءاللہ جلدی اتر جائے گا بخار۔۔اور ان کے کھانے پینے کا خیال رکھیں۔۔کمزوری کی وجہ سے یہ حالت ہے ان کی۔۔"

ڈاکٹر نے جاتے ہوئے اسے دوائیوں کی پرچی تھما دی جو عرش شاہ نے بے زاری سے تھام لی شازل عرش کی بے زاری محسوس کرتا افسوس سے اسے دیکھنے لگا

"شرم تو نہیں آرہی ہو گی۔۔ایس پی صاحب آپ کو۔۔؟؟"

شازل نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے طنز کیا تو عرش نے ماتھے پر بل ڈالے اسے سوالیہ نظروں سے گھورا

"کیا حال کیا ہے تم نے اس کا۔۔مانتا ہوں اس نے غلط کیا ہے تمہارے ساتھ ۔۔ مگر کب بدلا پورا ہو گا تمہارا۔۔؟"

شازل نے کمبل میں لپٹی امل کی سمت اشارہ کرتے ہوئے عرش سے پوچھا

"بدلا ابھی میں نے لیا کہاں ہے۔۔الٹا میرے گلے پڑ گئی ہے یہ۔۔میرے ماں باپ سیدھے منہ بات نہیں کر رہے مجھ سے۔۔میری بیوی اذیت میں ہے میری وجہ سے۔۔دل چاہ رہا ہے ختم کر دوں اس فساد کی جڑ کو۔۔"

وہ اپنے لہجے میں دنیا جہان کی بے زاری لیے گویا ہوا

"عرش زیادتی کر رہا ہے یہ تو۔۔ایک بیوی سے اتنا پیار اور دوسری کے ساتھ ایسا سلوک۔۔تو اکیلا چھوڑ کر کیوں گیا۔۔ تمہیں شرم نہیں آتی ایسی حرکت

کرتے ہوئے۔۔جو بھی ہے مگر اب یہ تمہاری بیوی ہے۔۔اسے محبت نہ سہی۔۔ کم از کم انسان تو سمجھ۔۔"

شازل سر ہلاتا بول رہا تھا

"صحیح کہا تم نے امل بیوی ہے میری۔۔اور جو اس نے کیا ہے اس کی سزا دینے کا بھی پھر مجھے حق ہے۔۔کچھ ظلم نہیں کر رہا میں اس کے ساتھ۔۔یہ صرف اپنا کیا بھگت رہی ہے۔۔"

عرش نے اپنا دامن بچایا

"میرے خیال سے اتنی سزا کافی تھی۔۔پلیز اسے بیوی صرف کہو مت سمجھو بھی۔۔کیا معلوم تمہارے دوسرے نکاح میں خدا کی کوئی مصلحت ہو۔۔"

شازل نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

"شازل تم جا سکتے ہو اب۔۔"

وہ دروازے کی جانب اشارہ کرتا بولا تو شازل نے عرش کا جذبات سے عاری چہرہ دیکھا اور غصے میں کہتا گھر سے چلا گیا

"جا ہی رہا ہوں میں۔۔"

شازل کے جانے کے بعد عرش نے باہر کا دروازہ لاک کیا اور دوبارہ امل کی سمت بڑھا

اور پھر اگلے دن وہ سو کر اٹھا تو امل کو دیکھنے دوسرے کمرے میں آیا وہ ابھی بھی سو رہی تھی ماتھا چھو کر دیکھا تو بخار اتر چکا تھا

اپنے لیے چائے بنانے کے بعد اس نے ٹوز سینکے اور پلیٹ میں نکال کر ناشتہ کرنے لگا تو بے اختیار امل کا خیال آیا ٹرے اٹھا کر امل کے پاس آیا اور ٹیبل پر رکھ کر اسے جگانے لگا

"امل۔۔آنکھیں کھولو۔۔"!

امل کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر وہ اسے پکار رہا تھا امل نے تھوڑی سی آنکھیں وا کیں اور اپنے سامنے عرش کو دیکھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے عرش کے بغیر یہ دن اس نے اس تنہائی میں کیسے گزارے تھے یہ وہی جانتی تھی

عرش نے اسے سہارا دے کر بیٹھایا اور بریڈ کے چھوٹے چھوٹے نوالے بنا کر اسے کھلانے لگا جبکہ امل بھی دو دن سے بھوکی تھی عرش کی اس عنایت پر

خاموش رہی اور آہستہ آہستہ کھاتہ رہی پھر عرش نے اسے چائے کا کپ پکڑایا جو امل نے کچھ بھی کہے بغیر لبوں سے لگا لی اور گھونٹ بھرنے لگی

"تھینک یو۔۔"!

وہ واپس جانے کو مڑا تھا جب امل کی مدھم آواز میں بولے گئے الفاظ نے اسے مڑنے پر مجبور کیا

"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ مجھے تم سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔۔ بلکہ مجھے تم سے بے انتہا نفرت ہے۔۔ بلکہ ہر اس چیز سے نفرت ہے جو مریم کی اذیت کی وجہ بنے۔۔ مجھے تو اب خود سے بھی نفرت ہونے لگی ہے۔۔ صرف تمہاری وجہ سے۔۔"

عرش کے لہجے میں کیا کچھ نہ تھا ہتک، نفرت، بیزاری، امل نے دکھ سے آنکھیں میچ لیں

''میرا بس چلے تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارا گلہ گھونٹ دوں۔۔''

جاتے جاتے وہ اپنے الفاظ کے تیر امل کے سینے میں گھونپ کر گیا تھا پیچھے وہ بے آواز رونے لگی اسے ہر گزرتے لمحہ اپنی غلطیوں کا احساس دلا رہا تھا

/////////////////////////

اسے اسلام آباد واپس آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا اس ایک ہفتے میں وہ ایک سنگین کیس میں الجھا ہوا تھا، عروہ کی جانب سے بھی پریشانی ہنوز اپنی جگہ تھی روحان اسے لے کر ابھی تک حویلی نہیں آیا تھا

مریم اور مام سے اس کی تقریباً روز بات ہوتی تھی مام تو عروہ کے لیے بہت پریشان تھیں کہ بات کرتے ہوئے روپڑتیں ڈیڈ سے بھی اس کی بات ہو جاتی تھی وہ دبے دبے الفاظ میں عروہ کی جانب سے اپنی غلطی تسلیم کر چکے تھے جواباً عرش نے محض گہرا سانس لیا تھا مریم کے ذریعے وہ روحان کو منٹوں میں منظر عام پر لا سکتا تھا مگر وہ واقعی کسی بھی کشیدہ معاملے میں مریم کو نہیں لا سکتا تھا وہ ہنوز اپنی باتوں پر قائم تھا کہ بہن کی وجہ سے بیوی کے ساتھ زیادتی نہیں کرے گا

اس دوران امل کی طبیعت بھی ٹھیک ہو چکی تھی مگر ان دونوں میں اس دن کے بعد کوئی بات نہ ہوئی تھی یہاں تک کہ عرش شاہ باہر ہی کھانا کھاتا رات دیر سے گھر آتا اور اکثر تو کیس کی وجہ سے گھر ہی نہ آتا آج وہ کچھ فیصلہ کر کے وکیل کے دفتر آیا تھا

”جی ایس پی صاحب۔۔میں آپ کی ساری باتیں سمجھ رہا ہوں۔۔“

عرش نے جب اپنے اور امل کے نکاح کا سارا معاملہ بتایا تو جواباً وکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا

”میں اب اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔۔ کیونکہ مجھے فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔۔ مزید تاخیر کر کے ایک اور غلطی نہیں کرنا چاہتا۔۔“

وہ اس وقت سول ڈریس میں تھا قمیض کی آستینوں کو کہنیوں تک موڑتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا

”کیا آپ کی وائف ڈیوارس لینا چاہتی ہیں۔۔؟؟“

وکیل کے اچانک سوال پر عرش نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا

"ظاہر ہے وہ بھی یہی چاہے گی۔۔ کیونکہ ہمارا رشتہ آگے نہیں چل سکتا۔۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں۔۔ کہ نکاح کس طرح ہوا ہے۔۔"

عرش ماتھے پر بل ڈالے بولا

"آپ کی بات ٹھیک ہے شاہ صاحب۔۔ مگر میری ایک ایڈوائز ہے۔۔"

وکیل نے آگے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا

"جی بولیں۔۔؟"

"ابھی آپ کے نکاح کو ایک مہینہ بھی صحیح طرح نہیں ہوا۔۔ میری صلح ہے کہ آپ کچھ وقت لیں سوچنے کے لیے۔۔ آپ صاحب حیثیت ہیں۔۔ دوسری بیوی کو آرام سے رکھ سکتے ہیں۔۔ میری مانیں تو ابھی طلاق کے بارے میں فیصلہ

مت کریں۔۔ یہ واحد جائز کام ہے جو خدا کو پسند نہیں ہے۔۔ حکم ہے کہ اگر ذرا سی بھی گنجائش نکلے تو بیوی کے ساتھ صلح کر لو۔۔"

وہ اپنے تجربے کے مطابق عرش کو مشورہ دے رہے تھے

"سوچ لیں۔۔ سمجھ لیں۔۔ پھر فیصلہ کر لیجیے گا۔۔"

عرش کو پر سوچ انداز میں بیٹھے دیکھ کر وکیل دوبارہ بولا جبکہ عرش مضطرب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور مصافحہ کر کے باہر نکل گیا

///////////////////////////

وہ وکیل کے دفتر سے سیدھا گھر آیا تھا دو دن پہلے اس کو سرکاری گھر الاٹ ہوا تھا سرکاری گاڑی سے جب وہ اترا تو امل اسے لان میں پڑیں کرسی پر بیٹھی نظر آئی

خود بخود اس کے قدم اس کی جانب بڑھے جبکہ امل عرش کی گاڑی کی آواز سن چکی تھی اور اب عرش کو اپنی سمت آتا دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟"

لہجہ کسی بھی جذبے سے عاری تھا امل نا محسوس انداز میں دو قدم پیچھے ہوئی

"وہ میرا دل بہت گھبرا رہا تھا۔۔اس لیے بس۔۔"

وہ عام سے انداز میں گویا ہوئی تو عرش نے اسے جائزہ لیتی نگاہوں سے دیکھا وہ پچھلے تین دن سے ان دو سوٹس میں سے ایک میں تھی جو عرش نے اسے لا کر دیے تھے کیونکہ اس کے پاس پہننے کے لیے کپڑے نہ تھے

"میں تمہیں اپنے گھر میں برداشت کر رہا ہوں۔۔ یہ کافی نہیں ہے کیا تمہارے لیے۔۔؟ پورے گھر میں مہرانیوں کی طرح گھومنے کا کیا مقصد ہے تمہارا۔۔؟"

امل سے بات کرتے ہوئے خود بخود اس کا لہجہ اور انداز تلخ ہو جاتا تھا

"سوری۔۔"

وہ یک لفظی جملہ کہہ کر جانے کو مڑی

"کچھ دنوں میں ڈیوارس پیپرز تمہیں دے دوں گا۔۔ تب تک کمرے کی حد تک رہو۔۔"

وہ اس کی بات نظر انداز کرتا اب حکمیہ انداز میں گویا ہوا اور امل کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھنے لگا جو اس کی بات پر پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی

"ڈڈڈیوارس۔۔؟؟"

وہ ہکلائی تھی

"ہاں۔۔ڈیوارس۔۔!ایکچولی تمہیں تواحساس نہیں ہواہوگااپنی غلطیوں کا۔۔ کیونکہ تم ایک خود غرض لڑکی ہو۔۔اپنی بہن کااحساس تک نہیں کیاتم نے۔۔ مگرمجھے احساس ہوچکاہے کہ میں نے غصے میں تمہارے ساتھ نکاح کرکے اپناہی نقصان کیاہے۔۔اب صرف اپنی غلطی سدھارنی ہے۔۔"

وہ خاصے تلخ انداز میں بول رہاتھا

"پلیز ایسا مت کریں۔۔ آپ جو کہیں گے میں وہ کروں گی۔۔ لیکن ڈیوارس مت دیں۔۔ ماما۔۔ بابا مجھ سے بہت ناراض ہیں۔۔ میں کہاں جاؤں گی۔۔ پلیز مجھے مت چھوڑیں۔۔"

وہ باقاعدہ عرش کے سامنے گڑگڑانے لگی

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا امل۔۔؟ ہوش میں تو ہو۔۔؟"

عرش نے اسے ڈپٹا تھا

"میں پورے ہوش میں ہوں۔۔ میں ڈیوارس نہیں چاہتی۔۔ پلیز ایسا مت کریں میرے ساتھ۔۔ مجھے اپنی غلطیوں کا احساس ہے۔۔ اتنی بڑی سزا نہ دیں مجھے۔۔"

وہ عرش کے قریب آ کر منت سماجت کرتی بولی جبکہ امل کے رد عمل پر ورش کچھ حیرت زدہ تھا

مشرقی لڑکیوں جیسی سوچ کی تو وہ امل سے قطعی توقع نہیں کر رہا تھا

"اب یہ کون سا نیا ڈرامہ ہے تمہارا۔۔؟؟ تم تو نفرت کرتی تھی نا مجھ سے۔۔ پھر اب ایسا کیا ہو گیا۔۔ کہ الگ نہیں ہونا چاہتی۔۔؟ یہ کوئی سازش ہے نہ تمہاری۔۔؟"

اس کے لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ پلیز میرا یقین کریں۔۔ میں کوئی سازش نہیں کر رہی ہوں۔۔ پلیز مجھے ڈیوارس نہ دیں۔۔ پلیز۔۔"

وہ اب عرش کے آگے ہاتھ جوڑ کر نم آنکھیں لیے کہہ رہی تھی

"بکواس بند کرو اپنی۔۔ جو لڑکی اپنے ماں باپ کی عزت کو پیروں تلے روند دے۔۔ اپنی بہن کے گھر کو اجاڑنے کی سازش کرے۔۔ وہ میری کیسے ہو سکتی ہے۔۔ کیسے مان جاؤں کہ تمہیں احساس ہو گیا ہے اپنی غلطیوں کا۔۔؟"

وہ ہنوز سختی سے بول رہا تھا

"میری جان لے لیں۔۔ میرا گلہ گھونٹ دیں۔۔ مگر ڈیوارس نہ دیں۔۔ پلیز ۔۔ آپ کو خدا کا واسطہ۔۔ آپ کو خالہ کا واسطہ۔۔ مریم کا واسطہ۔۔ عروہ کا واسطہ ۔۔ پلیز ڈیوارس نہ دیں مجھے۔۔ آپ کہتے ہیں تو میں مریم سے معافی مانگ لوں گی۔۔"

وہ عرش کے سامنے روتی گڑگڑاتی بولی عرش نے اسے بغور دیکھا کیا یہ آنسو جھوٹے ہیں؟؟؟ کیا یہ لڑکی اسے بے وقوف بنا رہی تھی؟؟

"تم جانتی ہو میری زندگی میں مریم کے بعد کسی دوسری عورت کی گنجائش نہیں ہے۔۔ میری بیوی۔ میری محبت۔۔ سب کچھ مریم ہے۔۔ تمہیں تو کبھی بھی میں اپنی زندگی میں کوئی جگہ نہیں دے سکتا۔۔"

وہ اسے اپنے الفاظ سے بہت کچھ باور کروا رہا تھا

"میں آپ سے مریم کی جگہ کا مطالبہ نہیں کر رہی۔۔"

وہ نبی میں سر ہلاتی ہوئی گویا ہوئی

"پھر کیا چاہتی ہو۔۔؟"

عرش نے اسے کھوجتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

"صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ مجھے نہ چھوڑیں۔۔ باقی میں آپ سے کوئی حقوق نہیں چاہتی۔۔ بس آپ ڈیوارس نہ دیں مجھے۔۔"

وہ دھیمی آواز میں سر جھکائے بولی تو عرش چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بغیر کچھ کہے جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس مڑ گیا

////////////////////////////

"یااللہ میرے امتحان کب ختم ہوں گے۔۔؟ سب کچھ کب ٹھیک ہو گا۔۔ ؟؟"

مریم مصلے پر ہاتھ پھیلائے بیٹھی رو رہی تھی آنسو قطرہ قطرہ بہہ کر اس کے گال بھیگو رہے تھے

"میں تجھ سے شکوہ نہیں کر رہی۔۔ تو نے تو بن مانگے بہت کچھ دیا ہے مجھے۔۔ اگر ماں باپ کی شکل نہیں دیکھی میں نے تو۔۔ تو نے رامین ماما۔۔ علی پاپا جیسے ماں باپ کا پیار دیا مجھے۔۔ جنہوں نے کبھی مجھے اپنی اولاد سے کم نہیں سمجھا۔۔ حورین مما نے بھی بہت پیار دیا مجھے۔۔ ڈیڈ نے بھی۔۔ اشعل اور امل نے بہن بھائی کی کمی پوری کر دی۔۔ مجھے کبھی زندگی میں ماں باپ کی کمی یا اکیلے پن کا احساس نہیں ہوا۔۔

تیرا کرم یہاں بھی ختم نہیں ہوا۔۔ تو نے عرش جیسے محبت اور عزت کرنے والے شخص کو میرا شوہر بنا دیا۔۔ میں تیرا تیری رحمتوں نعمتوں پر جتنا شکر ادا کروں اتنا کم ہے۔۔ مگر اب یہ کیسی آزمائشوں کے در کھول دیے ہیں تو نے میرے اللہ۔۔ مجھ سے اگر کوئی خطا ہو گئی ہے تو معاف کر دے مجھے۔۔

ایک کے بعد ایک آزمائش۔۔بے اولادی جیسی آزمائش

سے نکال دے مجھے۔۔مالک کوئی معجزہ دیکھا دے۔۔میرے میں اور ہمت نہیں ہے سینے کی۔۔"

وہ ہاتھ پھیلائے تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی

"پتہ نہیں بھائی کیوں یہ سب کر رہے ہیں۔۔وہ عروہ کو کسی سے کیوں نہیں ملنے دے رہے۔۔یااللہ عروہ کو اپنے حفظ وامان میں رکھنا۔۔حورین مام کبھی بھی عروہ کا دکھ نہ دیکھیں۔۔"

اس کی آنکھوں کے سامنے حورین کا عکس آیا جو پچھلے کئی دنوں سے عروہ کو یاد کر کے روتی ہیں

”یہاں سب لوگ بہت اچھے ہیں میرے مالک۔۔ میں اولاد نہیں دے سکتی ان کو۔۔ مگر آج تک کسی نے مجھے اس بات کا طعنہ نہیں دیا۔۔ الٹا مجھے اس بات کے لیے پریشان نہیں ہونے دیتے۔۔ سمجھاتے ہیں کہ اس میں خالق کی کوئی مصلحت ہے۔۔“

”بس تو اس گھر سے۔۔ ہماری زندگیوں سے دکھوں کے سائے ہٹا دے۔۔ سب کی آزمائشیں، امتحان ختم کر۔۔ میرے شوہر کو اپنے حفظ وامان میں رکھ۔۔ زامن ماموں کو کبھی بیٹی کا دکھ نہ دیکھئے گا۔۔ انہوں نے ہمیں بہت مشکل وقت میں سہارا دیا تھا۔۔“

وہ ہچکیوں کے ساتھ روتی ہوئی بول رہی تھی

"پلیز بھائی۔۔ کچھ غلط مت کیجئے گا عروہ کے ساتھ۔۔ ورنہ میں کسی کے سامنے سر اٹھا کر نہیں چل سکوں گی۔۔"

روحان ابھی تک عروہ کو لے کر نہیں آیا تھا اور کسی نے بھی روحان کی بے حسی کی وجہ سے مریم کو کسی قسم کا کوئی طعنہ نہیں دیا تھا وٹہ سٹہ کے رشتے کا احساس نہیں دلوایا تھا ہاں مگر اسے روحان اور عروہ کی طرف سے بہت پریشانی تھی جانے کتنی دیر وہ سجدے میں آنسو بہاتی دعائیں مانگتی رہی

//////////////////////////

"ہیلو۔۔"!

کسی انجان نمبر سے مسلسل آتی کال پر اس نے گاڑی سڑک کے ایک طرف روکی اور جس کر کے موبائل فون کان سے لگا کر کہا

”کیسے ہیں سالے صاحب۔۔؟“

روحان کی آواز اور بات سن کر عرش نے موبائل کان سے ہٹا کر سکرین پر موجود نمبر پر ایک نظر ڈالی اور دوبارہ موبائل فون کان سے لگا لیا

”کیا ہوا خاموش کیوں ہو۔۔سالے صاحب ہی کہتے ہیں نا بیوی کے بھائی کو۔۔ آئی ایم رائٹ۔۔؟“

وہ طنزیہ انداز میں پوچھ رہا تھا

”عروہ کہاں ہے۔۔؟؟ کیسی ہے وہ۔۔ بات کرواؤ میری اس سے۔۔“

روحان کی بات یکسو نظرانداز کرتا وہ فکرمندی سے عروہ کے متعلق پوچھ رہا تھا

"پہلے برادران لا سے تو حال چال پوچھ لو پھر بہن کا حال پوچھنا۔۔ ویری سیڈ۔۔ اکلوتے بہنوئی کے لیے کوئی پروٹوکول نہیں۔۔"

وہ اس کی حالت کا مذاق اڑاتا اپنی کہے گیا جبکہ عرش کا دل چاہا وہ روحان کا منہ توڑ دے

"تم کیسے ہو۔۔؟"

بہت ضبط کرتے ہوئے اس نے پوچھا جبکہ جواباً روحان کا قہقہہ اسے سنائی دیا

"ٹھیک ہوں۔۔ بلکہ بہت خوش ہوں۔۔ تمہاری بہن کی قربت نے بڑا سکون دیا ہے مجھے۔۔ یو نو۔۔ پاکستانی لڑکیوں کی شرم وحیا سے ہی دل خوش ہو جاتا ہے۔۔ ایسی ان چھوئی لڑکی یورپ میں کہاں ملتی مجھے۔۔"

روحان کی اس قدر بے باک گفتگو عرش شاہ کیسے برداشت کر رہا تھا یہ وہی جانتا تھا

''عروہ سے بات کرواؤ میری۔۔''

مٹھیاں بھینچے اس نے کہا

''کروادوں گا بات۔۔ بلکہ ملوا بھی دوں گا۔۔پہلے تمہیں میری ایک بات ماننی ہو گی۔۔''

روحان، عرش کا دو ٹوک انداز محسوس کرتا شاطرانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہہ رہا تھا

"ہاں بولو۔۔"!

اس نے بے چینی سے پوچھا

"پہلے تمہیں اپنی دوسری بیوی کو طلاق دینی ہو گی۔۔اور اگر تم اسے طلاق نہیں دو گے تو مریم کو چھوڑ دو۔۔"

اس بار روحان کا انداز بھی سنجیدہ تھا

"تم نے سازش کی ہے۔۔؟ تم نے مجھے بے بس کرنے کے لیے عروہ سے نکاح کیا ہے۔۔؟؟"

وہ بے یقینی سے پوچھ رہا تھا

”ہاں۔۔تاکہ تمہیں احساس ہو سکے کہ ۔۔بہن جب دکھی ہوتی ہے تو بھائی کے دل پر کیا گزرتی ہے۔۔بہن اکیلی ہو اور دور ہو اس شخص کے ساتھ جو اسے کھلونا سمجھے۔۔“

روحان سرسراتے انداز میں بولا تھا

”میں مریم سے محبت کرتا ہوں۔۔اس کی عزت کرتا ہوں روحان۔۔میں کبھی اس کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتا۔۔ کبھی بھی۔۔ مگر تم اس سارے معاملے میں عروہ کو بیچ میں کیوں لے کر آئے۔۔ڈیم اٹ۔۔ معصوم تھی وہ بلکل۔۔زندگی برباد کر دی تم نے اس کی۔۔ صرف مجھے بے بس کرنے کے لیے۔۔اور اپنی بہن کی خوشیوں کے لیے۔۔؟“

عرش اس بار باقاعدہ چیخا تھا کیونکہ اب اسے معاملے کی گہرائی کا ادراک ہوا تھا

”ہاں۔۔میں نے اپنی بہن کی خوشیوں کے لیے کیا سب۔۔ورنہ تم نے تو یہ سمجھا تھا کہ اس کے آگے پیچھے کوئی نہیں ہے۔۔اولاد تو وہ تمہیں دے نہیں سکتی ۔۔کیوں نہ دوسری شادی کرلی جائے۔۔مریم کے ساتھ زیادتی کروگے تو کون سوال کرے گا۔۔“

وہ بھی چلا کر بولا تھا

”یہ تم نے کیا کیا ہے روحان۔۔میرے ڈیڈ تمہیں کیا سمجھتے تھے۔۔تم نے ان کا مان توڑ دیا۔۔میری بہن کے ساتھ بہت بڑا ظلم کیا ہے یہ تم نے۔۔بہت بڑا۔۔ بتاؤ کہاں ہے عروہ۔۔کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ۔۔؟“

عرش اپنے بالوں کو نوچتا حقیقتاً بے بسی کی انتہا پر تھا

”دوسری بیوی کو طلاق دے دو۔۔اور پھر لے جانا اپنی بہن کو آکر۔۔“

وہ بے حسی کی انتہا پہ تھا

"پہلے عروہ سے بات کرواؤ میری۔۔بتاؤ کہاں رکھا ہوا ہے تم نے اسے۔۔"

عرش شاہ کی آواز جیسے کسی کھائی سے آئی تھی

"نا نا ایس پی صاحب۔۔پہلے میرا مطالبہ مانو۔۔پھر میں بھی تمہاری بہن کو چھوڑ دوں گا۔۔"

اس کی بات پر عرش نے اپنی آنکھیں میچ لیں ایک آنسو عرش شاہ کی آنکھ سے نکل کر اس کی قمیض میں جذب ہو گیا یہ سوچ ہی تکلیف دہ تھی کہ عروہ،روحان جیسے گھٹیا آدمی کی دسترس میں تھی

"ٹھیک ہے میں امل کو چھوڑ دوں گا۔۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولا

"او کے پھر میں بھی تمہاری بہن کو تمہارے پاس پہنچا دوں گا۔۔"

یہ کہہ کر روحان کال کاٹ چکا تھا جبکہ عرش شاہ بھی موبائل ڈیش بورڈ پہ پٹختا اپنا ضبط کھو بیٹھا اور اپنی بہن کی تکلیف یاد کرتا رو دیا

بہت دیر تک وہ تنہائی پا کر روتا رہا رات کافی گہری ہو چکی تھی اسے اپنے مشن پر بھی جانا تھا گاڑی کوٹھے کے راستے ڈال کر وہ اب بلکل خاموش تھا جبکہ تاثرات پتھریلے تھے وہ اب اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کے لیے روانہ ہو چکا تھا

//////////////////////////////

اس کوٹھے سے غیر قانونی طریقے سے لڑکیاں سمگل کی جاتی تھی اس بڑے گینگ کو منظر عام پر لانے کی خاطر عرش اکثر ایک عام شہری کے حلیے میں کوٹھے پر آتا تھا اس دوران ماہ رخ جو کہ ایک بہت کم عمر لڑکی تھی جسے کوئی کوٹھے پر چھوڑ گیا تھا ماہ رخ کو دیکھ کر اسے بہت برا لگا وہ اس کی معصومیت اور عزت بچانے کی خاطر روز اس کے ساتھ رات گزارنے کی قیمت ادا کرتا مگر آج وہ روحان کی باتوں سے بہت زیادہ پریشان تھا جانے اس نے عروہ کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا ہو گا

"صاحب اجازت ہو تو ایک بات پوچھوں۔۔؟"

بیڈ پر دراز موبائل میں مصروف عرش شاہ کو دیکھتے ہوئے اس سترہ سالہ لڑکی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا اس کی آواز پر عرش شاہ نے بوجھل نگاہیں موبائل سکرین سے ہٹائیں اور لمبا سانس کھینچا، مگر ہنوز خاموش رہا اور چھت کو گھورتا رہا

"صص صاحب۔۔"!

اس لڑکی نے جانے کیا سوچ کر اسے پھر سے پکارا تو عرش نے سر ہلایا جیسے اسے اجازت دی ہو

"آآپ۔۔ مم میرے۔۔ ساتھ کک کچھ۔۔ کرتے بھی نہیں ہیں۔۔اور۔۔ مم مجھے۔۔جج جانے بھی نہیں دیتے۔۔ایسا کیوں۔۔؟"

وہ بیڈ سے نیچے فرش پر بیٹھی پوچھ رہی تھی کتنے دن گزر گئے تھے اسے کوٹھے پر آئے شروع میں وہ کتنا روتی تھی مگر پھر ایک دن اسے پہلی بار عرش شاہ کے سامنے پیش کیا گیا مگر یہ عجیب شخص تھا کہ آتا روز تھا اور فرمائش بھی اسی کے ساتھ رات گزارنے کی کرتا تھا مگر مجال ہے جو چھونا تو دور غلط نگاہ سے ہی دیکھ لے تبھی اب ماہ رخ کو عرش سے اپنے بے آبرو ہونے کا خدشہ نہ تھا اس کی بات

پر عرش کے ماتھے پر شکن ابھرے اسے اس لڑکی سے ہر گز بھی اس سوال کی امید نہ تھی

"مجھے تمہارے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔۔؟"

سر سری نگاہ اس لڑکی کے سجے سنورے سراپے پر ڈال کر وہ نگاہ دوبارہ چھت کی جانب کرتا گھمبیر انداز میں استفسار کر رہا تھا

"جو کوٹھے میں موجود لڑکی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔۔"!

اس لڑکی نے عرش کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو عرش اس کی بات اور انداز پر ٹھٹھک گیا اسے اس لڑکی کے انداز نے خاصا حیرت زدہ کیا فوراً اپنا ہاتھ اس نے کھینچا

"خاموش رہو لڑکی۔۔مجھے بار بار مخاطب مت کرو۔۔"!

وہ اس بار درشتگی سے بولا تھا مگر وہ لڑکی ٹکٹکی باندھے اسے ہی دیکھ رہی تھی جو کوئی رئیس زادہ تھا مگر نگاہوں میں شرافت رکھتا تھا جب عرش نے مزید بولنا شروع کیا

"شکر نہیں کرتی تم خدا کا کہ۔۔اس جگہ میں رہ کر بھی تمہاری عزت محفوظ ہے ۔۔لیکن افسوس تم محض عمر میں کم ہو۔۔آگاہی تمہیں ہر بات کی ہے۔۔"

وہ بات مکمل کر کے اپنے کاندھے پر پڑی چادر کو درست کرتا بیڈ سے اترنے لگا اور موبائل میں وقت دیکھا جو کہ رات کے دو کا ہندسہ عبور کرنے کو تھا اس سے پہلے وہ بیڈ سے اٹھتا ایک بار پھر ماہ رخ نے اس کا ہاتھ تھاما اس بار عرش شاہ نے سختی سے اس کا ہاتھ جھٹکا جس باعث عرش کی انگلی میں موجود انگوٹھی کا کنارا ماہ رخ کو لگا اور کھرونچ پڑ گئی

"معذرت شاہ سائیں۔۔"

عرش کے سرد انداز پر ماہ رخ سر جھکا گئی

"میں چلتا ہوں۔۔"!

وہ دروازے کی جانب بڑھا

"کچھ دیر بیٹھ جائیں۔۔"

ماہ رخ بے بسی سے اسے پکار بیٹھی جبکہ عرش شاہ سرد آہ بھرتا کرسی پر بیٹھ گیا

"پریشان ہیں شاہ صاحب؟"

کچھ پل گزرے تھے جب ماہ رخ عرش کو سر تھامے دیکھ کر دھیمی آواز میں بولی مگر وہ ہنوز خاموش رہا

"میری داستان تو آپ جانتے ہیں۔۔ میرا ہر دکھ جانتے ہیں۔۔ آج مجھ ناچیز سے اپنا دکھ بانٹ لیں گے تو باخدا خوش نصیب ہو جاؤں گی میں۔۔ کہ اپنے محسن کا دکھ بانٹا ہے میں نے۔۔"

وہ ہمیشہ عرش کو ایسے ہی اضطراب میں دیکھتی تھی جب بھی یہاں آتا وہ یوں ہی ساری ساری رات سر تھامے گزارتا یا پھر پریشانی سے چکر کاٹتا رہتا

"کیا کرو گی جان کے۔۔؟"

موچھوں کو تاؤ دے کر وہ تلخ ہنسی ہنسا

"اور کچھ نہ بھی کر سکی تو۔۔ دعا تو کر ہی سکتی ہوں۔۔ صرف یہی اختیار میں ہے میرے۔۔"

وہ دھیرے سے بولی مگر عرش شاہ خاموش رہا کچھ پل گزرے تھے جب دوبارہ ماہ رخ کی آواز نے کمرے کی خاموشی میں اشتعال پیدا کیا

"پہلا مرد دیکھ رہی ہوں صاحب۔۔ جو قیمت ادا کر کے بھی فائدہ نہیں اٹھاتا۔۔ ورنہ میرا وجود تو ہر رات آپ خرید لیتے ہیں۔۔ تو کیا چیز آپ کو میرے قریب آنے سے روکتی ہے۔۔؟ کیوں میری آبرو کے ضامن بنے ہوئے ہیں۔۔؟"

پوچھتے ہوئے ماہ رخ کی آواز روند گئی

"میرا دین۔۔ میری ماں کی تربیت۔۔"

وہ دھیرے سے بولا

بے ساختہ ماہ رخ کی آنکھیں بھیگیں وہ جانتی تھی اگر عرش شاہ اسے نہ خریدتا تو یقیناً ابھی تک کئی مرد اس کے وجود کی دھجیاں بکھیر چکے ہوتے

"کاش ہر ماں نے اپنے بیٹے کی تربیت آپ کی ماں جیسی کی ہوتی۔۔آپ کو دیکھ کر آپ کی ماں کے لیے دل سے دعائیں نکل رہی ہیں۔۔"!

وہ عرش کے قدموں میں بیٹھی تشکرانہ انداز میں اسے تکتی گویا ہوئی

"سنو۔۔لڑکی"!

اس بار عرش نے اسے پکارا

”حکم شاہ صاحب۔۔“!

”اب میں چلتا ہوں۔۔میری بیوی انتظار کر رہی ہو گی۔۔“

وہ کہتے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا ساتھ ماہ رخ بھی اٹھ گئی

”آپ کی بیوی بہت خوش قسمت ہے۔۔جسے آپ ملے۔۔“

وہ دروازے کی جانب بڑھا تھا جب ماہ رخ کے الفاظ نے اس کے قدم جکڑے

”سنو لڑکی میرے لیے دعا کرو گی۔۔“

"کیا دعا کرنی ہے۔۔؟ میرا انگ انگ آپ کے لیے دعا گو ہے شاہ سائیں۔۔
!"

وہ آنکھوں میں خوشی لیے پوچھ رہی تھی

"دعا کرنا میں بے قصور کے لیے ظالم نہ بنوں۔۔"!

بات کرتے ہوئے امل کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا پھر سر جھٹکتا بغیر کچھ کہے سنے کمرے سے نکل گیا جبکہ ماہ رخ اس کی پشت کو تکتی رہ گئی

اس کا رخ اب گھر کی جانب تھا وہ جلد از جلد روحان کا مطالبہ مان لینا چاہتا تھا تاکہ وہ عروہ کو مزید کوئی نقصان نہ پہنچائے اس وقت اسے امل سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی کیونکہ وہی ہر فساد کی جڑ تھی اس کی وجہ سے ہی روحان نے عروہ کی زندگی خراب کر دی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ امل اور روحان کو

جان سے مار دے اور جتنے خطرناک ارادے سے وہ آج گھر جا رہا تھا یقیناً امل کے حق میں یہ اچھا نہیں تھا

//////////////////////////

وہ بڑے خطرناک تیور لیے گاڑی سے اترتا گھر کی اندر داخل ہوا تھا گھر میں مدھم سی روشنیاں تھیں جو اس بات کا پتہ تھیں کہ امل سو چکی ہے اس کے قدم امل کے کمرے کی سمت تھے بار بار روحان کے الفاظ اس کی سماعتوں میں گونج رہے تھے عروہ کی بے بسی یاد آ رہی تھی کبھی مریم کی آنسو بھری آنکھیں یاد آ رہی تھیں اور سب کی وجہ صرف امل تھی اسے اس وقت امل سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی وہ آج ہی امل کو اپنی زندگی سے باہر کر دینا چاہتا تھا

ابھی وہ دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر دروازہ کھولنے ہی لگا تھا کہ اس کی جیب میں پڑا موبائل فون بجنے لگا عرش شاہ نے سر جھٹک کر ہاتھ واپس کھینچ کر موبائل نکالا مگر رات کے اس پہر ڈیڈ کی کال دیکھ کر اسے نئے سرے سے پریشانی نے آن گھیرا

"السلام علیکم ڈیڈ۔۔سب ٹھیک ہے۔۔مام اور آپ ٹھیک ہیں۔۔مریم ٹھیک ہے۔۔؟؟"

رخ لاؤنج کی سمت کر کے اس نے موبائل کان سے لگاتے ہی فکرمندی سے پوچھا اور پھر زامن شاہ کے بولنے کا منتظر رہا

"عرش۔۔یہاں سب ٹھیک ہے۔۔"

زامن شاہ کی بھاری آواز میں کہی گئی بات سے عرش کی جان میں جان آئی اب وہ مدھم روشنی میں صوفے پر بیٹھ چکا تھا

"ڈیڈ۔۔سب خیریت ہے۔۔؟"

اسے ابھی بھی تسلی نہیں ہوئی تھی

"عرش۔۔ عروہ کا کچھ پتہ چلا۔۔؟"

زامن شاہ کے سوال سے عرش نے اذیت سے آنکھیں میچ لیں

"نن نہیں۔۔"

بند آنکھوں سے ایک آنسو بہہ نکلا ایک لفظی جواب دے کر وہ خاموش ہو چکا تھا وہ زامن شاہ کو کیسے بتائے کہ اپنے ہی ہاتھوں سے انہوں نے اپنی بیٹی کو جہنم میں جھونک دیا ہے

”عرش مجھے سکون نہیں مل رہا کہیں بھی۔۔مجھے ایسے لگ رہا ہے جیسے میں نے عروہ کے ساتھ ظلم کیا ہے۔۔روحان کہاں اور کیوں لے کر گیا ہے میری بچی کو۔۔؟تمہاری ماں سے نظریں نہیں ملا پا رہا ہیں۔۔اس کی آنکھوں میں شکوہ پڑھ چکا ہوں۔۔وہ بات تک نہیں کر رہی مجھ سے۔۔پلیز میری بچی کو لے آؤ۔۔پلیز عرش۔۔“

اس قدر شکست زدہ لہجہ ،روندی آواز ،زامن شاہ کی تھی کہ عرش کو زندگی میں سب سے مشکل کام اس وقت اپنے باپ کو تسلی دینا لگا الفاظ جیسے اس کی زبان سے ادا ہونے سے انکاری تھے

"ڈیڈ۔۔"!

عرش نے انہیں پکارا تو جوابا وہ خاموش آنسو بہا رہے تھے

"عرش مجھے لگ رہا ہے کہ میری بیٹی ٹھیک نہیں ہے۔۔راتوں کو سویا نہیں جاتا مجھ سے۔۔اگر بھولے سے آنکھ لگ بھی جائے تو عروہ کے رونے کی، سسکنے کی آوازیں آتیں ہیں مجھے۔۔ جیسے وہ مجھے پکار رہی ہے۔۔ عرش میری بیٹی اذیت میں ہے۔۔ عرش میری بیٹی کو واپس لے آؤ۔۔"

وہ رو رہے تھے روتے ہوئے کسی بچے کی طرح عرش سے فریاد کر رہے تھے

"جی ڈیڈ۔۔"

عرش شاہ نے کرب سے آنکھیں میچ لیں

”عرش، روحان میری بات کیوں نہیں مان رہا۔۔؟وہ عروہ کو کیوں نہیں لا رہا ۔۔؟کیوں ہم سے دور کر دیا ہماری بچی کو۔۔؟میں نے تو اس کے ایک بار کہنے پر اسے اس لیے اپنی بچی سونپی تھی کہ میری بہن کا بیٹا ہے۔۔اگر انکار کر دیا تو کہیں یہ نہ سمجھے کہ ماموں نے اسے پرایا سمجھا۔۔کیوں کیا اس نے میرے ساتھ ایسے ۔۔“

وہ روتے ہوئے چھوٹے بچے کے سے انداز میں پوچھ رہے تھے

”ڈیڈ۔۔روحان عروہ کے قابل نہیں ہے۔۔ہم نے عروہ کے معاملے میں بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔۔“

عرش نے انہیں حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا

"کسی اور نے نہیں۔۔ صرف میں نے کی ہے عرش غلطی۔۔ میں نے حورین کی بات بھی نہیں مانی۔۔ وہ مجھے کہتی تھی کی اس کا دل نہیں مانتا اس رشتے پہ۔۔ میں نے اسے یہ کہہ کر خاموش کروا دیا کہ روحان میری بہن کا بیٹا ہے۔۔ عروہ کے لیے سب سے بہترین وہی ہے۔۔ مگر روحان نے یہ جو کیا ہے نا۔۔ بہت غلط ہے۔۔ میں اسے معاف نہیں کروں گا۔۔ کبھی بھی۔۔"

وہ اپنی دھن میں بولتے ہی جا رہے تھے

"ڈیڈ۔۔ آپ پریشان نہ ہوں سب ٹھیک ہے۔۔ عروہ بھی جلدی ہمارے ساتھ ہو گی۔۔"

عرش خود بھی اپنے آنسو ضبط کرتا بھاری آواز میں بولا

"پلیز کچھ کرو عرش۔۔ میری بچی کو واپس لے آؤ۔۔"

وہ مسلسل کانپتی آواز میں کہہ رہے تھے

"اوکے ڈیڈ۔۔پریشان نہ ہوں۔۔خود کو سنبھالیں۔۔جلد ہی عروہ ہمارے ساتھ ہوگی"

کہتے ہوئے عرش نے فون بند کر دیا اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی

چند لمحوں بعد اس نے موبائل پر شازل کا نمبر ڈائل کیا اور موبائل فون کان سے لگایا

"ہیلو۔۔"

شازل کی نیند میں ڈوبی آواز فون کے سپیکر میں ابھری

”شازل ایک کام تھا تم سے۔۔“

اس نے دھیمی آواز میں کہا

”عرش تم۔۔؟؟۔“

شازل نے موبائل کان سے ہٹا کر ٹائم دیکھا

”ہاں میں ہی ہوں۔۔ نیند سے جاگ جاؤ اب۔۔؟“

وہ طنزیہ انداز میں گویا ہوا

”تم اس وقت۔۔؟؟ تمہیں تو اس وقت کوٹھے پہ ہونا چاہیے تھا نا۔۔؟“

شازل نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا

"ہاں۔۔ مگر اس گناہ میں ڈوبی دنیا میں دم گھٹ رہا تھا میرا۔۔اس لیے آگیا"

عرش شاہ نے بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ہلکا ہلکا سر دباتے ہوئے کہا

"عرش دس از دی پارٹ آف آور ڈیوٹی۔۔ تم ایسے کیسے واپس آ سکتے ہو۔۔ ہمیں جلد ہی اس گینگ کو بے نقاب کرنا ہے۔۔"

شازل اب سنجیدگی سے کہہ رہا تھا

"مجھے اپنی ڈیوٹی اچھی طرح معلوم ہے۔۔ یا پھر تم مجھے بتاؤ گے میرا کام۔۔؟"

شازل کی باتوں نے عرش کو غصہ دلادیا وہ دانت پیس کر گویا ہوا

"سوری یار۔۔"

وہ معذرت خواہ ہوا

"ایک نمبر بھیج رہا ہوں تجھے۔۔اس کی لوکیشن معلوم کر کے بتا۔۔"!

اس مرتبہ عرش شاہ کا انداز حکمیہ تھا

"اوکے"

شازل کا جواب سن کر وہ کال کاٹ کر موبائل سائیڈ پر پڑے میز پر پٹخ چکا تھا اور ایک نظر مڑ کر امل کے کمرے کی جانب ڈال کر واپس صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے لیٹ چکا تھا

چند ہی لمحے گزرے تھے جب اس نے دوبارہ آنکھیں وا کیں اور میز پر پڑا موبائل ہاتھ میں لیا اور مریم کا نمبر ڈائل کیا دوسری بل پر ہی کال اٹھالی گئی

وہ جو بیڈ پر بیٹھے ہوئے ہی سو گئی تھی موبائل کی بیل کی آواز پر بوکھلا کر نیند سے بیدار ہوئی بوجھل آنکھوں سے سکرین پر عرش شاہ کا نام اور چمکتی تصویر دیکھ کر پریشانی کے عالم میں کال یس کر کے موبائل کان سے لگایا

"السلام علیکم۔۔" !

دھیمی آواز میں سلام کرتی وہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھے عرش کے بولنے کی منتظر تھی مگر موبائل کے اسپیکر پر محض عرش شاہ کے گہرے سانس لینے کی آواز آ رہی تھی

"شاہ جی۔۔آپ ٹھیک تو ہیں نا۔۔؟؟"

کپکپاتے ہاتھوں سے موبائل تھامے لرزتے لبوں سے الفاظ ادا ہوئے

"نہیں ٹھیک۔۔"!

عرش کی خمار آلود آواز میں کہی گئی بات نے مریم کا دل دہلا دیا جانے کتنے خیالات اسے آنے لگے مگر دوسری جانب خاموشی کا راج تھا

"آپ مجھے ڈرا رہے ہیں شاہ جی۔۔ میرا کل اثاثہ صرف آپ ہیں۔۔ پلیز میرا دل گھبرا رہا ہے۔۔ مجھے بتائیں آپ ٹھیک تو ہیں۔۔؟"

وہ نم آنکھوں بھیگی آواز میں بول رہی تھی عرش کے چہرے پر اتنی اذیت میں بھی مسکراہٹ بکھر گئی

"پہلے ٹھیک نہیں تھا۔۔ مگر جب اپنی جان کی آواز سنی تو کرب میں کچھ کمی ہوئی ہے۔۔"

آواز مدھم تھی مگر عرش کے لہجے کی سچائی نے مریم کو سرشار کر دیا وہ بھی پر نم آنکھوں سے مسکرا دی یہ حقیقت تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے مرہم تھے

"آپ نے تو مجھے ڈرا دیا تھا۔۔! بہت برے خیال آرہے تھے دل میں۔۔"

وہ ایک ہاتھ سے اپنے آنسو پونچھتی گویا ہوئی

"تمہیں لگا تھا کہ میں کہیں امل سے تعلق بنا چکا ہوں اور اب اپنے عمل پر پشیمان ہو کر تم سے رابطہ کیا ہے۔۔ یا پھر عروہ کو ڈھونڈنے کے لیے تمہارا استعمال کرنا چاہتا ہوں۔۔ یہی خیالات آرہے تھے نا تمہارے دل میں۔۔؟؟"

وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا جبکہ مریم نے اپنے لبوں پر ہاتھ رکھ لیا یہ شخص اس کے دل کی باتیں بھی جاننے کی صلاحیت رکھتا تھا

"کیوں ایسا ہی ہے نا۔۔؟"

مریم کی خاموشی پر وہ پھر سے پوچھ رہا تھا مگر مریم کچھ بولنے کی جیسے سکت ہی نہیں رکھتی تھی

”آپ اپنی جگہ ٹھیک ہیں مریم۔۔ایسے خدشات اگر آپ کے دل میں آتے ہیں تو اس میں آپ کی غلطی نہیں ہے۔۔حالات نے مجھے اس موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا کہ میں نے آپ کا بھروسہ توڑ دیا۔۔“

وہ ٹوٹے ہوئے انداز میں بولتا اک پل کو خاموش ہوا مگر پھر بولنا شروع ہوا

”پہلی بات روحان جو کر رہا ہے وہ اس سب کا خود زمہ دار ہے

۔۔آپ میرا یقین کریں میں کبھی اس کی وجہ سے آپ کے ساتھ زیادتی تو کیا۔۔ تلخ لہجے میں بھی بات نہیں کروں گا۔۔دوسری بات آپ یقین رکھیں۔۔میری قربت کی ساتھی صرف آپ ہیں۔۔امل سے میں تعلق نہیں بناؤں گا۔۔یہ بھی میرا آپ سے وعدہ ہے۔۔ہاں میں اسے چھوڑنا چاہتا ہوں۔۔ چھوڑ بھی دیتا مگر ۔۔مگر اب۔۔“!!

وہ لمحہ بھر کے لیے پھر خاموش ہوا

”صرف میں آپ کو اتنا کہوں گا کہ سب ٹھیک ہونے میں کچھ وقت لگے گا۔۔ بس آپ اتنا جان لیں کہ میری زندگی میں کسی دوسری عورت کی گنجائش نہیں ۔۔ جہاں تک اولاد کی بات ہے تو۔۔ خدا نے اگر نصیب میں لکھی ہے تو خدا آپ سے ہی دیدے گا مجھے۔۔ دعا تو کر سکتے ہیں نا ہم۔۔“

وہ بڑے اطمینان سے اسے سمجھا رہا تھا لہجہ بہت سنجیدہ تھا پختہ، پر امید

”آپ بھی پریشان نہ ہوں۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ میں زندگی کے ہر اچھے برے حالات میں آپ کے ساتھ ہوں۔۔“

مریم کا تسلی بخش جواب سن کر عرش مطمئن ہو کر مسکرایا

”تھینک یو میری جان۔۔بس آپ نے ہمت نہیں ہارنی مریم۔۔جب تک یہ مشکل وقت گزر نہیں جاتا۔۔“

عرش نے محبت بھرے انداز میں کہا

”سوری آپ کو اتنی رات کو جگا کر پریشان کیا میں نے۔۔اب آپ سو جائیں۔۔ اور اپنا خیال رکھئے گا۔۔“

”آپ بھی اپنا خیال رکھیئے گا۔۔“

عرش کی بات پر مریم نے بھی کہتے ہوئے کال بند کر دی

جبکہ عرش کو مریم سے بات کر کے قدرے سکون پہنچا تھا اب وہ دوبارہ روحان کے کہے الفاظ یاد کر رہا تھا

”روحان تم نے یہ ٹھیک نہیں کیا۔۔اب دیکھنا میں کیا کرتا ہوں تمہارے ساتھ ۔۔“

عرش شاہ کی آنکھیں بے تحاشہ سرخ ہو رہی تھیں وہ تصور میں روحان سے مخاطب تھا اس کے لہجے میں کسی قسم کی نرمی نہیں تھی

//////////////////////////////////////

عروہ کی زندگی کا یہ گزشتہ ایک ہفتہ اس کی زندگی کا سب سے بدترین ثابت ہوا تھا اذیت، ذلت، ہتک اور وحشیانہ سلوک۔۔۔۔!!!

وہ کبھی کبھی بے تحاشہ روتی اور کبھی بڑی سے بڑی تکلیف پہ پتھر کی بن جاتی روحان نے اس ایک ہفتے میں اس معصوم لڑکی کو زندگی کی بد ترین تلخیوں سے روشناس کروایا تھا عروہ کا جی چاہتا تھا کہ روحان اسے ایک مرتبہ ہی جان سے مار دے وہ زندہ نہیں رہنا چاہتی تھی وہ زندگی میں کبھی بھی اپنے ماں باپ بھائیوں کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی

"ہر وقت سوگ کیوں مناتی رہتی ہو ڈارلنگ۔۔؟؟"

وہ گنگناتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور عروہ کو کھڑکی کے پاس کھڑے آنسو بہاتے دیکھ کر بد مزا ہوتا بولا مگر عروہ کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی

"تم میری کسی بات کا پہلی بار میں جواب نہیں دیتی۔۔ جانتی ہو نا تمہاری یہ بات مجھے غصہ دلاتی ہے۔۔"

وہ اس کے قریب آتا اب واقعی غصے میں تھا

"آپ کو کب غصہ نہیں آتا۔۔ میرا بولنا۔۔ میرا نہ بولنا۔۔ ہر بات ہی آپ کو غصہ دلاتی ہے۔۔"

وہ ڈھیلے ڈھالے سے کرتے اور ٹراؤزر میں ملبوس سینے پر ہاتھ باندھے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی اور بولتے ہوئے بھی اس نے روحان کو نہیں دیکھا تھا

"بہت زبان چلتی ہے تمہاری۔۔ اسی زبان کی وجہ سے مار کھاتی ہو تم۔۔ ورنہ میرا دل نہیں کرتا ہر وقت تمہیں مارنے کا۔۔"

اس کی کلائی سختی سے شکنجے میں لیتا اس کا رخ اپنی جانب کر کے غرایا

”بزدل مرد عورت پر ہاتھ اٹھانے کے علاوہ کچھ کر بھی نہیں سکتا۔۔روحان شاہ صاحب۔۔“

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ٹھہرے ہوئے انداز میں بولی تھی

”لگتا ہے حورین مامی نے تمہیں نہیں سکھایا کہ شوہر سے کیسے بات کرتے ہیں۔۔؟“

وہ اس کا بازو دباتا دبی آواز میں غرایا

”میری مام نے میری بہت اچھی تربیت کی تھی۔۔مگر انہوں نے ظلم کے خلاف بولنا بھی سکھایا ہے مجھے۔۔“

بازو کے درد سے آنکھوں میں آنسو آنے سے اس بار وہ آنکھیں جھپکاتی بولی

”کون سا ظلم کیا ہے میں نے تم پہ۔۔ہاں جب تم زبان چلاتی ہو میرے سامنے تو برداشت نہیں ہوتا مجھ سے۔۔“

وہ اب دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ دبوچ چکا تھا

”کیونکہ آپ سچ نہیں سن سکتے۔۔اور سچ یہی ہے کہ آپ کمزور مرد ہیں ہاں آپ کمزور مرد ہیں۔۔جو ایک لڑکی کی بے بسی اور مجبوری کا فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔۔میرا استعمال کر رہے ہیں۔۔“

ابھی الفاظ عروہ کی زبان پہ تھے کہ ایک زوردار تماچہ اس کا رخسار لال کر گیا

”انتہائی بدتمیز لڑکی ہو تم۔۔“

وہ اب اسے مسلسل گالیاں بک رہا تھا جبکہ عروہ اپنی آنکھیں بند کیے اپنے لیے انتہائی غلیظ الفاظ روتے ہوئے سن رہی تھی

''چھوڑیں مجھے۔۔''

''بہت زبان چلتی ہے تمہاری۔۔دل کر رہا ہے ہاتھ پاؤں کے ساتھ زبان بھی کاٹ دوں۔۔''

وہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لا کر نفرت سے بولا

''کاٹ دیں۔۔ایسا کریں مار دیں مجھے۔۔پھر آپ کی زندگی میں سکون آجائے گا۔۔''

وہ اب اس کی گرفت میں مچلتی چیخی تھی

"تمہیں مار دیا تو میرا دل کون بہلائے گا۔۔بتایا ہے میں نے تمہارے بھائی کو کہ تمہاری قربت کتنی پسند ہے مجھے۔۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا جبکہ عروہ نے اس کی بے باکی پر افسوس سے اسے دیکھا

"خدا میرے ایک ایک آنسو کا حساب لے گا۔۔"

وہ اب درد سے کراہتی رونے لگی تھی

"اتنے دن سے تمہاری بددعائیں ہی سن رہا ہوں میں۔۔بہت ہی کوئی ڈھیٹ لڑکی ہو۔۔اتنی مار کھاتی ہو مجھ سے پھر بھی زبان چلاتی ہو میرے سامنے۔۔"

وہ اب اسے فرش پر دھکا دے کر ٹھوکروں پر رکھ چکا تھا

//////////////////////

عرش شاہ نے روحان کا نمبر ٹریس کروایا تھا جس کی لوکیشن معلوم ہونے پر وہ اپنا سب کام چھوڑ چھاڑ کر شازل کی بتائی جگہ پر روانہ ہوا تھا یہ ایک ایک پل اس کے لیے اذیت سے کم نہیں تھا اس کی بہن ایک بے حس، مطلب پرست شخص کی دسترس میں تھی جو یقیناً اس کے ساتھ نرمی تو ہر گز نہیں برت رہا ہو گا

وہ جب اس جگہ پہنچا جہاں روحان نے عروہ کو رکھا ہوا تھا تو اسے وہاں پہنچ کر مایوسی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ روحان عروہ کو وہاں سے لے کر پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا گھر کا لاک دروازہ توڑنے کے بعد جب وہ گھر میں داخل ہوا تو گھر کا حلیہ بتا رہا تھا کہ کچھ وقت پہلے یہاں کوئی موجود تھا غصے کے عالم میں عرش شاہ نے شیشے کے میز کو ٹھوکر مار کر توڑ دیا اسے نہیں معلوم تھا کہ روحان اس قدر شاطر دماغ

رکھتا ہے ابھی وہ اسی بات پر غور و فکر کر رہا تھا کہ اب وہ عروہ کو کہاں لے کر جا سکتا ہے اتنے میں اس کا موبائل بج اٹھا

"ہیلو۔۔"

"پہنچ گئے سالے صاحب۔۔؟؟"

روحان کی طنزیہ آواز عرش کے کانوں میں پڑی تو اس نے اپنی مٹھی بھینچ لی

"روحان میری بہن کہاں ہے۔۔؟"

وہ یک سو اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھنے لگا جواب میں روحان نے قہقہہ لگایا

”تم میرا نمبر ضرور ٹریس کرواؤ گے یہ بات میں جانتا تھا۔۔ عرش شاہ۔۔ مگر تم جانتے ہو تم نے میرا پیچھا کر کے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔۔؟“

اب روحان نہایت سنجیدہ سا بولا تھا

”روحان تم ٹھیک نہیں کر رہے ہو۔۔ عروہ کو چھوڑ دو۔۔ وہ معصوم ہے۔۔ تمہیں مجھ سے مسئلہ ہے نا تو مجھ سے مقابلہ کرو۔۔ بزدلوں کی طرح عروہ کا استعمال مت کرو۔۔“

وہ مدھم سا بولا تھا دل تو اپنی بہن کے لیے تڑپ رہا تھا

”عرش شاہ اب تمہاری بہن کی زندگی مزید تکلیفوں سے بھرنے والی ہے۔۔
“

وہ عرش کی حالت کا مذاق اڑا رہا تھا

"وہ بے قصور ہے روحان اسے کچھ مت کہنا۔۔پلیز۔۔"

عرش کا انداز التجائیہ تھا

"وہ بے قصور نہیں ہے عرش شاہ۔۔وہ ایک بد کردار لڑکی ہے۔۔نامحرموں سے رات کی تاریکی میں ملاقاتیں کرتی ہے۔۔"

روحان نے نفرت بھرے انداز میں کہا

"بکواس بند کرو روحان میں تمہاری جان لے لوں گا اگر میری معصوم بہن پر کوئی تہمت لگائی تم نے۔۔"

روحان کی زبان سے نکلا زہر سن کر عرش آپے سے باہر ہو گیا وہ کیسے اتنا غلط بول سکتا تھا

”سچ یہی ہے عرش شاہ۔۔ تم اور تمہاری بہن دوسروں کو دھوکا دیتے ہو۔۔ تم نے دوسری شادی کر کے میری بہن کو دھوکا دیا اور تمہاری بہن اپنے دل میں جانے کتنے عاشق رکھتی ہے۔۔“

وہ اپنے نکاح سے پہلی ایک رات یاد کرتا ہوا بول رہا تھا

”شٹ اپ۔۔ تم میری بہن کے لائق ہی نہیں ہو۔۔ ڈیڈ کے فیصلے سے آج مجھے نفرت ہو رہی ہے۔۔ میں اپنی بہن کو تمہارے ساتھ نہیں رہنے دوں گا تم میں زرا غیرت نہیں ہے وہ تمہاری بیوی ہے تمہاری عزت ہے اور تم دوسرے کے سامنے اس کے کردار کی دھجیاں اڑا رہے ہو۔۔“

عرش شاہ لہجے میں حقارت لیے غرایا

”یہی سچ ہے۔۔اور سچ کڑوا ہی ہوتا ہے عرش شاہ۔۔“

وہ چیخ کر بولا تھا

”اور تم کیا ہو روحان۔۔؟؟میرے ڈیڈ نے کیا نہیں کیا تمہارے لیے۔۔اور تم نے ان کی ہی بیٹی کو تکلیفوں میں رکھا ہوا ہے۔۔“

عرش شاہ کے انداز میں اذیت ہی اذیت تھی

”تمہارے لیے ایک بری خبر ہے عرش شاہ۔۔“!

روحان نے سٹپٹاتے ہوئے بات کا رخ بدلا

”عروہ تو ٹھیک ہے نا۔۔پلیز روحان اسے مت تکلیف دو وہ بے قصور ہے ہر معاملے میں۔۔“

وہ بے حد پریشان ہوا تھا

”تمہیں یہ سن کر افسوس ہو گا عرش شاہ میں اور عروہ اس وقت پاکستان سے بہت دور آ چکے ہیں۔۔“

وہ مزے سے بتا رہا تھا جبکہ عرش شاہ بے یقینی کی کیفیت میں تھا

”کک کیا۔۔“!

”اب میں عروہ کو تبھی چھوڑوں گا جب تم مریم کی جان چھوڑو گے۔۔“

وہ مزید گویا ہوا تھا اس کا ارادہ پختہ تھا

”تمہارے کہنے پر میں مریم کو چھوڑ دوں۔۔مذاق سمجھ رکھا ہے ہماری زندگی کو ۔۔؟؟“

موبائل اسپیکر پر عرش شاہ کی دھاڑتا آواز گونجی

”پہلے میں کہہ رہا تھا کہ تم اپنی دوسری بیوی کو طلاق دو مگر اب میں کہتا ہوں تم مریم کو چھوڑو۔۔تم اس کے قابل ہی نہیں ہو۔۔تم نے بے وفائی کی ہے اس کے ساتھ۔۔اب جب تک تم مریم کو نہیں چھوڑو گے تم اپنی بہن کی آواز سننے سے بھی ترسو گے۔۔“

وہ سفاکیت سے بول رہا تھا

"مریم میری بیوی ہے۔۔اسے تو میں کبھی نہیں چھوڑو گا۔۔اور عروہ کو تمہاری قید سے جلد ہی آزاد کرواؤ گا میں روحان۔۔"

وہ کہہ کر کال کاٹ چکا تھا روحان سے کسی بھی اچھائی کی امید نہیں تھی وہ زامن شاہ کا ہر احسان بھول چکا تھا وہ بھول چکا تھا کہ اگر زامن شاہ ان کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ نہ رکھتے تو آج وہ سڑکوں پر رک رہا ہوتا

رخ موڑے لیٹی روحان کی کال پر گفتگو سنتی عروہ نے دکھ سے آنکھیں میچ لیں وہ اسے اس کے گھر والوں سے بہت دور لے آیا تھا وہ بس اتنا جانتی تھی کہ وہ اس وقت امریکا میں ہے

ابھی وہ عرش کے سامنے جیسے اس کے کردار کو دو کوڑی کا کر رہا تھا عروہ کا جی چاہا وہ خود کو ختم کر کے یا پھر خدا اس کی سماعت کی حس چھین لے کم از کم وہ روحان

کے زبان سے نکلے غلیظ الفاظ اور تہمتیں تو نہ سن پائے گی نا جو اس کی روح میں کیل پیوست کر رہے تھے

لبوں پر ہاتھ رکھے وہ بے ساختہ نکلنے والی سسکیوں کا گلا گھونٹ رہی تھی ورنہ جانتی تھی کہ اگر روحان کے کانوں میں اس کے رونے کی آواز گئی تو وہ پھر سے آگ بگولہ ہو جائے گا

جبکہ روحان موبائل سائیڈ پر رکھتا ایک نظر کروٹ لیے لیٹی عروہ کو دیکھ کر چھت کو گھورنے لگا تھا اسے اب کل کا منظر یاد آیا جب عروہ نے پہلی بار اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے کہ اسے کہیں دور نہ لے کر جائے یا کم از کم ایک مرتبہ اس کے گھر والوں سے ملوا دے وہ اتنے دنوں میں کبھی بھی ایسے منتیں نہیں کرتی تھی بلکہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر ہر بات کا جواب دیتی تھی کل اسے عروہ کی سسکیوں نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا مگر وہ پھر بھی بے حس بنا رہا تھا اور سختی سے اس کا چہرہ دبوچ کر اسے وارننگ دی تھی کہ ایک لفظ بھی زبان سے مت نکالنا اور

اس وقت وہ اتنی ڈری ہوئی تھی کہ واقعی پھر خاموش آنسو بہاتی رہی تھی جبکہ اس کی زبان پہ قفل لگ چکا تھا وہ سمجھ چکی تھی کہ اب وہ اپنوں سے بہت دور آچکی ہے یہاں اس کی امیدیں دم توڑ چکی تھیں

/////////////////////////////////

وہ کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح گھر لوٹا تھا بکھرا بکھرا سا حلیہ، بکھرا سا وجود لیے سامنے ہی امل صوفے پر بیٹھی تھی وہ اسے مکمل نظر انداز کرتا اپنے کمرے کی سمت بڑھ گیا جبکہ امل نے چونک کر اسے دیکھا آج وہ اسے بہت تھکا ہوا لگا تھا

امل نے دوپٹہ درست کیا اور کچن میں آکر پانی کا گلاس بھرا اور عرش کے کمرے کی سمت بڑھی کمرے کا دروازہ کھولا پا کر وہ دستک دیے بغیر کمرے میں داخل ہوئی وہ بوٹس سمیت بیڈ پر لیٹا ہوا تھا آنکھوں پر بازو جمائے وہ ساکت تھا

"شاہ جی۔۔"!

بے ساختہ امل نے اسے پکارا جبکہ امل کی پکار پر عرش نے آنکھوں پر رکھا بازو ہٹا کر ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اپنے سامنے پانی کا گلاس تھامے کھڑی امل کو دیکھ کر وہ تذبذب کا شکار ہوا کیونکہ امل اس کے کمرے میں پہلے کبھی نہیں آئی تھی

"کوئی کام ہے۔۔؟؟"

انداز بلکل نارمل تھا جبکہ امل کو عرش شاہ کی آنکھوں کے کنارے کچھ بھیگے ہوئے سے لگے تھے

"آپ ٹھیک نہیں لگ رہے مجھے۔۔پلیز یہ پانی پیئیں۔۔"

وہ چند قدم آگے بڑھتی ہوئی بولی تھی اب ان دونوں میں چند انچ کا فاصلہ تھا

"امل مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔"

انداز آج بھی سرد تھا مگر آج امل کو برا نہیں لگا تھا بلکہ اس پر ترس آ رہا تھا جانے کیوں اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے عرش رو یا ہے وہ اسی طرح لیٹا ہوا تھا نگاہیں چھت کی سمت تھیں امل نے آگے بڑھ کر گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور عرش شاہ کے قدموں کی طرف آئی اور اس کے بوٹ اتارنے لگی جیسے ہی عرش نے امل کے ہاتھوں کا لمس اپنے بوٹس پر محسوس کیا ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا جبکہ اس کے اچانک اٹھنے پر امل بھی اچھل کر پیچھے ہوئی

"کیا کر رہی ہو یہ تم۔۔ کون سا کھیل ہے یہ تمہارا۔۔؟؟"

وہ غصے میں بولا تھا

”آپ مجھے اتنا غلط کیوں سمجھتے ہیں۔۔؟؟میں جانتی ہوں مجھ سے بہت غلطیاں ہوئیں ہیں۔۔میں نے آپ کا، مریم کا اور سب گھر والوں کا بہت دل دکھایا ہے ۔۔میں شرمندہ ہوں اس سب پر۔۔مجھے احساس ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی تھی ۔۔بلکہ گناہ ہوا ہے۔۔ مگر پلیز میرا یقین کریں۔۔میں بھی اذیت میں ہوں سب سے دور رہ کر۔۔“

وہ رونے لگی تھی عرش نے اس کے چہرے کو گہری نگاہوں دیکھا مگر اسے اس کے آنسو واقعی سچے لگے

”آپ نے اس رات مجھے بہت بڑی رسوائی سے بچایا تھا۔۔مجھے بے آبرو ہونے سے بچایا تھا۔۔میں آپ کا یہ احساس کبھی نہیں بھول سکتی۔۔“

وہ روتی ہوئی بول رہی تھی

”امل مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔“

عرش شاہ نے نگاہوں کا رخ دوسری جانب کرتے ہوئے دوٹوک انداز میں کہا

”آپ پلیز پانی تو پی لیں۔۔“

وہ اب پانی کا گلاس دوبارہ ہاتھ میں لیتی عرش کو پیش کرتی بولی چہرے پر ابھی بھی آنسو چمک رہے تھے جبکہ عرش نے ماتھے پر بل ڈالے پانی سے بھرا گلاس امل سے لے کر فرش پر دے مارا اس کی اس حرکت پر امل سہم کر اپنی جگہ ساکن ہو گئی

”کہہ رہا ہوں نا میں تمہیں۔۔اکیلا چھوڑ دو مجھے۔۔ایک بار کہی بات سمجھ نہیں آتی تمہیں۔۔جانتی ہو تمہاری ایک غلطی کی وجہ سے میری بہن کس اذیت سے گزر رہی ہے۔۔نہیں بلکہ اس میں تمہاری غلطی نہیں ہے۔۔میری غلطی ہے

مجھے تم سے نکاح کرنا ہی نہیں چاہیے تھا۔۔نا میں تمہارے ساتھ نکاح کرتا اور نا روحان، عروہ سے نکاح کرتا۔۔"

وہ دھاڑتی آواز میں بولا تھا جبکہ امل اس کے الفاظ میں الجھ گئی

"کیا مطلب۔۔ عروہ کا نکاح۔۔؟"

اس نے حیرت زدہ انداز میں پوچھا جبکہ عرش نے بیزاری سے سر جھٹکا

"امل اس سے پہلے میں اپنا ضبط کھو دوں۔۔مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔جاؤ۔۔"

وہ یکدم پھر سے دھاڑا تو امل نے فرش پر بکھرا کانچ سمیٹا اور عرش کی اذیت کو سمجھنے لگی جبکہ اس کے دماغ میں فوراً اشعل کا خیال آیا تھا وہ جانتی تھی عروہ اور

اشعل ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں پھر یہ روحان بیچ میں کیوں آگیا تھا اس دوران عرش اسے کانچ سمیٹ کر جاتا ہوا دیکھ کر دوبارہ لیٹ چکا تھا

//////////////////////////////

"مام یہ کھانا کھالیں پلیز۔۔"!

وہ حورین کے کمرے میں اسے کھانا دینے آئی تھی حورین نے اسے ایک نظر دیکھ کر محض سر ہلایا تھا ان کے ساتھ رامین اور پھوپھو بھی بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ مریم واپس مڑنے لگی جب حورین نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے پکارا

"مریم بیٹا۔۔"!

"جی مام۔۔؟"

وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی

”تمہاری روحان سے بات ہوئی۔۔؟ کچھ بتایا اس نے کہاں ہے عروہ۔۔وہ ٹھیک ہے؟؟“

ممتا کی تڑپ ان کے ہر انداز سے واضح تھی جبکہ مریم نے ندامت سے سر جھکا لیا اس کے پاس ان کے لیے تسلی کا کوئی لفظ نہیں تھا کیونکہ روحان کا نمبر مسلسل بند تھا

”کوئی بات نہیں بیٹا۔۔ تم شرمندہ مت ہو۔۔“

مریم کا خاموشی سے سر جھکا لینے سے حورین نے اس کا گال تھپکتے ہوئے کہا رامین نے بھی مریم کا اترا ہوا چہرہ دیکھا اس بچی کی زندگی میں خوشیاں کم مدت کے لیے کیوں ہوتی تھیں جبکہ پھوپھو بلکل خاموش تھیں

"سوری مام۔۔"

ان کے پیار بھرے انداز پر اس کی آواز بھیگ گئی

"ارے اس میں تمہارا کیا قصور۔۔؟؟ تم نے تھوڑی کچھ کیا ہے۔۔ عرش نے تو نہیں کچھ کہا تمہیں۔۔"

وہ اسے اپنے پاس بیٹھاتیں پیار سے استفسار کرنے لگیں جبکہ ان کے سوال پر مریم نے نفی میں سر ہلایا

"دیکھو بیٹا۔۔اس بار عرش آئے گا تو تم اس کے ساتھ جاؤ گی۔۔انکار مت کرنا ۔۔بیٹا بیوی اپنے شوہر کے ساتھ ہی اچھی لگتی ہے۔۔"

حورین نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا

"اور ہاں مریم۔۔ایک بات یاد رکھو۔۔تم رامین اور علی کی بیٹی ہو۔۔کبھی بھی روحان کے کیے گئے عمل پر خود کو قصوروار مت سمجھنا۔۔"

اس مرتبہ رامین نے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے ہوئے اپنائیت کا احساس دلاتے ہوئے کہا مریم نے سرشاری سے ان دونوں کو دیکھا سامنے بیٹھی دونوں ہستیوں نے اسے ماں جیسا پیار دیا تھا

وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھنے کے بعد اپنے کمرے میں چلی گئی تھی عرش سے اس کی روز بات ہوتی تھی مگر کچھ دن سے عرش اسے بہت پریشان لگ رہا تھا یقیناً وہ

عروہ کی وجہ سے فکر مند تھا زامن ماموں بھی گھر میں کم نظر آتے تھے وہ بھی بہت پریشان رہتے تھے روحان نے یہ ٹھیک نہیں کیا تھا ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب اس کا موبائل بجنے لگا یہ تو باہر کا نمبر تھا مریم نے جھٹ سے کال اٹھائی

"ہیلو مریم۔۔ کیسی ہو۔۔؟؟"

روحان کی آواز سن کر مریم نے گہرا سانس لیا

"آپ نے جو کچھ کیا ہے اس کے بعد کیسی ہو سکتی ہوں میں بھائی۔۔؟؟"

اس کے انداز میں ناراضگی واضح تھی

"عرش نے کچھ کہا ہے تمہیں۔۔ یا کسی اور نے۔۔؟ بتاؤ مجھے۔۔؟"

وہ فکر مند ہوا

"کسی نے کچھ نہیں کہا مجھے یہی تو مسئلہ ہے بھائی۔۔اتنا کچھ ہو گیا لیکن شاہ جی نے۔۔ حورین مام۔۔زامن ماموں۔۔ کسی اور نے بھی کچھ نہیں کہا مجھے۔۔ پھر آپ نے ایسا کیوں کیا بھائی۔۔؟"

وہ لہجے میں دکھ لیے پوچھ رہی تھی

"میں نے کیا کیا مریم۔۔؟"

وہ انجان بنا پوچھ رہا تھا

"عروہ کو نکاح کے بعد کہاں لے گئے آپ۔۔اس کی رخصتی کروا کے لے کر گئیں ہیں یا پھر اغواء کیا ہے آپ نے اسے۔۔بتائیں بھائی آپ کہاں ہیں۔۔عروہ کہاں ہے۔۔؟"

وہ بے چینی سے پوچھ رہی تھی

"بھائی کا حال بھی نہیں پوچھا تم نے اور بس عروہ کی فکر کر رہی ہو۔۔"

وہ بات بدل کر بولا

"بھائی یہ لوگ ہمارے مسیحا ہیں۔۔انہوں نے ہمیں مشکل وقت میں سہارا دیا ہے۔۔یقین کریں رامین ماما نے میری خاطر اپنی بیٹی سے اب تک بات نہیں کی۔۔حورین مام روز صرف ایک سوال پوچھتی ہیں مجھ سے کہ روحان سے بات ہوئی؟؟ عروہ کیسی ہے۔۔؟اور میرے پاس ان کے سوال کا کوئی جواب نہیں

ہوتا۔۔شرمندگی سے سر جھکالیتی ہوں اور وہ پھر بھی مجھے تسلی دیتی ہیں کہ تم شرمندہ مت ہو بیٹا۔۔اور عرش شاہ وہ اتنے پیار اور محبت سے مجھ سے بات کرتے ہیں۔۔مجھے عزت دیتے ہیں اتنے سب کے بعد بھی ان کا انداز نہیں بدلا ۔۔پھر بھی اگر میں ان لوگوں کے پیار اور خلوص کی قدر نہ کروں تو میں انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں ہوں۔۔"

وہ زندگی میں پہلی بار اتنے غصے میں بات کر رہی تھی روحان نے اس کے الفاظ پر غور کیا مطلب وہاں کسی کا بھی رویہ مریم کے ساتھ بگڑا نہیں تھا

"مگر عرش شاہ نے دوسری شادی تو کی ہے نا۔۔اس نے تمہارے ساتھ بے وفائی کی ہے مریم۔۔اپنی آنکھوں سے عرش کی محبت کی پٹی اتار کر دیکھو تو تمہیں احساس ہو اس نے تمہاری جگہ کسی اور کو دے دی ہے۔۔"

وہ اسے اپنے انداز میں حقیقت سے روشناس کروا رہا تھا

”وہ میرا اور عرش کا معاملہ ہے بھائی۔۔آپ عروہ کو لے کر فوراً حویلی آئیں۔۔“

وہ دوٹوک ہوئی تھی جبکہ روحان حیرت زدہ ہوا

”اپنا خیال رکھنا مریم۔۔“

وہ کہہ کر کال کاٹ چکا تھا جبکہ مریم بھائی بھائی کہتی رہ گئی

//////////////////////////

”روحان۔۔؟؟؟کون روحان۔۔؟اوہ۔۔۔“ !

وہ کانچ ڈسٹ بن میں پھینک کر کچن کی جانب بڑھی مگر دماغ میں مسلسل عرش شاہ کی باتیں گردش کر رہی تھیں وہ بری طرح الجھی ہوئی تھی روحان کون ہے ایک منٹ میں اسے سمجھ آگئی تھی کہ عرش کس روحان کی بات کر رہا ہے مگر اس سے زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ روحان کا نکاح عروہ کے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے

"یہ اتنے سال بعد روحان پاکستان کیوں آیا ہے۔۔؟اور اگر آ بھی گیا تو عروہ سے نکاح۔۔؟؟اور اشعل۔۔ میرا بھائی۔۔وہ تو عروہ کو بہت چاہتا تھا اور عروہ۔۔؟؟کیسے ہو گیا یہ سب۔۔؟عرش کے کہنے کا مطلب کیا تھا۔۔میرے اور عرش کے نکاح کی وجہ سے روحان نے عروہ سے نکاح کیا۔۔ایسا کیوں کیا اس نے۔۔؟؟اور اشعل کیسا ہو گا۔۔؟"

وہ بڑبڑاتے ہوئے کچن میں ہی ٹہلنے لگی تھی

"کس سے معلوم کروں ساری بات۔۔؟ کوئی میرا فون اٹینڈ ہی نہیں کرتا۔۔ چھوٹی دادو۔۔ہاں انہیں فون کرتی ہوں۔۔"

وہ چھوٹی دادو کا خیال آتے ہی اپنے کمرے کی سمت بڑھی

موبائل پر ان کا نمبر ڈائل کر کے وہ کال پک کرنے کا انتظار کرنے لگی

"ہیلو کون۔۔؟"

سپیکر سے چھوٹی دادو کی آواز ابھری تو امل نے گہرا سانس لیا

"چھوٹی دادو۔۔"

اتنے دن کی تنہائی کاٹنے کے بعد کسی اپنے کی آواز سن کر خود بخود اس کی آواز میں نمی آگئی

"امل۔۔ میری بچی۔۔"

چھوٹی دادو امل کی نمی میں بھیگی آواز سن کر تڑپ گئیں

"دادو۔۔"

وہ انہیں پکارتی رو پڑی

"ہائے دادی صدقے۔۔ میری بچی کیوں رو رہی ہے۔۔"

وہ بہت نرمی اور بہت محبت سے بولیں

"دادو۔۔آپ سب کی بہت یاد آتی ہے۔۔"

وہ روتے ہوئے بولی

"تو میرا بچہ آ جاؤ نا۔۔ عرش سے بولو تمہیں بھی ساتھ لایا کرے حویلی۔۔اکیلی بیوی کو کیوں چھوڑ کر آتا ہے۔۔"

وہ اس کی بھیگی آواز سن کر بولیں

"دادو یہ سب چھوڑیں۔۔آپ مجھے یہ بتائیں کہ ۔۔روحان کیوں آ گیا اچانک پاکستان۔۔اور عروہ سے شادی۔۔؟حورین خالہ نے یہ سب کیسے ہونے دیا۔۔؟ عروہ اور روحان کا میچ نہیں بنتا۔۔اور عرش شاہ نے کیسے ہونے دیا یہ سب۔۔ ؟"

وہ آنسو پونچھتی لہجے میں حیرت اور تجسس لیے پوچھ رہی تھی دوسری جانب چھوٹی دادو نے سرد آہ بھری

"خدا پوچھے اس روحان کو۔۔امل اس نے ہم سب کو آٹھ آٹھ آنسو رلایا ہے ۔۔میرا ضامن بڑی اذیت میں ہے۔۔اور حورین۔۔وہ تو بیٹی کی جدائی میں گھلتی رہتی ہے۔۔سارا گھر عروہ کی فکر میں ہے۔۔جانے ہماری بچی کو کہاں لے کر گیا ہے وہ۔۔"

دادو کی آواز اور لہجے میں دکھ بول رہا تھا جبکہ ان کی بات سن کر امل کو مزید پریشانی ہوئی

"کیا مطلب دادو۔۔؟ کہاں لے کر گیا۔۔"

وہ حیرت زدہ سی پوچھ رہی تھی

''کچھ معلوم نہیں بیٹا۔۔ عرش دن رات ایک کر رہا ہے۔۔ مگر کچھ پتہ نہیں چل رہا۔۔''

مزید ان سے بولا نہ گیا اور وہ رو پڑیں

''دادو۔۔ آپ سب مریم سے بولیں نا کہ وہ روحان سے پوچھے۔۔ کہ عروہ کہاں ہے۔۔''

وہ بھی پریشانی سے بولی تھی

''ارے کچھ نہیں معلوم مریم کو۔۔ وہ بچی تو خود نظریں چرائے پھرتی ہے۔۔''

چھوٹی دادو کی بات سن کر وہ خاموش ہو گئی تھی پھر چند مزید باتوں کے بعد گفتگو تمام ہوئی

//////////////////////

عروہ کے جانے سے شاہ حویلی میں ایسی اداسی تھی کہ بھری ہوئی حویلی میں ہر کوئی خاموش رہتا تھا ضرورت کے تحت ایک دوسرے کو مخاطب کیا جاتا تھا ضامن شاہ زیادہ وقت گھر پر رہتا مگر گھر والوں سے پردہ پوش سٹڈی روم میں، حورین کو کسی کی تسلی بھی چین نہیں لینے دے رہی تھی رامین اور مریم کی بارہا کوششوں کے باوجود وہ زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں گزارتی، اشعر، غم و غصّے کی کیفیت میں تھا جس کی وہ چھوٹی بہن کے ساتھ ساتھ دوست بھی تھی علی اور چھوٹی دادو بھی روز آتے مگر پھر خاموشی سے واپس مڑ جاتے اشعل ہر روز عروہ کا پتہ لگانے نکلتا مگر جانے وہ کہاں تھی وہ روز نا امید لوٹتا تھا نہ کھانے پینے کا ہوش نہ دنیا کے کسی کال کا اسے ہوش تھا رامین بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر الگ پریشان تھیں

”عروہ ایک بار آجاؤ پلیز۔۔دیکھو تمہاری بات مانی تھی میں نے۔۔اپنی محبت کو دل میں دفن کردیا تھا کہ جیسے تم خوش رہو۔۔کیوں کہ میری محبت تمہارے بابا کی محبت کے آڑے آرہی تھی۔۔پھر کھو کیوں گئی ہو تم۔۔پلیز آجاؤ۔۔میرے مالک عروہ کو اپنے حفظ وامان میں رکھنا۔۔“

وہ دعا مانگتے ہوئے بچوں کی طرح رو رہا تھا اسے اطراف کی کوئی پروا نہیں تھی آس پاس کے نمازی اسے حیرت سے روتا بلکتا دیکھتے تھے

”حورین خالہ اور ضامن انکل کی خاطر ہی آجاؤ۔۔یا خدا عروہ کی حفاظت کرنا۔۔اسے میری عمر بھی لگے۔۔بس وہ آجائے۔۔“

وہ روتے ہوئے مسلسل عروہ کی حفاظت کی دعائیں مانگ رہا تھا

//////////////////////

وہ جب کمرے میں آئے تو حورین کی رونے کی آواز سن کر اس کی جانب لپکے

"حورین۔۔پلیز۔۔"

بیڈ پر حورین کے روبرو بیٹھتے ہوئے انہوں نے انہیں خود میں بھینچ لیا

"ضامن۔۔ضامن میری بیٹی۔۔"

ان کے سینے سے لگی وہ مزید شدت سے رو پڑیں

"حورین میری جان۔۔پلیز ایسے مت کرو۔۔"

وہ تڑپ کر بولے تھے بیٹی کی یاد اور فکر کے ساتھ انہیں ندامت کا احساس تھا اس وقت سے جب حورین کی نگاہیں انہیں عروہ اور روحان کے نکاح سے روک رہی تھیں مگر وہ اپنے بھانجے کے پیار میں نظر انداز کر گئے

"ضامن مجھے میری بیٹی لا دیں۔۔ پلیز۔۔ پتہ نہیں وہ کہاں ہے۔۔ مجھے اپنی بیٹی سے ملنا ہے۔۔ پلیز کچھ کریں نا آپ۔۔" وہ بچوں کی طرح ضد کرنے کے انداز میں بولیں

"عرش نے کہا ہے نا وہ ڈھونڈ رہا ہے۔۔ بہت جلد ہم ملیں گے اپنی بیٹی سے۔۔ "

انہوں نے خود کو رونے سے روکتے ہوئے حورین کو تسلی دی

"پتہ نہیں کیسی ہو گی میری معصوم بچی۔۔ کس حال میں ہو گی۔۔ مجھے بہت برے برے خواب آتے ہیں ضامن۔۔ وہ تکلیف میں ہے یہ میرا دل کہہ رہا ہے ماں کا دل جھوٹ نہیں کہتا۔۔ وہ ہمیں پکارتی ہے۔۔ پلیز اسے لے آئیں۔۔ دیکھیں کتنے دن ہو گئے اسے گئے ہوئے۔۔ واپس لا دیں میری بچی۔۔"

وہ ان کا ہاتھ پکڑتی روتے ہوئے التجا کرنے لگیں

"سب ٹھیک ہے حورین وہ اپنے شوہر کے ساتھ ہے۔۔"

بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا تھا مگر اپنی بات پر وہ خود ہی جھکا سر مزید جھکا گئے تھے

"مگر کوئی ایسے کرتا ہے۔۔وہ ہم سب سے دور کیوں لے کر گیا ہے عروہ کو۔۔ میری بچی کبھی ہمارے بغیر نہیں رہی ضامن۔۔کچھ کریں مجھے میری بیٹی چاہیے ۔۔عرش کو بولیں نا۔۔آپ دونوں باپ بیٹا کچھ کر کیوں نہیں رہے ہیں۔۔"

وہ اس مرتبہ تیز آواز میں بکھرے ہوئے انداز میں غرائی تھیں

"یہ سب مکافات عمل ہے حورین۔۔میرے گناہوں کا کفارہ ہے۔۔جو میری بیٹی مجھ سے دور ہے۔۔چاچی تمہاری گمشدگی پر کتنا تڑپی ہوں گی روئی ہوں گی تمہارے ساتھ جو کیا میں نے کہیں آج میری بیٹی۔۔"!..

حورین نے ان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں بات مکمل کرنے سے روک دیا اور نفی میں سر ہلانے لگیں

"ایسا نہیں ہے ضامن۔۔پلیز خود کو قصوروار مت ٹھہرائیں۔۔"

وہ ان کے گلے لگ کر آواز میں نمی لیے بولی تھیں

''حورین میری بچی کو اگر کچھ ہوا تو میں جی نہیں پاؤں گا۔۔''

''کچھ نہیں ہوگا ہماری بیٹی کو۔۔''

وہ ان کے سینے سے لگیں انہیں تسلی دیتی رہیں

//////////////////////////

دن بدن اس کی آنکھوں کی ویرانی بڑھ رہی تھی اس کی طبیعت گرتی جا رہی تھی رنگت زرد ہو گئی تھی مگر نہ روحان کو اس سے کوئی ہمدردی تھی اور نہ اسے خود اپنی فکر تھی صبح ہوتی تو وہ روبوٹ کی طرح اٹھ کر روحان کے لیے ناشتہ بناتی،

ضامن اور عرش نے تو اسے ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھا ہوا تھا اسے گھر کے کام کرنے کچھ خاص آتے نہیں تھے اس بات کی روحان نے اسے سہی سزا دی تھی

عروہ جانتی تھی یا اس کا خدا کہ اس نے سارے کام کیسے سیکھے روحان زرا سی غلطی پر اسے بری طرح مارتا تھا کیونکہ عروہ کی سب سے بری بات جو اسے لگتی تھی وہ روحان سے ڈرتی نہیں تھی وہ مارتے ہوئے کا ہاتھ تو نہیں روک پاتی تھی مگر اس کی باتیں روحان کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی تھیں مگر وہ بے حس بن جاتا

عروہ کا نگاہیں نہ جھکانا اسے آگے سے کوئی جواب نہ دینا ہی اسے طیش دلاتا تھا وہ جتنا اسے خوفزدہ کرنا چاہتا کہ وہ ہر شب اسے نئے طریقے سے اذیت دیتا مگر وہ صبح اسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی تمام کوششیں ناکام بنا دیتی

وہ فرش پر بیٹھی اپنے ہاتھوں کو غور سے دیکھ رہی تھی جن پر آج صبح ہی وہ تازہ زخم دے کر گیا تھا بات صرف اتنی تھی کہ اس نے صبح دیر سے ناشتہ بنایا تھا وجہ یہ

تھی کہ کچھ دن سے وہ اتنی کمزور ہو رہی تھی کہ آج صبح وقت پہ نہ جاگ سکی مگر روحان تو جیسے اس کی شکل دیکھتے ہی غصے میں آجاتا تھا کجا کہ اس کی کوئی غلطی معاف کر دے

وہ جلے ہاتھ لیے اس وقت یہ سوچ رہی تھی کہ چپاتی کیسے بنائے کیوں کہ کھانا تو وہ بنا چکی تھی بس روٹی رہتی تھی اتنے میں اسے باہر کھٹ پٹ کی آواز آئی یقیناً روحان ہوگا وہ صبح جاتے ہوئے دروازہ باہر سے لاکڈ کر کے جاتا تھا اور آکر خود ہی کھولتا تھا وہ کمرے میں داخل ہوا تو عروہ کو دیکھنے لگا جو رات والے ہی لباس میں ملبوس تھی بال صبح والی کارروائی کے باعث جیسے بکھرے تھے وہ ابھی بھی ویسے ہی بکھرے ہوئے تھے لباس اس کے بدن پر کافی ڈھیلا تھا اسے یاد تھا جب وہ یہ ڈریس عروہ کے لیے لایا تھا تو بلکل ٹھیک تھا مگر اب ایسے لگ رہا تھا جیسے اس کے ناپ کا نہیں ہے

"پانی لاؤ۔۔"!

وہ اسے نظر انداز کیے ہنوز ویسے ہی بیٹھی تھی

"جاہل لڑکی جب شوہر گھر آئے تو اسے پانی کا پوچھتے ہیں۔۔"

وہ اب خاصی بلند آواز میں غرایا تھا اور موبائل جیب سے نکال کر بیڈ پر پٹخا تھا جبکہ عروہ یکدم اس کی دھاڑتی آواز پر چونکی تھی

"چائے بھی بننے رکھ دو۔۔ ویسے بھی ہر کام کو دو گھنٹے لگاتی ہو تم۔۔"

سر کو مسلتے باہر جاتی عروہ کو پکارتے اس نے کہا اور جوتوں سمیت بیڈ پر دراز ہو گیا

وہ خاموشی سے کچن میں آئی اور چائے چولہے پر رکھ کر ڈسپینسر سے گلاس میں پانی بھرنے لگی اور پھر کمرے کی جانب بڑھی مگر کمزوری کے باعث اس کی

آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا دروازے کو پکڑ کر اس نے خود کو سہارا دیا صد شکر کہ گلاس ہاتھ سے نہ چھوٹا تھا ورنہ روحان نے اسے جانے کتنی باتیں سنانی تھی یہ روحان کی عادت تھی کہ اگر اس سے کچھ نقصان ہو جاتا تو روحان کبھی بھی اسے نہیں بخشتا تھا

"توڑ دو اسے بھی۔۔ میرے گھر کے سارے برتن تو تم توڑ چکی ہو۔۔ میرے پاس تمہارے باپ اور بھائی کی طرح جائیداد نہیں ہے۔۔ یہ سب محنت سے کماتا ہوں میں۔۔ مگر تم ہر دوسرے دن میرا کوئی نا کوئی نقصان کر دیتی ہو۔۔ بھئی تمہارے بھائی کی طرح حرام نہیں کما رہا۔۔ سارا دن محنت کر کے کماتا ہوں"

وہ آگے بڑھ کر اسے گلاس تھما رہی تھی جب وہ اپنی زبان کا زہر اس پر انڈیلنا شروع کر چکا تھا مگر وہ ہمیشہ کی طرح اسے خاموشی کی مار، مار رہی تھی بغیر اس کی کسی بات کا جواب دیے واپس مڑ گئی

"بدتمیز لڑکی۔۔"

گلاس لبوں سے لگانے سے پہلے یہ لفظ اس کی زبان سے ادا ہوا تھا جبکہ عروہ کمرے سے نکل چکی تھی

وہ کچھ دیر بعد فریش ہو کر کھانے کے لیے کچن میں آیا تو عروہ کو کسی سوچ میں ڈوبا پایا

"اپنے عاشق کو یاد کر رہی ہو۔۔؟"

اس کے چہرے کے سامنے چٹکی بھرتے اس نے کہا تو عروہ نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا مگر اس کی بات سن کر نظرانداز کر گئی

”ویسے بڑی پکی ہو تم۔۔ میری اتنی مار اور اذیتوں کے بعد بھی اپنے عاشق کا نام نہیں بتایا تم نے۔۔ سنو آج بتا ہی دو۔۔“

کلائی تھام کر اپنی جانب کھینچتے ہوئے اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی

”روٹی نہیں بن رہی مجھ سے۔۔“

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی یکسر مختلف بات بولی تو روحان نے ماتھے پر بل پڑے

”کیوں ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں کیا تمہارے۔۔؟“

وہ اس مرتبہ اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالے سختی سے پوچھ رہا تھا

"ان ہاتھوں سے روٹی بنانے میں مجھے تو کوئی مسلہ نہیں ہے۔۔ بعد میں آپ نے ہی کہنا تھا کہ میں نے جان بوجھ کر آپ کو تنگ کرنے کے لیے ان ہاتھوں سے روٹی بنائی ہے ورنہ کھانا باہر سے بھی آسکتا تھا۔۔"

وہ اپنے زخمی ہاتھ جن پر چھالے ابھرے ہوئے تھے سامنے کرتی کاندھے اچکا کر بولی تو روحان نے اس کی چالاکی پر غصے سے اسے دیکھا مگر وہ پہلے کی طرح مطمئن کھڑی تھی

"کبھی سکون نہ دینا مجھے۔۔ بندہ گھر آئے تو کھانا پانی چاہیے ہوتا ہے مگر۔۔ مگر تم ہو ہی اس قابل نہیں۔۔ جا رہا ہوں میں باہر کھانے۔۔ خود ہی کھاؤ یہ کھانا تم۔۔"

وہ اس کے ہاتھوں سے کراہت کرتا بولا اور جانے کے لیے مڑ گیا جبکہ عروہ نے شکر ادا کیا کہ اب وہ رات دیر تک آنے والا نہیں تھا مگر جب واپس آئے گا تو نشے

میں آئے گا اور پھر وہ اس کے ساتھ مزید برا سلوک کرے گا یہ سوچ آتے ہی اس نے جھرجھری لی

//////////////////////////

''عرش پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔''!

شازل نے جب اسے سر دونوں ہاتھوں میں گرائے دیکھا تو کاندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی

وہ دونوں ابھی ڈیوٹی سے واپس آئے تھے اور عرش، شازل کے گھر ہی آ گیا تھا

''شازل میں نے ہر جگہ پتہ لگا لیا مگر روحان کا کچھ پتہ نہیں۔۔مجھے عروہ کی بہت فکر ہو رہی ہے۔۔''

شازل نے عرش جیسے مضبوط مرد کو پہلے کبھی اس طرح نہیں دیکھا تھا عرش کے لیے اس کے دل سے دعا نکلی تھی کہ عرش کی ساری پریشانیاں دور ہو جائیں

"بہت جلد مل جائے گی۔۔امید نہ چھوڑ یار۔۔"

تسلی دینے کے بعد اس نے سامنے رکھا چائے کا کپ عرش کی جانب بڑھایا

"ایک بات بولوں۔۔یار برا مت ماننا۔۔"

کپ شازل سے لے کر جب اس نے دوبارہ میز پر رکھا تو شازل نے اسے مخاطب کیا عرش نے سر ہلا کر اسے بولنے کی اجازت دی

”یار تو مریم بھابھی کے ذریعے عروہ کا پتہ لگا سکتا ہے۔۔ صرف اوپر اوپر سے تو روحان کو یہ ظاہر کر کہ اگر وہ تیری بہن کو نقصان پہنچا سکتا ہے تو تم بھی۔۔“

”شٹ اپ یار۔۔ تو سوچ بھی کیسے سکتا ہے یہ بات۔۔ میں مرہم کو کوئی نقصان پہنچاؤ گا۔۔“

شازل ڈرتے ہوئے بول رہا تھا جب عرش نے اس کی بات کا مطلب سمجھ کر اسے سختی سے ٹوکا

”میں صرف دکھاوا کرنے کو کہہ رہا ہوں۔۔ کون سا تمہیں مریم بھابھی کے ساتھ برا سلوک کرنے کو کہہ دیا ہے۔۔ دیکھو ایسے وہ بھی تڑپے گا اپنی بہن کے لیے اور بہن کی محبت اسے پاکستان واپس لے آئے گی۔۔“

شازل نے اسے مشورہ دیا مگر عرش اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھا

"اس سب میں مریم کا کتنا دل دکھے گا یار۔۔یہ بات بھی تو سمجھ نا تو۔۔ عروہ کو تو میں روحان کی قید سے نکال لوں گا۔۔تو دیکھنا پھر میں اس روحان کا کرتا کیا ہوں ۔۔"

عرش غصے میں بولا تھا جبکہ شازل نے سرد آہ بھری تھی

"اچھا چل اب اپنے گھر جا تیری دوسری بیوی تیرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔"

شازل نے تپے ہوئے انداز میں کہا تو عرش نے چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگا لیا اس کا مطلب تھا وہ اس فضول بات کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا

////////////////

وہ ساری رات گھر نہیں آیا تھا صبح آیا تو سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا وہ عرش کا ناشتہ بنانے کی غرض سے کچن میں آئی تھی حالانکہ جانتی تھی کہ عرش شاہ اس کی شکل دیکھنے کا روادار نہیں ہے کجا کہ اس کے ہاتھ کا ناشتہ کھا لے مگر وہ منفی سوچوں کو پس پشت ڈال کر ناشتہ تیار کرنے لگی

ناشتہ بنا کر وہ ڈائننگ ٹیبل پر لگا رہی تھی جب وہ کمرے سے فریش سا نکلا تھا وہ ڈیوٹی پر جانے کو مکمل تیار تھا امل کی نگاہیں اس پر اٹھیں تو پلٹنا بھول گئیں پولیس یونیفارم اس کی شخصیت پر کتنا جچتا تھا وہ اسے نظرانداز کرتا باہر کی سمت بڑھنے لگا جب امل نے اسے پیچھے سے پکارا تھا اس کی پکارنے پر عرش شاہ کے ماتھے پر بل پڑے

"ناشتہ کر کے جائیں پلیز۔۔"

عرش کی نگاہوں میں کسی قسم کی نرمی نہ تھی چہرہ بلکل سپاٹ تھا مگر وہ ٹیبل کی جانب اشارہ کرتی بولی تو عرش شاہ نے ایک نگاہ اس پر ڈال کے ٹیبل کو دیکھا

"آج تم مجھے بتادو۔۔آخر تم چاہتی کیا ہو۔۔؟کیوں بار بار مجھے مخاطب کرتی ہو۔۔میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تم سے نکاح کرنا تھا۔۔اپنے اس عمل پر میں ساری زندگی پچھتاؤں گا۔۔میری زندگی میں کچھ دن ہیں بس تمہارے۔۔وہ بھی کسی مقصد کے تحت۔۔ورنہ ایک لمحہ نہ لگاتا تمہیں اپنی زندگی سے نکالنے پر ۔۔"

وہ لہجے میں حقارت،ناپسندیدگی اور بے زاری لیے بول رہا تھا جبکہ امل کو اس کے الفاظ نے بہت تکلیف دی

"پلیز مجھے مت چھوڑیں شاہ جی۔۔"

”شٹ اپ۔۔مجھے شاہ جی صرف میری مریم کہتی ہیں۔۔تم یہ کہنے کا حق نہیں رکھتی۔۔“

وہ اسے بولنے سے روکتے ہوئے دھاڑا تھا

”بیوی ہوں میں آپ کی۔۔میرا بھی آپ پر اتنا ہی حق ہے جتنا مریم کا ہے۔۔“

وہ بھی غرائی تھی

”بیوی نہیں سزا ہو تم میری۔۔جو میں نے خود اپنے لیے منتخب کی ہے۔۔“

وہ تمسخر اڑاتا گویا ہوا تو امل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

"پلیز ایسا نہ کریں میرے ساتھ۔۔ میں اپنی ہر غلطی کی معافی۔۔"

"بکواس بند کرو اپنی۔۔ ختم کرو یہ سب ڈرامے۔۔ تم جیسی خود غرض لڑکی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔۔ جو اپنی بہن کو برباد کرنا چاہتی تھی۔۔"

وہ روتے ہوئے معافی مانگنے لگی تو عرش شاہ نے ایک قدم اس کی جانب بڑھ کر بات کاٹی اور دبے دبے غصے میں بولا تھا

"میں مریم کو برباد نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ میں بس اسے آپ سے دور۔۔"

وہ اسے سچ بتاتے ہوئے شرمندہ ہو رہی تھی

"ہاں سب سمجھ گیا ہوں میں تمہاری سازشیں۔۔"

عرش نے سر ہلاتے ہوئے بے زاری سے اسے دیکھا مزید وہ کچھ کہتی اس سے پہلے عرش تیز تیز قدم بڑھاتا باہر نکل گیا

اور وہ سسکتے ہوئے وہیں بیٹھ گئی وہ مانتی تھی اس سے غلطی ہوئی ہے بلکہ گناہ ہوا ہے کسی کا گھر خراب کرنا گناہ کرنے کے ہی مترادف ہوتا ہے مگر اب اسے احساس ہوا تھا کہ وہ غلط تھی عرش شاہ کی محبت مریم کے لیے اتنی کمزور نہیں ہے جو وہ اتنی آسانی سے مریم کو اپنی زندگی سے نکال دے گا

//////////////////////////

"امل تم میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہو۔۔میں نے تم سے نکاح صرف تمہاری عقل ٹھکانے لگانے کے لیے کیا تھا مگر میں کیا کروں چاہنے کے باوجود میں تم پر ہاتھ تک نہیں اٹھا سکتا۔۔

میری ماں کی تربیت ایسا کچھ بھی کرنے نہیں دیتی مجھے۔۔ ورنہ میں تمہیں وہ اذیت دیتا کہ تم میرے نام سے بھی کانپتی۔۔ تم برباد کرنا چاہتی تھی نہ ہمیں۔۔ مریم کو۔۔ بابا کو۔۔ مجھے۔۔ تمہاری سازش تم پر الٹی پڑ چکی ہے۔۔

لیکن میں مزید کوئی غلطی نہیں کروں گا۔۔ میں تمہیں چھوڑ دوں گا بلکہ حالات ایسے پیدا کروں گا کہ تم خود مجھے چھوڑو گی۔۔ کیوں کہ تم مجھے مکمل حاصل کرنا چاہتی ہو۔۔ تم مریم نہیں ہو جو شوہر کو دوسری عورت کے ساتھ بانٹ سکے۔۔

اگر آج میں دل پر پتھر رکھ کر تمہیں بیوی تسلیم کر بھی لوں تو تم کبھی بھی مریم کو میری زندگی میں برداشت نہیں کرو گی۔۔ اس لیے امل علی ہم دونوں کا ساتھ ممکن نہیں آج نہیں تو کل تمہیں احساس ہو جائے گا کہ عرش شاہ تمہیں کچھ نہیں دے سکتا اور اتنی بے وقوف تو تم نہیں ہو کہ زیادہ وقت مجھ پر ضائع کرو

۔۔"

وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ہر بات پر غور کر رہا تھا اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ کچھ وقت دے گا امل کو تاکہ وہ سمجھ جائے کہ عرش شاہ اس کا کبھی نہیں ہو سکتا

جس طرح بغیر سوچے سمجھے اس نے نکاح کیا تھا اب طلاق جلد بازی میں نہیں دے سکتا تھا اگر وہ ایسا کوئی قدم اٹھاتا ہے تو سب گھر والے، ضامن اور حورین اس سے مزید نالاں ہو جائیں گے اور پھر جو بھی ہو امل، رامین آنی کی بیٹی تھی وہ رامین آنی کو مزید تکلیف نہیں دے سکتا تھا اب جو کرے گی وہ امل کرے گی تاکہ کل کو کوئی عرش شاہ کو غلط نہ کہے کہ امل کو چھوڑ کر پھر سے غلطی کر دی

آج اس کا ارادہ حویلی جانے کا تھا سو ڈیوٹی کے بعد روانہ ہو گیا حویلی پہنچ کر وہ سب سے ملا، حورین اور ضامن کی سوال کرتی آنکھوں سے اس نے اپنی نگاہیں چرائی تھیں

مریم الگ اس سے نظر بچاتی پھر رہی تھی رات وہ کافی دیر تک کمرے میں اس کا انتظار کرتا رہا مگر وہ شاید جان بوجھ کر کمرے میں نہیں آ رہی تھی بے تحاشہ تھکن کے باوجود وہ رات بارہ بجے تک اس کا انتظار کرتا رہا

وہ بھی عرش شاہ کے سونے کے بعد کمرے میں آنا چاہتی تھی جب کمرے کی لائٹ بند ہوئی تو اس نے کمرے میں قدم رکھا وہ لمپ کی روشنی میں بیڈ پر سوئے عرش شاہ کو دیکھتی آہستہ سے دروازہ بند کرتی بیڈ کی خالی جگہ کی سمت بڑھی وہ جانتی تھی عرش کی نیند بہت کچی ہے ذرا سی آہٹ پر جاگ جائے گا اسی لیے بغیر آواز پیدا کیے بلینکٹ میں گھس گئی اور عرش کی جانب پشت کیے لیٹ گئی جبکہ عرش اس کی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا جیسے ہی مریم نے آنکھیں بند کیں اسے اپنی پشت پر نرم سا لمس محسوس ہوا

عرش شاہ کا اس کی کمر پر رینگتا ہاتھ اب اس کے بال سمیٹ رہا تھا وہ اتنے دن بعد اس لمس کو محسوس کرتی سسک گئی اور لبوں کو آپس میں پیوست کر لیا آنکھیں

زور سے بند کرلی وہ اب ایک ہاتھ اس کی کمر کے نیچے سے نکال کر اسے قریب تر کرچکا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اوپر کی جانب سے پیٹ کے گرد لپیٹ لیا اب وہ مکمل عرش شاہ کے نرم اور محبت بھرے حصار میں تھی

"میری محبت کو کمزور کیوں سمجھتی ہیں آپ۔۔؟؟"

وہ اتنے دھیرے سے اس کے کان کے قریب بول رہا تھا کہ اس کے لب مریم کے کانوں کو چھو رہے تھے وہ اس کی سرگوشی کا مطلب سمجھتی لب پھر سے بھینچ گئی

"دور دور کیوں رہنے لگی ہیں مجھ سے آپ۔۔؟؟"

وہ سوال کرر ہا تھا

"مریم میں جانتا ہوں۔۔ میں نے آپ کا بہت دل دکھایا ہے۔۔ پلیز دور رہ کر سزا نہ دیں مجھے۔۔ معاف کر دیں مجھے پلیز۔۔"

وہ بولا تو اس کے انداز میں ندامت تھی مگر مریم ہنوز خاموش رہی آنسو ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے

"ان چار سالوں میں کوئی ایسا دن یا لمحہ بتائیں مریم جب میں نے کسی چیز کو آپ پر ترجیح دی ہو۔۔ آپ کا مقام میری زندگی میں بہت بڑا ہے۔۔ جس کی برابری کوئی نہیں کر سکتا ہے۔۔ پھر بھی آپ اس طرح دور کیوں رہنے لگی ہیں مجھ سے ۔۔ میری کال نہیں اٹینڈ کرتی آپ۔۔ جانتی ہیں کتنی پریشانی ہوتی ہے اس وقت مجھے پھر گھر کے نمبر پر کال کر کے یا مام سے آپ کی خیریت معلوم کرتا ہوں۔۔ تب کہیں جا کر تسلی ہوتی ہے مجھے۔۔"

عرش شاہ کے لہجے میں دکھ تھا مریم بے آواز رونے لگی

”کیوں مجھے اذیت دینے کے حربے استعمال کرتی ہیں۔۔جانتی بھی ہیں کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا میں۔۔“!

وہ اس کا بے آواز رونا محسوس کر چکا تھا اور اب اس کا رخ اپنی جانب کرتا اس کے ماتھے پر لب رکھتا نم آواز میں بولا تو مریم اس کے سینے میں منہ دیے شدت سے رو پڑی اسے اس طرح روتے دیکھ کر عرش شاہ نے اس کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے آنکھیں میچ لیں جیسے اپنا ضبط آزما رہا ہو

”مریم۔۔میری جان۔۔میری زندگی۔۔میرا سکون۔۔میرا چین۔۔میری خوشی۔۔“

وہ اس کی کمر سہلاتے ہوئے شیریں لہجے میں بولا تو مریم اس کے اس انداز پر ایک مرتبہ پھر سسک گئی

”آپ جانتی ہیں مریم۔۔آپ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ میرے دل کی ملکہ بنتی جا رہی ہیں۔۔“ !

”اتنا کچھ ہو گیا مگر آپ کی طرف سے نہ کبھی کوئی شکایت۔۔نہ کبھی کوئی شکوہ ۔۔نہ کبھی آپ نے مجھ سے کچھ مانگا۔۔ مجھ سے جڑے ہر رشتے کا مجھ سے زیادہ خیال رکھا

۔۔اتنی فرمانبردار اور خدمت گزار بیوی مجھ گناہ گار کے نصیب میں کیسے لکھ دی خدا نے۔۔“

وہ اب اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا اسے ریلیکس کرنے کے ساتھ ساتھ محبت اور عقیدت سے گویا ہوا تھا

"لیکن۔۔مم میں۔۔آپ کک کو۔۔اولاد۔۔تو۔۔نہیں دے سکتی نا۔۔"

چند لمحوں بعد مریم کی رونے کے باعث بیٹھی ہوئی مدھم آواز ابھری تو اس آواز میں کیا کچھ نہ تھا غم،احساس ندامت، شرمندگی احساس کمتری, عرش شاہ نے ایک سرد آہ بھری

"مریم آج ایک بات میری دھیان سے سنیں۔۔"

وہ مریم کا آنسوؤں سے بھرا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر بلند کرتا نہایت سنجیدگی سے گویا ہوا جبکہ مریم اس کی آنکھوں میں بے اختیار دیکھنے لگی

"خدا نے نکاح کے ذریعے عورت کو مرد کا سکون پہنچانے کا ذریعہ بنایا۔۔نا کہ نسل آگے بڑھانے کا ذریعہ۔۔پلیز اس بات کو سمجھیں مریم۔۔آپ میرا سکون ہیں۔۔جہاں تک بات رہی اولاد کی۔۔تو خدا نے اولاد کو مرد کا نصیب قرار دیا ہے

۔۔میں یہ نہیں کہتا کہ میں بہت نیک اور اعلیٰ ظرف مرد ہوں جسے اولاد نہیں چاہیے۔۔ محض اس لیے کہ اس کی بیوی اولاد پیدا نہیں کر سکتی۔۔میری بھی خواہش ہے کہ خدا ہمیں اولاد دے۔۔خدا مجھے آپ سے اولاد دے تا کہ میری اولاد کی تربیت اچھی ہو۔۔ مگر بر عکس ہم خدا کی آزمائش میں ہیں۔۔"

وہ اسے نہایت سنجیدگی سے سمجھا رہا تھا وہ خود بھی غم میں تھا

"آپ امل سے اولاد۔۔"

وہ بے ساختہ بولی تھی

"امل اس قابل نہیں ہے مریم۔۔میں نہیں چاہتا کہ میری اولاد کی تربیت ایک خود غرض لڑکی کے ہاتھوں ہو جسے ماں باپ کی بھی پرواہ نہیں تھی۔۔اور میں اتنا خود غرض نہیں ہوں کہ اولاد امل سے حاصل کر کے آپ کی جھولی میں ڈال

دوں۔۔ بلکل نہیں مریم۔۔ آپ جیسا سوچ رہی ہیں ایسا میں کبھی نہیں کروں گا ۔۔امل کا چیپٹر جلد کلوز ہو جائے گا۔۔“

وہ اس کی بات کے جواب میں حتمی انداز میں بولا تھا

”شاہ جی پلیز۔۔ میں جانتی ہوں میں آپ کو یہ خوشی نہیں دے سکتی مگر آپ امل کو معاف کر دیں جو بھی اس نے کیا۔۔ میں نے آپ کے اور امل کے نکاح کو خدا کی مصلحت سمجھ کر قبول کر لیا ہے پلیز آپ امل کے بارے میں اپنا دل صاف کر لیں۔۔“

وہ بول رہی تھی اور عرش اسے بغور دیکھ رہا تھا

"نہیں مریم بلکل نہیں۔۔ پلیز آئیندہ امل کے بارے میں آپ مجھ سے کوئی بات نہیں کریں گی۔۔ میں آپ کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ چکا ہوں۔۔ پلیز سمجھیں۔۔"

عرش کے لہجے میں کسی حد تک سختی تھی مریم مزید کچھ نہ بولی وہ ابھی بھی عرش کی گرفت میں تھی چند لمحے کمرے میں خاموشی چھائی رہی عرش نے آنکھیں بند کرلیں تھیں شاید وہ سونا چاہتا تھا تھکان اس کے چہرے پر واضح تھی

"عروہ کا کچھ پتہ چلا۔۔؟"

مریم نے عرش کو آنکھیں موندے دیکھا تو مدھم سی آواز میں بولی

"نہیں۔۔"

بند آنکھوں سے ہی عرش نے یک لفظی جواب دیا

"آپ تو بھائی کا پتہ لگا سکتے ہیں نا۔۔ کہ وہ عروہ کو لے کر کہاں گئے ہیں۔۔"

وہ اب عرش کے سینے پر اپنی انگلی سے لائینیں کھینچنے لگی

"ہوں۔۔ معلوم ہو جائے گا لیکن کچھ وقت لگے گا۔۔"

ہنوز آنکھیں بند لیے وہ بھاری آواز میں بولا تھا

"آپ میری بات کروادیں بھائی سے۔۔ وہ یہ سب میری وجہ سے کر رہے ہیں نا عروہ کے ساتھ۔۔ میں انہیں سمجھاؤں گی کہ عروہ کے ساتھ کچھ غلط مت کریں۔۔"

مریم نگاہیں اور سر جھکائے بول رہی تھی جبکہ اس کی بات پر عرش نے آنکھیں وا کیں لمپ کی مدھم روشنی میں عرش شاہ کی آنکھوں کی نمی مریم نے واضح دیکھی تھی

”مریم۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ لیکن حالات اس وقت ایسے ہیں کہ آپ اس معاملے میں خاموش رہیں۔۔ کیونکہ روحان پر کسی چیز کا اثر نہیں ہو رہا۔۔ کیا میں نہیں جانتا جب بھی روحان نے آپ کو کال کی ہو گی آپ نے عروہ کا ہی پوچھا ہو گا۔۔اور واپس لانے کی التجاء کی ہو گی۔۔ مگر میں جانتا ہوں وہ اس وقت کسی کی نہیں سن رہا۔۔ خیر چند دن میں عروہ ہمارے پاس ہو گی آپ فکر مت کریں۔۔ “

وہ دھیرے سے اسے سمجھا رہا تھا جبکہ مریم نے خاموش رہنا بہتر سمجھا کیونکہ روحان تو اس کی بھی کچھ سنتا نہیں تھا

کئی پل گزرے تھے جب وہ کچھ نہ بولی تو عرش نے دوبارہ آنکھیں موند لیں

"شاہ جی مجھے بچہ چاہیے" !

وہ پھر سے بھیگی آواز میں کسی ضدی بچے کی طرح بولی تھی عرش نے اس کی آواز میں نمی محسوس کرتے ہوئے آنکھیں وا کیں

"خدا ہر چیز پر قادر ہے مریم۔۔مام نے مجھے کسی ڈاکٹر کا بتایا ہے ہم جلد ہی ان کے پاس جائیں گے۔۔ناامید نہ ہوں میری جان۔۔خدا ہماری ضرور سنے گا۔۔"

مریم کو پر یقین انداز میں کہتے ہوئے اس نے اس کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھ دیے تھے آہستہ آہستہ عرش شاہ کی قربت نے مریم کو پگھلا دیا اور وہ اس کا بکھرا بکھرا وجود دل اپنے خوبصورت محبت کے اظہار سے سمیٹ رہا تھا

//////////////

وہ لاؤنج میں بیٹھا عروہ کے باہر آنے کا شدت سے انتظار کر رہا تھا کچھ دنوں سے وہ عروہ کی ناساز طبیعت کو نظر انداز کر رہا تھا مگر کل رات جب وہ نشے کی حالت میں عروہ کے قریب گیا تو وہ بے حال ہو چکی تھی صبح تک وہ بخار میں تپ رہی تھی بیڈ سے اٹھتی تھی تو چکر آنے لگتے تھے بخار کی دوا تو اس نے اسے فوراً دی تھی بخار اتر بھی چکا تھا وہ بغیر ناشتہ کیے ہی آفس گیا تھا

جب وہ شام کو گھر آیا تو وہ ہنوز بستر پر تھی اس نے اسے نیند اور غنودگی سے جگایا تو وہ بھی اٹھ بیٹھی مگر زیادہ دیر نہ بیٹھ سکی اور منہ پر ہاتھ رکھتی واش روم کی جانب بڑھی

وہ ماتھے پر بل ڈالے اس کو دیکھ رہا تھا جو نڈھال سی چلی آ رہی تھی

"وامیٹنگ کب سے ہو رہی ہے تمہیں۔۔"

روحان کے سوال پر اس نے اس کی جانب دیکھا

"کک کل سے۔۔"

جواب دے کر وہ دوبارہ لیٹ گئی روحان کی گہری نگاہیں اس کا جائزہ لے رہیں تھی وہ چار مہینے سے اس کے ساتھ تھی ان چار مہینوں میں عروہ کی صحت دن بدن گرتی گئی تھی

وہ اسے آنکھیں موندے لیٹے دیکھ کر باہر کی جانب گیا تھا اور پھر کچھ دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کچھ تھا اس نے عروہ کو سہارا دے کر بیڈ سے اٹھایا اور وہ کٹ اس کے ہاتھ میں دی

"ٹیسٹ کر کے جلدی باہر نکلنا۔۔"!

وہ اسے حکم دیتا کمرے سے ہی نکل گیا

عروہ کے سر پہ تو جیسے آسمان ٹوٹا تھا کئی پل وہ ہل بھی نہ سکی تھی یہ سب کیا ہو رہا تھا اس کی سوچیں مفلوج ہو چکی تھیں یعنی اس قید سے نکلنے کے سارے راستے بند ہو رہے ہیں

وہ شدت سے اس کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا کافی دیر بعد جب وہ باہر نہ نکلی تو روحان کمرے کی جانب بڑھا عروہ کو فرش پر گرا دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے جلدی سے باہوں میں بھر کر بیڈ پر لٹایا

//////////////////////

آدھی رات کے وقت اسے ہوش آیا تھا کمرے میں مدھم روشنی تھی اس نے نقاہت اور کمزوری کے باعث پھر سے آنکھیں بند کی تھیں اور چند لمحوں بعد جب اس کا دماغ مکمل حواس میں آیا تو وہ اپنی ویران آنکھوں سے چھت کو گھورنے لگی

قسمت اسے کہاں سے کہاں لے آئی تھی وہ حویلی کی اکلوتی بیٹی تھی لاڈوں میں پلی بڑھی تھی باپ اور بھائیوں سے ناز اٹھوانے والی نے کبھی سوچا نہ تھا کہ زندگی اسے اس قدر سخت تھپڑ مارے گی

وہ کتنی معصوم، کھلکھلا کر ہنسنے والی تھی روحان نے اسے کیا سے کیا بنا دیا تھا

اتنے مہینوں سے وہ ہنسنا تو دور مسکرانا بھی بھول گئی تھی

روحان نے تو کبھی بھی اس سے نرمی نہیں برتی تھی وہ تو ہر گزرتے دن کے ساتھ مزید سخت ہوتا جارہا تھا کیا اپنی اولاد کا سن کر وہ اس کے لیے نرم ہو گا ہاں اس نے اپنی دادی سے سنا تھا کہ انسان جتنا بھی سخت ہو مگر اولاد کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے

"مام، ڈیڈ بھیا۔۔"!

اپنے گھر والوں کو یاد کرتی وہ سسک اٹھی تھی

"یااللہ۔۔روحان کے دل میں میرے لیے رحم ڈال دے۔۔"

ایک آنسو اس کی آنکھ سے بہہ کر بے مول ہوا تھا

//////////////////////

"اٹھ گئی تم۔۔؟"

وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے مامتا کے اس خوبصورت احساس کو محسوس کر رہی تھی جب روحان کمرے میں داخل ہوا تھا وہ دو دن سے بستر پر تھی آج صبح ہی روحان اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تھا وہ چاہتی تھی کہ روحان اس سے اس خبر کے بارے میں کچھ کہے مگر روحان تو دو دن سے خاموش تھا

"یہ جوس پی لو۔۔"!

وہ اس کے پاس بیٹھ کر اسے سہارا دے کر بیٹھا رہا تھا اور جوس کو اس کے ہاتھوں میں تھما کر اسے دیکھنے لگا

"کیا مجھے یہ سب کرنا چاہیے۔۔؟اگر عروہ کو کچھ ہو گیا تو۔۔؟؟نہیں نہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔دوائی ہی تو کھانی ہے پھر تھوڑی سی طبیعت خراب ہو گی اور پھر سب نارمل ہو جائے گا

عروہ کو گھونٹ گھونٹ جوس پیتے دیکھ وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھا

"عروہ یہ میڈیسن لے لو۔۔"

وہ نگاہیں چرائے کہہ رہا تھا

"یہ کون سی میڈیسن ہے۔۔اب بخار نہیں ہے مجھے۔۔پھر ایسے یہ میڈیسن نہیں لینی چاہیے مجھے۔۔"

وہ بے ساختہ بولی تھی

”میڈیکل پڑھ رہی تھی تم۔۔ڈاکٹر نہیں بنی تھی ابھی جو ڈاکٹری جھاڑ رہی ہو اپنی مجھ پر۔۔چپ کر کے کھاؤ یہ دوائی۔۔“

وہ حقارت سے بولا تھا

”لیکن اس ڈاکٹر نے تو مجھے کوئی بھی دوائی نہیں دی تھی۔۔“

وہ الجھی الجھی سی گویا ہوئی

”یہ میں لے کر آیا ہوں۔۔اور تمہیں ہر حال میں کھانی ہے کیونکہ مجھے ابھی بچہ نہیں چاہیے۔۔“

روحان نے بہت آرام سے یہ بات بولی تھی جیسے یہ اس کے لیے کوئی بڑی بات نہیں تھی مگر عروہ نے صدمے سے اسے دیکھا تھا وہ یہ بات کیسے کر سکتا ہے تو کیا وہ اس بچے کو مارنا چاہتا تھا

"روحان پلیز ایسا مت بولیں۔۔ دیکھیں میں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔۔ بھائی کی طرف سے بھی اور جو میری غلطیاں ہیں۔۔ سب کی معافی مانگتی ہوں۔۔ لیکن یہ بات نہ بولیں۔۔ پلیز آپ سب بھول جائیں نا۔۔ آپ جو کہیں گے وہ کروں گی۔۔ لیکن یہ بات نہ بولیں"..

وہ روحان کا ہاتھ تھامے امید سے گڑگڑاتے ہوئے التجاء کرنے لگی

"میں فیصلہ کر چکا ہوں عروہ۔۔ تمہاری کوئی بات مجھ پر اثر نہیں کرے گی اب ۔۔اس لیے بہتر ہے چپ کر کے یہ دوائی کھاؤ۔۔"

وہ اس کے ہاتھ جھٹکتا بے حد سختی سے بولا

"روحان یہ آپ کی اولاد ہے۔۔"

"جانتا ہوں۔۔اسی لیے اس کا فیصلہ کر رہا ہوں۔۔مجھے ابھی بچے نہیں چاہیے۔۔"

وہ سفاکیت کی انتہا پر تھا

"روحان آپ سب بھول نہیں سکتے۔۔؟ پلیز اتنی بڑی سزا نہ دیں مجھے۔۔ معاف کر دیں مجھے۔۔اپنی اولاد سے تو بدلہ نہ لیں۔۔"

وہ گڑگڑا رہی تھی ہاتھ جوڑ کر نا کردہ گناہوں کی معافی مانگ رہی تھی

"میں آفس جا رہا ہوں۔۔جب میں گھر آؤں تو تم میرے سامنے یہ میڈیسن لو گی۔۔ سنبھلنے کے لیے اتنا وقت بہت ہے۔۔"

وہ انتہا کا سفاک ثابت ہوا تھا عروہ کی باتوں، رونے، گڑگڑانے کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا

"نہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔۔بے شک جتنا مرضی مار لیں آپ مجھے"

وہ نڈر ہو کر بولی تھی

"اچھا تو تم میری بات نہیں مانو گی۔۔"

عروہ کے مسلسل انکار نے روحان کو طیش دلایا تھا

"ہاں۔۔ مم میں یہ میڈیسن نہیں لوں گی۔۔"!

وہ ایک مرتبہ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتی نڈر ہو کر بولی تھی

"ٹھیک ہے میں بھی دیکھتا ہوں تم میری بات سے انکار کیسے کرتی ہو۔۔"

وہ اپنی پینٹ سے بیلٹ کھینچتا اس کی جانب بڑھا تھا عروہ کے خوف کے مارے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے

"۔ نن نہیں پلیز روحان۔۔"

//////////////////////

اس کا ہاتھ تب تک نہیں رکا تھا جب تک کہ عروہ کا وجود خون میں لت پت نہ ہو گیا تھا جب وہ بیلٹ دور پھینکتا ہانپ رہا تھا تب اسے احساس ہوا کہ وہ غصے میں کتنا غلط کر چکا ہے عروہ کے وجود میں کوئی جنبش نہ تھی وہ بے سدھ پڑی تھی اس کی یہ حالت روحان کو کانپنے پر مجبور کر گئی تھی

"ع ع عروہ۔۔"!

بے ساختہ اس کے لبوں سے نکلا تھا

"اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔"

وہ جی جان سے کانپ گیا تھا اس نے بچہ ختم کرنا چاہا تھا مگر شاید وہ غصے میں اسے کچھ زیادہ ہی مار چکا تھا خدا جانے اس معصوم میں کتنی سانسیں بچی تھیں یا کوئی سانس بھی نہ بچی تھی

"اب میں کیا کروں۔۔ہاسپٹل تو نہیں لے کر جا سکتا اسے۔۔ورنہ پولیس"

وہ ماتھے پہ آیا پسینہ صاف کرتا بڑبڑایا تھا ابھی بھی اسے اپنی فکر تھی اس معصوم کی کوئی پرواہ نہ تھی پتہ نہیں وہ زندہ بھی تھی یا نہیں

"لیزا کو بلاتا ہوں۔۔"

کانپتے ہاتھوں سے اس نے موبائل پکڑا اور نمبر ڈائل کر کے موبائل کان سے لگایا

"ہے روحین۔۔وئیر آر یو۔۔؟"

کال پک ہوتے ہی چہکتی ہوئی نسوانی آواز ابھری تھی

"لیزا۔۔پلیز کم۔۔"!

چند الفاظ بول کر وہ کال کاٹ چکا تھا

وہ کتنا روئی تھی کتنا چیخی تھی کتنی دہائیاں دے رہی تھی کتنے واسطے دے رہی تھی کتنی معافیاں مانگ رہی تھی اور زبان پر صرف یہ تھا کہ بچے کو بچالیں

یہ تو اس کی اپنی اولاد تھی نا تو اسے دکھ کیوں نہیں ہو رہا تھا اپنی اولاد کے ختم ہو جانے کا، وہ کیوں محض اس بات سے خوفزدہ تھا کہ عروہ کو اس حالت میں کہاں لے کر جائے اور اگر پولیس کو پتہ چل گیا کہ اس نے عروہ کی یہ حالت کی ہے تو اس کی تو ساری زندگی جیل میں گزرے گی

روحان شاہ کو اس وقت خون میں لت پت اس معصوم اور کم عمر لڑکی کی پرواہ نہیں تھی جو کہ بد قسمتی سے اس کی بیوی کہلاتی تھی اسے بس اپنے جیل جانے کا خوف تھا

اسے کوئی پرواہ نہیں تھی کہ اس کمرے کے فرش پر پڑی لڑکی کسی کی بیٹی ہے جس کے ماں باپ اپنی بیٹی کے لیے تڑپ رہے تھے

اسے خوف تھا تو بس اس بات کا کہ یہ لڑکی جس کا اس نے اپنے ہاتھوں سے یہ حال کیا ہے وہ عرش شاہ کی بہن ہے جو اپنی بہن کو خواب میں بھی اس حالت میں دیکھ کر اس کا حشر کر دے گا

لیزا کو اس کے فلیٹ میں پہنچنے میں تقریباً ایک گھنٹے سے زیادہ لگ گیا تھا مگر روحان شاہ جس طرح کھڑا تھا اسی طرح کھڑا رہا اس نے ایک بار بھی آگے بڑھ

کر اس معصوم کی جان بچانے کا نہیں سوچا تھا اسے ہسپتال لے کر جانے کی کوشش نہیں کی تھی

"روحان واٹ ہیپن۔۔؟"

لیزا جب اسے پکارتی اس کے کمرے میں آئی تو روحان کو بدحواسی کے عالم میں کمرے میں کھڑا پایا اس کا رنگ بلکل اڑا ہوا تھا لیزا ابھی روحان کو دیکھ کر ہی پریشان تھی جب روحان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو فرش پر پڑی خون و خون لڑکی کو دیکھ کر اس کے منہ سے بے ساختہ کئی چیخیں نکلیں خون خشک ہو رہا تھا مطلب وہ بہت دیر سے اسی طرح پڑی تھی

"رو روحان۔۔ یہ یہ۔۔"

لبوں پر ہاتھ رکھے وہ الفاظ ادا بھی نہ کر سکی تھی

"لیزا۔۔میں اس کو سمجھا رہا تھا کہ ۔۔میری بات مان لے۔۔لیکن۔۔یہ بہت ضدی ہے۔۔مم مجھے بچہ نہیں چاہیے تھا۔۔"

وہ لیزا کو دیکھ کر عروہ کی جانب اشارہ کرتا بولا

"روحان یہ تم نے۔۔تم نے اسے مارا ہے۔۔؟"

لیزا بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی

"نن نہیں۔۔میں نے تو بس بچہ مارا تھا۔۔یہ یہ تو خود ہی مر گئی۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتا گویا ہوا تھا

روحان کی بات پر لیزا نے اسے حقارت کی نظر سے دیکھا تھا اور پھر وہ ڈرتے ہوئے عروہ کے وجود کے قریب بیٹھی اور اس کی نبض ٹٹولنے لگی

"روحان اسے ہاسپٹل لے کر چلو۔۔اس کی سانسیں چل رہی ہیں۔۔"

لیزا چیخ کر بولی تھی لیزا کو اس لڑکی پر ترس آیا تھا

"نن نہیں لیزا۔۔پولیس مجھے نہیں چھوڑے گی۔۔میرا فیوچر برباد ہو جائے گا۔۔تم بس مار کر پھینک دو اسے۔۔میں عرش شاہ کو کہہ دوں گا۔۔سب کو کہہ دوں گا کہ عروہ بدکردار تھی اپنے عاشق کے ساتھ بھاگ گئی۔۔"

وہ غلیظ الفاظ ادا کرتا اپنے بچاؤ کے منصوبے بنانے لگا

”آر یو میڈ۔۔ جسٹ شٹ اپ۔۔ میں اسے لے کر ہاسپٹل جا رہی ہوں۔۔ ہیلپ کرو میری۔۔“

وہ چیختی ہوئی آگے بڑھی تھی مگر روحان نے نفی میں سر ہلایا تھا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا

”تم اسے ہاسپٹل نہیں لے کر جاؤ گی۔۔ تم کون ہوتی ہو اس کی فکر کرنے والی ۔۔ یہ اس قابل نہیں ہے لیزا۔۔ یہ کریکٹر لیس لڑکی ہے۔۔ مجھے اسے نہیں بچانا ۔۔“

وہ سفاکیت کی انتہا کرتا بولا تو لیزا نے اس کے قریب آ کر اسے جھنجھوڑا

”تم پاگل ہو گئے ہو۔۔ وہ لڑکی مر رہی ہے۔۔ اور تم یہ سب بول رہے ہو۔۔ “

وہ غصے سے دھاڑی تھی

”تمہیں میں نے اپنی ہیلپ کے لیے بلایا ہے کہ تم آ کر اس مصیبت سے میری جان چھڑاؤ گی۔۔الٹا تم مجھے جیل بھجوانے کے چکروں میں ہو۔۔“

روحان نے اس سے اپنے بازو چھڑاتے ہوئے غرایا

”میں لے کر جاؤں گی اسے ہاسپٹل۔۔ تم نے اگر مجھے روکا۔۔تو یاد رکھنا روحان میں ہماری دوستی کا کوئی لحاظ نہیں کروں گی۔۔خود پولیس کو تمہارے خلاف گواہی دوں گی۔۔“

لیزا نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا کہ روحان خاموش ہو گیا اب وہ عروہ کے وجود کو بمشکل اٹھا رہی تھی روحان کی بے حسی انتہا پر تھی لیزا جیسے کیسے لے کر عروہ کو اپنی کار تک لے کر گئی مگر روحان اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا

وہ اسے لے کر ہاسپٹل پہنچی تھی عروہ کی حالت کے پیش نظر فوراً ہی اسے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں منتقل کر دیا گیا تھا وہ اسے اپنے دوست کے ہاسپٹل میں لائی تھی جس سے اسے یہ فائدہ ہوا تھا کہ اسے فی الحال کسی تفتیش کے لیے نہیں روکا گیا تھا بلکہ عروہ کا فوری طور پر علاج شروع کیا گیا تھا

//////////////////////////

عروہ آئی سی یو میں تھی اس کی حالت نہایت نازک تھی ڈاکٹرز ابھی کچھ نہیں کہہ رہے تھے اس کا بچہ اپنے باپ کے ظلم پر دم توڑ چکا تھا

لیزا ایک کلب کی اونر تھی روحان سے اس کی دوستی کلب میں ہی ہوئی تھی وہ روحان کا یہ روپ دیکھ کر بہت شاکڈ تھی وہ کسی لڑکی کو کیسے مار سکتا ہے یہ لڑکی آخر اس کی لگتی کیا تھی کیا وہ کوئی کال گرل تھی جو اس کے بچے کی ماں بننے والی تھی ہاں شاید اسی لیے روحان بچہ ختم کرنا چاہتا تھا لیزا نے سوچ لیا تھا کہ وہ روحان کو سزا ضرور دلوائے گی مگر اس سب کے لیے عروہ کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا تھا

وہ نرسز کو عروہ کا خیال رکھنے کا کہہ کر روحان کے گھر کے لیے نکلی اسے یہ بھی خیال رکھنا تھا کہ روحان کہیں بھاگ ہی نہ جائے

وہ جب روحان کے گھر پہنچی تو اس کے اندازے کے مطابق روحان اپنا سامان پیک کر رہا تھا یقیناً وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتا تھا

"روحان۔۔" !

لیزا نے اسے پکارا تو روحان نے چونک کر اسے دیکھا

"کہاں جا رہے ہو تم۔۔؟"

اس کے سوال پوچھنے پر روحان نے اسے غصے سے دیکھا

"تمہیں میں نے کہا تھا اس لڑکی کو ہاسپٹل نہ لے کر جاؤ۔۔ مگر تم نے میری بات نہیں مانی۔۔ اب پولیس آ جائے گی یہاں۔۔ اسی لیے میں جا رہا ہوں یہاں سے۔۔"

وہ سوٹ کیس میں اپنے کپڑے رکھتا بولا

"روحان میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔میں نے ہاسپٹل میں بھی یہی بتایا ہے کہ وہ لڑکی مجھے کہیں ملی ہے اس حالت میں۔۔"

وہ اس کے ہاتھ کو تھامتی گویا ہوئی

"یہ پاکستانی پولیس نہیں ہے لیزا جسے اس طرح کی جھوٹی کہانی سنا کر یا پھر رشوت دے کر خریدا جا سکے۔۔ تم نے بہت غلط کیا ہے لیزا۔۔"

روحان نے اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا

"روحان میں ڈاکٹر سمتھ کے ہاسپٹل لے کر گئی تھی اس لڑکی کو۔۔وہ مجھ سے پوچھے بغیر پولیس کو انفام نہیں کریں گے۔۔ تم میرے دوست ہو۔۔ تمہیں جیل بجھوا سکتی ہوں کیا میں۔۔؟"

وہ اسے کہتے ہوئے روحان کے چہرے کے تاثرات جانچنے لگی تھی

"تم سچ کہہ رہی ہو۔۔؟"

"ہاں۔۔"

"تھینکس یار۔۔"

روحان نے آگے بڑھ کر لیزا کے لبوں پر لب رکھے تھے

"روحان یہ لڑکی کون ہے۔۔؟"

چند لمحے خاموشی کے بعد لیزا نے پھر سے سوال کیا

"یہ بدقسمتی سے بیوی ہے میری۔۔"

یہ سن کر لیزا کو دھچکا لگا تھا

"تم نے اپنا بچہ مار دیا۔۔؟"

وہ حیرت زدہ تھی

"ہاں کیونکہ مجھے ابھی بچہ نہیں چاہیے تھا۔۔اور اس گھٹیا اور بدکردار سے تو بلکل بھی نہیں چاہیے۔۔"

اس کے لہجے میں عروہ کے لیے بے حد نفرت تھی

اور پھر روحان نے عروہ سے نکاح سے ایک دن پہلے والی وہ کاروائی لیزا کو بتائی تھی جب اس نے عروہ کو رات کے پہر کسی عاشق سے ملتے دیکھا تھا

"روحان تم چاہے جتنا عرصہ یہاں رہے ہو مگر فطرت تمہاری وہی ٹیپیکل پاکستانیوں کی طرح ہے۔۔"

لیزا اس کی ساری باتیں سن کر یہ کہے بنا نہ رہ سکی

"لیزا میں واقعی اس کریکٹر لیس لڑکی کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتا مگر۔۔ صرف اپنی بہن کی وجہ سے اس سے نکاح کر کے یہاں لایا ہوں تاکہ عرش شاہ کی کمزوری میرے ہاتھوں میں رہے۔۔"

وہ نفرت بھرے لہجے میں بولا تھا لیزا نے نفی میں سر ہلایا تھا روحان کو کچھ کہنا بے کار تھا

//////////////////////////

آج شاہ حویلی میں رات کا کھانا سب اکٹھا کھا رہے تھے علی اور رامین بھی آئے ہوئے تھے چھوٹی دادو بھی وہیں موجود تھیں

""عرش بیٹا۔۔ عروہ کا کچھ پتہ چلا۔۔؟""

ڈائننگ ہال میں سب سر جھکائے بیٹھے تھے محض پلیٹ میں چمچہ ہلانے کی آواز آ رہی تھی بظاہر وہاں کھانا کھایا جارہا تھا مگر سب ایسے ہی بیٹھے تھے جب چھوٹی دادو نے عرش کو مخاطب کیا ان کے سوال پر حورین اور ضامن نے ایک ساتھ عرش کی جانب دیکھا

"میں آج رات کی فلائٹ سے امریکہ جا رہا ہوں۔۔ عروہ کو اپنے ساتھ لے کر ہی آؤں گا۔۔"

عرش نے تمہید باندھے بغیر سب کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا تھا

"عرش بیٹا مریم کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔۔ ہو سکتا ہے مریم کی وجہ سے روحان، عروہ کو چھوڑ دے۔۔"

چھوٹی دادو کے کہنے پر مریم کی نگاہیں بے ساختہ عرش شاہ کی جانب اٹھی تھیں

"نہیں چھوٹی دادو۔۔ میں نہیں چاہتا مریم اس معاملے میں پڑے۔۔ میں اکیلا جاؤں گا۔۔"

"عرش میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔۔"

ضامن شاہ نے عرش کو دیکھتے ہوئے کہا

"نہیں بابا پلیز۔۔آپ سب مجھ پر یقین رکھیں۔۔میں عروہ کو لے کر آؤں گا ۔۔اور آخری فیصلہ روحان اور عروہ کا ہو گا۔۔اگر وہ دونوں ساتھ رہنا چاہتے ہوں گے تو میں کچھ نہیں بولوں گا۔۔"

کوئی بھی بھائی اپنی بہن کا گھر خراب نہیں کرنا چاہتا ہے اسی لیے عرش ضامن اور حورین سمیت سب کو دیکھتا گویا ہوا

"بھیا میں چلوں آپ کے ساتھ۔۔؟"

اشعر نے عرش کو التجائی انداز میں کہتے ہوئے دیکھا

"نہیں اشعر۔۔ تم یہاں رہو گے۔۔ میرے جانے کے بعد تمہیں ہی سب کا خیال رکھنا ہے۔۔ مجھے شاید کچھ دن لگ جائیں۔۔"

عرش شاہ نے انکار کرتے ہوئے کہا تو سب ہی خاموش ہو گئے تھے حورین نے دل میں دعا کی تھی کہ ان کی بیٹی حفاظت سے ہو جانے کیوں عروہ کی طرف سے دل کو ہر وقت ڈر سا لگا رہتا تھا

//////////////////////

عرش شاہ کو کچھ دیر میں نکلنا تھا مریم خاموش سی اس کی پیکنگ کر رہی تھی لبوں پر بس یہی دعا تھی کہ معاملہ سلجھ جائے، عروہ بخیریت سے ہو اور عرش اور روحان اپنا اپنا غصہ ایک طرف رکھ کر فیصلہ کریں

"مریم میں جلدی آجاؤں گا۔ آپ نے مام کا اور اپنا خیال رکھنا ہے۔۔"

وہ واش روم سے نکلتا بال تولیے سے پونچھتا مریم کو دیکھتا سمجھانے لگا جبکہ مریم اب اس کا پاسپورٹ ، والٹ اور دوسرے کاغذات ایک جگہ رکھ رہی تھی

"شاہ جی ایک بات کرنی تھی ۔۔"

وہ اس کی بات پر سر ہلاتی جھجھک کر آگے بڑھی

"جی جی میری جان بولیں۔۔"

وہ اب مکمل اس کی طرف متوجہ تھا

"آپ پلیز سب کچھ ٹھنڈے دماغ سے حل کیجیے گا۔۔ بھائی سے جو غلطیاں ہوئیں ان کو معاف۔۔ میرا مطلب ہے۔۔"

وہ نگاہیں جھکائے کہتے ہوئے خاموش ہو گئی

"ہمم۔۔آپ فکر نہیں کریں انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔بس آپ نے دعا کرنی ہے۔۔"

وہ اسے پیار سے دیکھتا نرمی سے کہہ رہا تھا

"آپ بھی اپنا خیال رکھئیے گا۔۔"

وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی تھی

عرش نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا

اور پھر دونوں طرف خاموشی چھاگئی تھی وہ اپنا بیگ اٹھائے مریم کے ماتھے پر بوسا دیتا کمرے سے جاچکا تھا

//////////////////////

”دیکھو عرش۔۔ ہمیں عروہ کا گھر خراب نہیں کرنا۔۔ تم نے سب معاملہ سمجھداری سے سلجھانا ہے۔۔“

وہ حورین اور ضامن شاہ کو خدا حافظ کہنے ان کے کمرے میں آیا تھا جب حورین نے اسے دیکھتے ہوئے سمجھایا

”جی مام میں جانتا ہوں۔۔ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر جیسا عروہ چاہے گی ویسے ہی ہوگا۔۔“

عرش نے سر جھکائے کہا

''عرش جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا ہے بیٹا۔۔''

حورین نے اسے پھر مخاطب کیا

''حورین، عرش بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔اگر عروہ اور روحان ایک دوسرے کے ساتھ خوش ہوں گے تو ان کا ساتھ رہنا بہتر ہے لیکن اگر عروہ خوش نہ ہوئی تو ہم اسے کچھ وقت دیں گے تاکہ وہ بہتر فیصلہ کرے۔۔''

ضامن شاہ کی باتوں کا مفہوم عرش سمجھ کر اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا

''ڈیڈ آپ بے فکر رہیں۔۔میں اپنے طور پر روحان کو سمجھاؤں گا۔۔اگر ضرورت پڑی تو آپ سے بھی اس کی بات کرواؤں گا۔۔''

عرش کی بات پر حورین اور ضامن نے ایک دوسرے کو دیکھا

"تم نے ٹھیک کیا کہ مریم کو اپنے ساتھ نہیں لے کر جا رہے۔۔ تم نے اپنی ماں کی تربیت کی لاج رکھی کہ عروہ اور روحان والے معاملے کے باعث مریم کے ساتھ اپنا تعلق خراب نہیں ہونے دیا۔۔ بہت اچھی بات ہے بیٹا۔۔"

ضامن شاہ نے اس کے شانے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا جبکہ حورین نے بھی عرش کو مشکور نگاہوں سے دیکھا

"میری عروہ سے بات کروانا عرش۔۔"

حورین کی آواز میں نمی گھل گئی تھی

”ضرور مام۔۔آپ بس اپنا خیال رکھئے گا۔۔“

وہ حورین کے ہاتھ پر بوسہ دیتا خدا حافظ کرتا کمرے سے نکل گیا

”عرش۔۔“

وہ گاڑی میں بیٹھنے لگا تھا جب رامین کی آواز اسے اپنی پشت سے سنائی دی

”جی آنی۔۔؟“

وہ پلٹ کر ادب سے بولا

”عرش۔۔امل کو یہاں لے آتے بیٹا۔۔“

رامین نے کچھ جھجک کر کہا تھا

""آنی آپ فکر مت کریں۔۔امل وہاں بلکل محفوظ ہے۔۔یہاں میں اسے اس لیے نہیں چھوڑ سکتا۔۔بلاوجہ مریم اور امل کو ایک دوسرے کو دیکھ کر اذیت ہو گی۔۔اس لیے میں نے یہی مناسب سمجھا۔۔""

وہ ان کا ہاتھ تھام کر گویا ہوا

""خوش رہو بیٹا۔۔خدا تمہاری ہر پریشانی دور کریں۔۔""

وہ اسے دعا دیتی اندر چلی گئیں جبکہ عرش بھی گہرا سانس فضا میں خارج کرتا گاڑی میں بیٹھ گیا

وہ تو اپنے طور پر روحان کا پتہ لگا کر عروہ کے پاس جا رہا تھا اسے کیا معلوم تھا کہ ایک بھیانک حقیقت وہاں اس کا انتظار کر رہی ہے

////////////////////

وہ معصوم لڑکی چار دن سے ہاسپٹل میں لاوارثوں کی طرح پڑی تھی ڈاکٹرز اس کی طرف سے بہت مایوس ہو چکے تھے کوئی دوائی جیسے اس پر اثر ہی نہیں کر رہی تھی جیسے وہ جینا ہی نہیں چاہتی تھی جیسے وہ اس دنیا سے ناراض ہو کر جا رہی تھی جیسے اسے جینے کی کوئی چاہ ہی نہیں تھی

لیزا آج دو دن بعد ہسپتال آئی تھی مگر ڈاکٹرز سے بات کر کے وہ مایوس ہی ہوئی تھی وہ اس لڑکی کو اس کے گھر والوں تک پہنچانا چاہتی تھی تا کہ اس کی اپنی زمہ داری پوری ہو

روحان کو تو اپنی بیوی کی کوئی فکر نہیں تھی وہ تو اپنی دنیا میں مست تھا لیکن کوئی طاقت تھی جو چاہتی تھی کہ لیزا اس کے گھر والوں کو ڈھونڈے، گزری شب اس نے روحان کو ڈرنک کے بعد عروہ کے گھر کے بارے میں چھوٹے چھوٹے سوال کیے تھے مگر زیادہ نشہ کرنے کے باعث وہ جلد ہی ہوش و حواس کھو چکا تھا

اس کے بعد لیزا نے روحان کے موبائل سے عرش کا نمبر نکالا اور اپنے موبائل میں سیو کر دیا یہ اسے روحان سے ہی معلوم ہوا تھا کہ عروہ کے بھائی کا نام عرش شاہ ہے

لیزا نے ایک نظر شیشے کے اس پار پڑے نیم مردہ وجود کو دیکھتے ہوئے عرش شاہ کا نمبر ملایا اور موبائل کان سے لگا لیا بیل مسلسل جا رہی تھی مگر کال اٹینڈ نہیں کی جا رہی تھی

عرش شاہ جو دو دن سے روحان اور عروہ کا پتہ لگا رہا تھا ابھی ہی تھک کر ہوٹل میں آیا تھا جہاں اس نے عارضی طور پر اپنی رہائش رکھی تھی وہ شاور لے کر جب واش روم سے باہر نکلا تو موبائل بج بج کر بند ہو چکا تھا

"مام یا مریم کی کال ہو گی۔۔"

منہ میں بڑ بڑاتا وہ میز کی جانب بڑھا جہاں موبائل پڑا تھا

موبائل چیک کرتے ہوئے اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے نمبر مقامی رہائشی کا تھا اور اسے یہاں کا کون سا رہائشی کال کر سکتا تھا پھر کچھ سوچ کر اس نے موبائل پر اسی نمبر پر کال بیک کی تھی

"ہیلو۔۔"!

پہلی بیل پر ہی کال پک کر لی گئی تھی اور نسوانی آواز ابھری تھی جبکہ دوسری جانب عرش کے کال پک نہ کرنے سے مایوس ہوتی لیزا عرش کی کال آتے دیکھ کر فوری پک کر کے موبائل کان سے لگا گئی

"عرش شاہ بات کر رہے ہیں۔۔؟؟"

لیزا کے جلدی سے پوچھنے پر عرش شاہ ایک لمحے کو حیران ہوا

"یس۔۔؟؟"

عرش کی آواز میں تجسس تھا

" Urwa's brother ?? "

عروہ کا نام سن کر عرش کو حیرت کے ساتھ ساتھ بے تابی ہوئی

"یس۔۔ لیکن آپ کون ہیں۔۔؟ اور عروہ کو کیسے جانتی ہیں۔۔"

بولتے ہوئے عرش کی آواز میں ڈر تھا جانے کیسے کیسے خیالات ذہن میں آنے لگے تھے

"میں آپ کو ہاسپٹل کا ایڈریس سینڈ کر رہی ہوں مسٹر عرش۔۔ عروہ وہیں ہے۔۔ آپ آجائیں۔۔ مل کر سب بتاتی ہوں۔۔"

گویا الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ، عرش شاہ کی زبان سے الفاظ نکلنے سے انکاری تھے فون بند ہو چکا تھا مگر عرش شاہ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی چند ساعتوں کے بعد وہ اپنے حواس میں واپس آیا تھا جب موبائل پر پھر رنگ ٹون بجی تھی اسی نمبر سے میسج آیا تھا

وہ نہیں جانتا تھا کس انجان نے اسے کال اور میسج کیا تھا اسے بس یہ یاد تھا کہ اس نے عروہ کے ہسپتال میں ہونے کی بھیانک خبر اسے دی تھی

وہ کس دلی کیفیت سے ہسپتال پہنچا تھا یہ وہی جانتا تھا یا اس کا خدا جانتا تھا ریسپشن سے پوچھ کر وہ بتائے گئے روم نمبر کے پاس پہنچا تھا

"عرش شاہ۔۔؟؟"

سیاہ ٹراؤزر پر سفید ٹی شرٹ پہنے وہ ماتھے پر بکھرے بالوں کے ساتھ کھڑا تھا اس کے چہرے سے اس کے شدید اضطراب کا اندازہ ہو رہا تھا پیروں میں چپل اس کی ذہنی کیفیت کا منہ بولتا ثبوت تھیں کہ لیزا کی کال کے وقت وہ جس حالت میں تھا وہ اسی حالت میں ہسپتال پہنچا تھا

"عروہ۔۔"

سر اثبات میں ہلا کر اس نے بس ایک لفظ کہا جب لیزا نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا وہ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اس کے پیچھے چل رہا تھا جب وہ روم میں داخل ہوئے

سامنے ہی مشینوں میں جکڑی لڑکی نیم مردہ حالت میں پڑی تھی عرش شاہ کے قدم زمین نے جیسے جکڑ لیے تھے وہ وہیں دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا تھا اور اس لڑکی کو پہچاننے لگا کیا وہ اس کی بہن تھی ؟؟ عرش شاہ کی بہن ؟ عروہ شاہ ؟؟ ضامن شاہ کی اکلوتی بیٹی ؟؟

کیا رعب دار اور شیر جیسے باپ اور بھائیوں کی موجودگی میں کوئی اس لڑکی کی اس حالت کا یقین کر سکتا تھا وہ ضامن شاہ جس کے نام سے آج بھی مجرم اور بڑی بڑی گینگسٹر ڈرا کرتے تھے اور وہ عرش شاہ جس کی موجودگی مجرموں کو کانپنے پر

مجبور کر دیتی تھی کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی اس کی بہن کو اس حال میں پہنچا سکتا تھا

عرش شاہ کی نگاہیں عروہ پر تھیں چہرے پر انگلیوں کے نشانات، پیشانی پر زخم، ہونٹ سوجے ہوئے اور زخمی، گردن پر ان گنت نیلے اور کچھ سیاہ پڑتے نشانات تھے

کئی آنسو عرش کی آنکھوں سے گرے تھے

لیزا نے مڑ کر عرش کو دیکھا تھا کسی خوبصورت وجیہہ شخص کو وہ اپنی تیس بتیس سالہ زندگی میں پہلی مرتبہ روتا ہوا دیکھ رہی تھی

وہ بھاری قدموں سے آگے بڑھا تھا کانپتے ہاتھوں سے اس نے عروہ کا زخمی برنولے والا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا عروہ کے ہاتھ اور بازو پر نگاہیں پڑیں تو عرش شاہ کا ضبط ٹوٹ گیا اور وہ لمبا چوڑا وجیہ شخص پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا

اس کے ہاتھ کی چمڑی اتری ہوئی تھی بازوؤں اور گردن پر درندگی کی داستان رقم تھی ایک سرسری نگاہ عروہ پر ڈال کر وہ آنکھیں بند کر چکا تھا

عرش شاہ کو اس طرح روتے دیکھ کر لیزا کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے تھے

/////////////////////////

لیزا اسے بہت سمجھانے کے بعد روم سے باہر لائی تھی اور ڈاکٹرز سے مل کر عروہ کی کنڈیشن کا پوچھ کر وہ پھر سے ٹوٹ گیا تھا جب ڈاکٹر نے اسے بتایا کہ اس کی بہن کے وجود پر کس طرح کے زخم تھے اس کا دل کر رہا تھا ساری دنیا کو آگ لگا

دے جب سے سنا تھا کہ اس کی بہن کے بچنے کے چانس بہت کم ہیں، کیونکہ دوائی اس کا وجود قبول ہی نہیں کر رہا تھا جیسے وہ جینا ہی نہیں چاہتی تھی اس

نے اپنا بچہ کھویا تھا اور وہ اب کبھی ماں نہیں بن سکتی تھی

وہ بکھر گیا تھا اپنی بہن کے اتنے دکھ سن کر اور دیکھ کر، اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ چیخ چیخ کر روئے اور زمانے کو جلا دے

"مم میرے مالک۔۔"

وہ ہسپتال سے باہر نکلا تھا اور چیخ چیخ کر رونے لگا تھا آس پاس کے لوگ رک رک کر اسے دیکھنے لگے تھے مگر عرش شاہ کی حالت ایسی تھی کہ کوئی اس کے قریب بھی آنے سے خوفزدہ تھا

”میرے خدا یہ کیا ہو گیا۔۔؟ مم میری شہزادی۔۔ میری بہن۔۔ لعنت ہو عرش شاہ تم پر۔۔ تم اپنی بہن کی حفاظت نہ کر سکے۔۔ اپنے ان ہاتھوں سے اس درندے کے حوالے کیا تھا میں نے۔۔“

عرش شاہ دیوانہ وار اپنے ہاتھوں کو دیوار سے مار رہا تھا یہاں تک کہ اس کے ہاتھ لہولہان ہو گئے تھے

”مم میں مام کو کیسے بتاؤں گا یہ سب۔۔ اور ڈیڈ۔۔ وہ عروہ کو اس طرح نہیں دیکھ سکیں گے۔۔ یا خدا میں کیا کروں۔۔“

وہ روتے ہوئے بول رہا تھا کسی نے کبھی تصور نہیں کیا تھا کہ عرش شاہ کو اس حال میں دیکھے گا

”یا خدا میری بہن کو زندگی بخش دیں۔۔“

وہ روتے ہوئے وہیں فرش پر بیٹھ گیا تھا

//////////////////////////

”ہیلو۔۔“

علی شاہ کی نیند میں ڈوبی آواز موبائل کے سپیکر پر ابھری تھی

”علی چاچو۔۔“

وہ ہسپتال کے کوریڈور میں کھڑا موبائل کان سے لگائے بہت ضبط سے بولا تھا
نگاہیں شیشے کے اس پار عروہ پر تھیں

”عرش۔۔“

رات کے اس پہر عرش کی کال اور پھر آواز میں نمی،

لہجہ ٹوٹا ہوا علی شاہ گھبرا کر اٹھ گئے اور ایک نظر سوئی ہوئی رامین پر ڈال کر کمرے سے نکل گئے

”عرش میرے بچے۔۔ کیا ہوا؟“

دل میں خیریت کی دعا کرتے انہوں نے پوچھا

”چاچو یہاں آجائیں۔۔ پلیز۔۔ میں بہت اکیلا ہوں۔۔ یہ سب اکیلا نہیں سہہ سکتا۔۔“

بکھرا سا، ٹوٹا سا لہجہ تھا عرش شاہ کا کہ علی تو سن کر ہی پریشان ہو گئے

"عرش میرے بیٹے کیا ہوا ہے۔۔ تم ٹھیک تو ہو نا۔۔اور۔۔اور عروہ کیسی ہے ۔۔سب ٹھیک ہے نا بیٹا۔۔؟"

علی بے حد پریشانی سے پوچھ رہے تھے

"کچھ ٹھیک نہیں ہے چاچو۔۔ عروہ ٹھیک نہیں ہے۔۔میں ڈیڈ کو کچھ نہیں بتا سکتا چاچو۔۔آپ آجائیں۔۔"

اور پھر سرسری سی ساری باتیں عرش نے علی کو بتائی تھیں وہ چاہتا تھا کہ علی عروہ کو لے کر پاکستان پہنچے اور وہ خود روحان سے نبٹے گا

”بہت اچھا کیا تم نے جو کچھ بھی ضامن اور حورین بھابھی کو نہیں بتایا۔۔ میں آ رہا ہوں بیٹا تم ہمت کرو۔۔ میں پہلی فلائٹ سے ہی آ رہا ہوں۔۔“

علی نے کچھ ضروری باتیں کہہ کر کال کاٹی تھی عرش شاہ کی نگاہیں ابھی بھی عروہ پر تھیں

//////////////////////////////

علی شاہ راتوں رات امریکہ کے لیے نکلا تھا رامین نے ان کا اتنی عجلت میں جانے کا بہت بار پوچھا مگر کیس کے کام کا کہہ کر وہ بات کو ٹال گئے تھے وہ ائیر پورٹ سے سیدھا جب عرش کے بتائے ہوئے ہسپتال پہنچے تو عرش انہیں اس حالت میں ملا کہ زندگی میں کبھی بھی انہوں نے عرش کو اس طرح ٹوٹی بکھری حالت میں نہیں دیکھا تھا

اتنے دن سے وہ اکیلے سب سنبھال رہا تھا مام ڈیڈ یا مریم کی کال آتے ہی وہ کیسے خود کو سنبھال کر سرسری سی بات کرتا تھا یہ وہی جانتا تھا عروہ ہنوز کومے میں تھی

کسی اپنے کو سامنے دیکھ کر عرش شاہ مزید بکھر گیا اور ان کے گلے لگ کر بچوں کی طرح رو پڑا علی شاہ کو مزید پریشانی ہوئی تھی

"میرے بچے سنبھالو خود کو۔۔"

عرش شاہ کی پیٹھ تھپکاتے ہوئے وہ خود بھی آبدیدہ ہو گئے تھے

بیہ کے بعد عروہ شاہ خاندان کی وہ بچی تھی جو نازو سے پلی تھی ضامن شاہ کی لاڑلی بیٹی

انہوں نے ضامن شاہ کو بیٹوں کی پیدائش پر اتنا خوش نہیں دیکھا تھا جتنا خوش وہ بیٹی کی پیدائش پر ہوئے تھے پھر اپنی نازک سی پھولوں جیسی بیٹی بہن کی محبت میں وہ کیسے روحان کو سونپ سکتے تھے علی شاہ حیران ہوئے تھے جب انہوں نے روحان اور عروہ کے نکاح کا سنا تھا

وہ جانتے تھے روحان نے ضامن سے عروہ کا رشتہ مانگا تھا اور ضامن شاہ، بیہ سے اتنی محبت کرتے تھے کہ رشتے سے انکار کیسے کر سکتے تھے بیہ کی خاطر تو انہوں نے پہلے حورین اور اب اپنی بیٹی کو بھی دوسرے نمبر پر رکھا تھا مگر وہ یہ بھول گئے تھے کہ روحان، عاصم جیسے گھٹیا باپ کی اولاد ہے جس نے بیہ کو کبھی سکھ دیا ہی نہیں تھا پھر روحان ان کی بیٹی کو سکھ کیسے دے سکتا تھا

"عرش ہمت کرو۔۔"

عرش کو روتا دیکھ کر وہ خود بھی اب رو پڑے تھے

"ڈاکٹر کیا کہتے ہیں۔۔؟عروہ کو پاکستان لے کر جا سکتے ہیں ہم۔۔؟"

عرش جب کچھ سنبھلا تو علی نے پوچھا

"جی چاچو۔۔میں سارے انتظامات کر دوں گا۔۔اسی لیے مجھے آپ کی یا ڈیڈ کی ہیلپ کی ضرورت تھی۔۔"

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا تھا

"تم بے فکر رہو۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

انہوں نے اسے تسلی دی تھی

”آپ لے کر جائیں عروہ کو۔۔ میں یہاں کی پولیس سے کانٹیکٹ کر چکا ہوں ۔۔روحان پکڑا جائے گا۔۔“

عرش شاہ کے چہرے پر اب سختی تھی

”عرش میں یہاں سب سنبھالتا ہوں بیٹا۔۔ تم عروہ کو لے کر جانا۔۔ پھر وہاں حورین بھابھی اور ضامن کو بھی تو سنبھالنا ہے نا۔۔ تم بے فکر ہو کر جاؤ بیٹا۔۔ جس نے ہماری بچی کی یہ حالت کی ہے ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔۔“

علی کی بات عرش کو زیادہ بہتر لگی تھی اس لیے اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا

//////////////

عرش شاہ عروہ کو لے کر ہوائی جہاز کے ذریعے ڈاکٹر اور نرس کی نگہداشت میں پاکستان پہنچا تھا اسے فوراً ہی ہسپتال منتقل کر دیا گیا تھا لیکن عروہ کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آئی تھی وہ ابھی بھی اپنی زندگی سے جنگ لڑ رہی تھی

بہت ہمت کر کے عرش شاہ نے ضامن اور حورین کو سارے حالات کی اطلاع دی تھی اس کی توقع کے عین مطابق عروہ کی حالت دیکھتے ہی ضامن شاہ کی حالت ابتر ہو گئی تھی جبکہ حورین اس شدت سے روئی تھی کہ سارے گھر والے منہ چھپا کر رونے لگے تھے

ہر کوئی بس عروہ کی زندگی کی دعا مانگ رہا تھا دوسری جانب لیزا کی مدد سے علی شاہ نے روحان کو بھاگنے سے پہلے پکڑ لیا تھا اور وہ عرش کے بتائے گئے پلین پر عمل کرتے ہوئے روحان کو پاکستان لانے میں کامیاب ہو چکے تھے اور اب روحان تھانے میں بند تھا

ضامن شاہ اور چھوٹی دادو کے اصرار پر عرش انہیں بھی اپنے ساتھ لے کر روحان کے پاس آیا تھا

میز کے ایک طرف روحان سپاٹ چہرے کے ساتھ موجود تھا جبکہ دوسری طرف چھوٹی دادو ان کے ساتھ ضامن شاہ بیٹھے تھے اور میز کے دوسری جانب عرش شاہ پولیس یونیفارم میں ملبوس براجمان تھا

"کیوں کیا تم نے روحان یہ سب۔۔ عروہ کو بیچ میں کیوں لائے تم۔۔؟ وہ معصوم تھی روحان۔۔ مجھ سے مسلہ تھا نا تمہیں؟؟ میں نے تمہاری بہن کو دھوکا دیا تھا نا۔۔ میرے بدلے لیے ہے نا تم نے۔۔؟؟"

عرش کی آواز میں کیا کچھ نہیں تھا شرمندگی، غصہ، دکھ

"تم نے جو کیا وہ ایک طرف عرش شاہ۔۔ تم دو شادیاں کرو یا چار۔۔ تمہارے ساتھ رہنے کا فیصلہ مریم کا ہے۔۔اور وہ تو تمہاری پوجا کرتی ہے۔۔ پتہ نہیں کیا ہے تم میں کہ۔۔ میری بہن نے مجھ سے بات کرنا ہی چھوڑ دی ہے۔۔

وہ کہتی ہے کہ۔۔ میں تمہارے اور اس کے معاملات سے دور رہوں۔۔اگر میں نے تمہیں کوئی سخت لفظ بولا یا تمہاری توہین کی تو وہ زندگی بھر مجھ سے بات نہیں کرے گی۔۔ پھر میں بھی تمہیں یہی کہتا ہوں عرش شاہ کہ یہ جو کچھ بھی ہوا وہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے۔۔غصے میں ہاتھ اٹھ ہی جاتا ہے۔۔"

وہ پر سکون تھا اس کا یہ انداز ضامن شاہ کو تکلیف دے رہا تھا

"روحان میری بیٹی زندگی اور موت کے درمیان کھڑی ہے۔۔اور تم کہہ رہے ہو۔۔غصے میں ہاتھ اٹھ جاتا ہے۔۔؟؟"

ضامن شاہ شکست زدہ لہجے میں بولے تھے

"ماموں میں نہیں چاہتا تھا آپ کے سامنے یہ سب بولوں مگر۔۔میں سب معاملے میں اپنا دل بڑا نہیں کر سکتا تھا۔۔میں چاہ کر بھی عروہ کو معاف نہیں کر سکا۔۔"

روحان نے اپنی آواز ذرا سی دھیمی رکھی تھی شاید ضامن کا احترام تھا

"ایسا کیا کیا ہے ہماری بچی نے۔۔ہمیں بھی تو بتاؤ۔آخر اس کا یہ حال کیوں کیا تم نے۔۔"

چھوٹی دادو تو روحان کے چہرے پر شرمندگی ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ تو جیسے اپنے کسی عمل پر شرمندہ تھا ہی نہیں

”جس عورت کے دل میں کوئی غیر مرد ہو۔۔وہ اپنے شوہر کو کہاں کچھ سمجھتی ہے۔۔اب میں بھی عروہ کے لیے اپنے دل میں گنجائش نہیں رکھتا۔۔“

وہ اس مرتبہ چھوٹی دادو کو دیکھ کر بولا تھا

”روحان۔۔تم میری بہن پر الزام لگا رہے ہو۔۔میں اپنی بہن کو جانتا ہوں۔۔ اس نے یہ رشتہ دل سے قبول کیا تھا۔۔“

عرش شاہ نے ضامن کی موجودگی کی وجہ سے خود پر ضبط کیا ہوا تھا ورنہ روحان جو باتیں کر رہا تھا عرش شاہ کا دل چاہ رہا تھا اس کی زبان کھینچ لے

”نہیں کیا تمہاری بہن نے مجھے قبول۔۔کبھی دل سے خوش نہیں ہوئی وہ میرے ساتھ۔۔“

روحان اس مرتبہ دھاڑا تھا

"تم نے کبھی اسے خوشی دی ہے روحان۔۔بتاؤ۔۔؟؟اس کے وجود پر تمہارے دیے گئے زخم اس بات کے گواہ ہیں کہ تم نے اسے کتنا خوش رکھا ہے۔۔"

عرش شاہ کا لہجہ بے حد دکھی تھا ضامن شاہ بس خاموش ہو گئے تھے

"تمہاری بہن ایک بدکردار لڑکی ہے عرش شاہ۔۔تمہاری بہن اس قابل ہی نہیں تھی کہ وہ گھر بسا سکے۔۔جو لڑکی اپنے دل میں عاشق رکھتی ہو وہ میرے لیے سب سے بڑی اذیت تھی۔۔"

عرش کی بات روحان کو آگ لگا گئی تھی وہ ضامن شاہ کا لحاظ کیے بغیر زہر اگل رہا تھا

”روحان۔۔ خبردار اگر میری معصوم بہن کے لیے ایسا کوئی لفظ استعمال کیا تم نے۔۔ میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔“

عرش شاہ اٹھ کھڑا ہوا تھا اور غصے سے دھاڑا تھا

”تمہاری بہن ایک بدکردار لڑکی ہے۔۔ میں نے جو بھی اس کے ساتھ کیا مجھے اس کا کوئی افسوس نہیں۔۔“

روحان پھر بے خوف ہو کر بولا تھا

”خاموش ہو جا بے غیرت۔۔ میں تیری زبان نکال لوں گا“

عرش شاہ کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تھا اور اس نے روحان کے منہ پر زوردار تماچہ رسید کیا تھا

”عرش۔۔ پیچھے ہو جاؤ۔۔“

ضامن شاہ نے عرش شاہ کو مضبوطی سے پکڑ کر پیچھے کیا تھا

”میری بیٹی ایسی نہیں ہے روحان۔۔“

ضامن شاہ نے ٹوٹے ہوئے انداز میں کہا تھا

”سوری ٹو سے ماموں۔۔ کسی باپ کو اپنی بیٹی بدکردار نہیں لگتی۔۔“

روحان ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گویا ہوا

"جسٹ شٹ اپ۔۔ خبردار اگر اب میری بیٹی کے بارے میں کچھ کہا تم نے ۔۔زبان کھینچ لوں گا میں تمہاری۔۔"

انہوں نے روحان کا گریبان پکڑ لیا تھا اور غصے میں کانپتے غرائے تھے

"آپ نے ہم دونوں بہن بھائی کو سہارا دینے کا قرض بہت بڑا لیا ہے ماموں۔۔ اپنی بدکردار بیٹی میرے پلے باندھ کر۔۔اور میری بہن کی کمی کا فائدہ اٹھا کر اپنے بیٹے کی دوسری شادی کو کروا کر تا کہ آپ کی نسل آگے بڑھ سکے۔۔ ظلم تو آپ نے مجھ پر اور میری بہن پر کیا ہے۔۔"

روحان پھر سے بولا تھا جب ضامن شاہ بھی پھر سے دھاڑے تھے

"بکواس بند کرو روحان۔۔"

"تمہیں اندازہ بھی ہے۔۔ تم یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔۔ جانتے بھی ہو تم۔۔ ضامن نے کس وقت تمہیں اور تمہاری بہن کو سہارا دیا تھا۔۔"

پھوپھو ہر لحاظ بالائے طاق رکھ کر بولیں تھیں مزید روحان کی باتیں ان سے برداشت نہیں ہو رہی تھیں

"پھوپھو پلیز۔۔"

ضامن شاہ نے انہیں بولنے سے روکا تھا مگر وہ انہیں خاموش کرواتی دوبارہ بولیں

"مجھے آج بولنے دو ضامن۔۔ تم واقعی ہماری پھولوں جیسی بیٹی کے قابل نہیں تھے روحان۔۔ تم ایک احسان فراموش آدمی ہو۔۔ جس نے تمہیں اور تمہاری بہن کو دلدل سے نکالا۔۔

دنیا سے تمہاری عاصم کے بیٹے ہونے کی پہچان چھپا کر تمہیں شرمندگی اور احساس کمتری کی زندگی دینے سے بچانے کے لیے ضامن نے تمہیں اس ملک سے باہر بھیج دیا۔۔تاکہ تم لوگوں کی کڑوی باتوں سے بچ سکو۔۔ایک قابل انسان بن سکو۔۔

اور مریم کو اس کا سگا باپ بھی اتنی محبت اور شفقت نہ دے پاتا جتنی علی نے اور ضامن نے دی۔۔اور اس سب کے باوجود آج بھی تم اور تمہاری بہن لوگوں کی نظروں میں مظلوم ہیں۔۔

میں تمہیں بتاؤں اصل میں مظلوم کون ہے۔۔؟"

چھوٹی دادو لمحے بھر کے لیے خاموش ہوئی تھیں

”پلیز پھوپھو۔۔ وہ سب مت دہرائیں۔۔ میں نے جو کچھ روحان اور مریم کے لیے کیا وہ کوئی احسان نہیں تھا ان دونوں پر۔۔ بلکہ میرا فرض تھا۔۔“

عرش بلکل خاموش ہو گیا تھا جبکہ ضامن شاہ پھوپھو کو خاموش کرواتے ہوئے دھیرے سے بولے

”تم چپ رہو ضامن۔۔ آج میں بتاتی ہوں اصل میں ظلم ہوا کس پر ہے۔۔ اور مظلوم ہے کون۔۔ اصل میں ظلم بیہ پر ہوا تھا۔۔ تمہاری ماں پر۔۔ جس کی زندگی تمہارے باپ نے برباد کر دی تھی۔۔

اصل میں مظلوم میرا بھائی تھا۔۔ جس نے بیٹی کو لٹی پٹی حالت میں دیکھا تھا اور زندگی کی بازی ہار گیا تھا۔۔

اصل میں مظلوم ضامن اور اس کی ماں تھے جو بے سہارا ہو گئے تھے۔۔اصل میں مظلوم حورین تھی۔۔جس نے ظلم سہا تھا بے قصور ہوتے ہوئے۔۔اور جانتے ہو اس سب سے بھی زیادہ مظلوم اس وقت وہ ہسپتال میں پڑی بچی ہے جس نے باپ کے فیصلے پر سر جھکا کر تمہارے ساتھ نکاح کیا۔۔

تم اور تمہاری بہن پر ایک بھی زیادتی ہم نے نہیں کی۔۔اگر گلہ کرنا ہے تو خدا سے کرو جس نے تمہیں عاصم جیسے باپ کی اولاد پیدا کیا۔۔جس نے تمہاری ماں چھین لی۔۔نعوذ باللہ۔۔"

وہ غصے اور غم کی کیفیت میں بولی تھیں کہ بولتے بولتے عمر کے تقاضے کے باعث ہانپ گئیں

"چھوٹی دادو پلیز سنبھالیں خود کو۔۔"!

عرش نے انہیں اپنے ساتھ لگایا تھا

"آج کہہ لینے دو مجھے عرش۔۔ پتہ نہیں آئیندہ زندگی اتنی مہلت دیتی ہے یا نہیں۔۔ کیونکہ تم، تمہاری ماں یا تمہارا ابات تو کبھی بھی یہ سب نہیں بولیں گے ۔۔"

انہوں نے عرش کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور پھر نگاہوں کا رخ روحان کی جانب کیا

"کیا کہہ رہے تھے تم۔۔ کہ ضامن نے تم اور تمہاری بہن پر ظلم کیا ہے۔۔؟ کیا ظلم کیا ہے ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ۔۔ تمہیں پڑھا لکھا کر ایک قابل آدمی بنا کر؟؟ یا تمہیں اپنی شہزادیوں جیسی بیٹی دے کر ظلم کیا ہے۔۔ یا پھر تمہاری بہن کی بہترین کفالت کر کے ظلم کیا ہے یا اپنے قابل ہونہار بیٹے سے اس کی شادی کر کے جو دن رات مریم کو پلکوں پہ سجا کر رکھتا ہے۔۔

ہم سب مانتے ہیں عرش نے امل سے نکاح کر کے غلطی کی ہے۔۔ مگر تم مجھے یہ بتاؤ اس کے بعد کیا تمہاری بہن کو گھر سے نکال دیا ہم سب نے یا عرش نے۔۔ بلکہ عرش کی اس زیادتی کے بعد ضامن اور حورین نے مریم کو مزید ہاتھ کا چھالا بنا لیا ہے

وہ کبھی ماں نہیں بن سکتی مگر آج تک ان چار سالوں میں عرش نے یا حورین نے اسے اس کی اس کمی کا احساس بھی نہ ہونے دیا۔۔

تم جیسا بے حس آدمی اولاد کی کمی کیا محسوس کرے گا جس نے اپنی اولاد اپنے ہاتھوں سے ماردی۔۔ جو ہمیشہ کے لیے اپنی بیوی کی گود اجاڑ چکا ہے۔۔

مگر عرش میں احساس ہے۔۔اس کی شاید مریم سے بھی زیادہ خواہش تھی اولاد کی۔۔مجھے آج بھی یاد ہے وہ ہمیشہ سے آکر اکیلے میں مجھ سے اور اپنی ماں سے کہتا تھا

داد و پلیز دعا کیا کریں نا خدا مجھے اور مریم کو اولاد دی دے۔۔چاہے ایک ہی دیدے۔۔ مگر دیدے۔۔ لیکن جب سے اس نے یہ سنا ہے کہ مریم ماں نہیں بن سکتی تب سے عرش کی زبان سے پھر کبھی میں نے اس بارے میں کوئی بات نہیں سنی۔۔

ذرا اپنی بہن سے پوچھو آج تک پہلے علی اور رامین کے گھر پر اور پھر شادی کے بعد ضامن اور حورین نے اسے اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر پیار دیا ہے۔۔میں نے رامین اور حورین میں مریم کے لیے ماں کی تڑپ محسوس کی ہے۔۔اور تم کہتے ہو کہ تم اور تمہاری بہن مظلوم ہیں۔۔"

وہ پھر بولتے ہوئے رکی تھیں اور ایک نظر خاموش بیٹھے سر جھکائے آنسو چھپاتے باپ بیٹے کو دیکھا اور دوسری نگاہ روحان کے بے تاثر چہرے کو دیکھا

"علی اور رامین نے امل کو دوسرے نمبر پر رکھ دیا سگی اولاد ہونے کے باوجود تاکہ مریم کے دل میں احساس نہ جائے کہ اس کے ماں باپ نہیں ہیں یا اس کا کوئی نہیں ہے۔۔اور پھر بھی اگر شکوہ شکایت کرنی ہے تو کرو خدا سے۔۔کیونکہ ہم سب نے تو ہمیشہ تمہیں اور مریم کو بیٹی کی اولاد کی وجہ سے محبت دی عزت دی ۔۔مگر تم لوگ تو پھر بھی مظلوم بن رہے ہو۔۔

ارے ظلم تو عروہ پر ہوا ہے جس کی گود تم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اجاڑ دی۔۔ خدا تمہیں پوچھے۔۔"

عروہ کا ذکر کرتے کرتے وہ پھر سے رو پڑی تھیں

”پلیز چھوٹی دادو چلیں یہاں سے۔۔“

ان کو شدت سے روتا دیکھ کر عرش انہیں سنبھالتا کمرے سے نکل گیا جبکہ ضامن شاہ کے کاندھے پر بوجھ مزید بڑھا تھا جس بھانجے کے لیے انہوں نے ہمیشہ اچھا سوچا اور کیا تھا آج وہ انہیں ظالم کہہ رہا تھا وہ شکست زدہ سے وہاں سے اٹھ گئے

//////////////////////

”عرش میری بیٹی کے ساتھ یہ سب کیوں ہوا۔۔؟ عرش میں نے تو کبھی کسی کی بیٹی کا برا نہیں سوچا۔۔ پھر میری بیٹی کے ساتھ اتنا برا کیسے ہو گیا۔۔“

حورین تو سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھیں عرش کے سینے سے لگیں وہ تڑپ کر پوچھ رہی تھیں وہ سب اس وقت ہسپتال میں موجود تھے عروہ ہنوز ایک ہفتے سے کومے میں تھی

"خدا بیڑا غرق کرے اس کا۔۔ جس نے ہماری بچی کو ان نوبتوں تک پہنچا دیا ہے ۔۔ ہماری پھول سی بچی تھی۔۔ کیا حال کر دیا ہے۔۔"

چھوٹی دادو بولتے ہوئے سسک اٹھیں

"پھوپھو۔۔ اس نے کس چیز کا بدلہ لیا ہے میری بچی سے۔۔ میری بیٹی نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔۔ اتنا ظلم کوئی کیسے کر سکتا ہے پھوپھو۔۔"

حورین تو اپنی بیٹی کے زخمی وجود پر ہی تڑپ رہیں تھی اور جب سے معلوم ہوا تھا کہ عروہ نے اپنا بچہ کھویا ہے اور اب وہ کبھی بھی ماں نہیں بن سکتی تب سے تو جیسے انہیں صبر ہی نہیں آ رہا

”خدا پوچھے اس ظالم اور گھٹیا شخص سے۔۔ ہماری بچی سے پتہ نہیں کون سی دشمنی نکالی ہے اس نے۔۔“

پھوپھو کا دل تو پھٹا جا رہا تھا وہ جب سے روحان کی باتیں سن کر آئی تھیں جو بیہ کی وجہ سے ان کے دل میں روحان کے لیے گنجائش تھی وہ روحان کی باتیں سن کر ختم ہو چکی تھی

پاس بیٹھی رامین میں تو کچھ بولنے کی ہمت ہی نہیں تھی وہ تو بے آواز رو رہی تھیں

”ضامن آپ نے دیکھا نا۔۔ میں آپ کے فیصلے پر کچھ نہیں بولی تھی۔۔ میں جانتی تھی آپ بیہ آپی کی محبت میں کچھ بھی کریں گے اپنی بیٹی بھی ان کے بیٹے کو دیں گے۔۔ مگر میں ماں تھی نا۔۔ دل نہیں مان رہا تھا میرا۔۔ کس بات کا بدلہ لیا کے اس نے ہماری بچی سے۔۔“

حورین سامنے خاموشی سے آنسو بہاتے ضامن شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھیں

""حورین میں اپنی بیٹی سے نظریں کیسے ملاؤں گا۔۔میں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو اس کے حوالے کر دیا تھا۔۔""

ضامن شاہ کا لہجہ کانپ رہا تھا

""ڈیڈ پلیز۔۔""

عرش نے ضبط سے سرخ ہوئے چہرے اور آنکھوں سے اپنے ماں باپ کو دیکھا تھا

”عرش مجھے روحان کے پاس لے چلو۔۔مجھے اس سے پوچھنا ہے۔۔اس نے میری معصوم بیٹی کے ساتھ یہ سب کیوں کیا۔۔کیا اسے ذرا رحم نہیں آیا میری معصوم بچی پر

۔۔“

حورین، عرش کو بھیگی آنکھوں سے دیکھتی کہنے لگیں تو عرش نے تڑپ کر ماں کو دیکھا

”میں روحان کو نہیں چھوڑوں گا مام۔۔میں اس سے اپنی بہن کے ہر آنسو کا بدلہ لوں گا۔۔“

عرش شاہ کے لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی وہ دنیا کو آگ لگا دینے کے درپہ تھا

"نہیں عرش یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔ یہ سب مکافات ہے۔۔ میں ہی اپنی بیٹی کا مجرم ہوں۔۔ وہ اپنے باپ کے کیے کی سزا بھگت رہی ہے۔۔ روحان تو محض بہانہ بنا ہے۔۔ یہ سب تو میری سزا ہے۔۔"

ضامن شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ خود کو ختم ہی کر لیں

"بس کر جاؤ ضامن۔۔ تم میں اور روحان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔ تم ہمیشہ سے اپنے کیے پر نادم تھے۔۔ خدا اتنا بے رحم نہیں ہے کہ کسی معصوم کو اس طرح باپ کے کیے کی سزا دے۔۔ یہ ہم جیسے انسان ہیں جو اپنا کیا خدا پہ ڈال دیتے ہیں۔۔ ہر کوئی اپنے عمل کا خود زمہ دار ہے۔۔ تم نے جو کیا اس کے تم زمہ دار ہو۔۔ جبکہ روحان نے جو کیا۔۔ وہ خود اس کا زمہ دار ہے۔۔ اب تم روحان کا کیا اپنے سر پر مت لو۔۔"

چھوٹی دادو ضامن کو نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے گویا ہوئی تھی

"نہیں پھوپھو۔۔یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔میں نے چاہے حورین سے یا خدا سے جتنی چاہے معافی مانگی ہو مگر ظلم تو میں نے بھی کیا تھا۔۔بچہ تو حورین نے بھی اپنا کھویا تھا۔۔آج وہی سب میری بیٹی کے ساتھ ہوا ہے۔۔"

وہ روتے ہوئے بولے تھے

"ضامن مجھے تم سے اتنی ناامیدی کی امید نہیں تھی۔۔نعوذ باللہ تم کیا خدا کی صفات پر شک کر رہے ہو۔۔جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔۔"

"ہرگز نہیں پھوپھو"

"تو پھر تم یہ سب کیسے کہہ سکتے ہو۔۔کہ تمہارے کیے کی سزا تمہاری بیٹی کو ملی ہے۔۔؟"

”دیکھو ضامن۔۔ خدا بڑا رحیم کریم ہے۔۔ وہ بخشنے والا ہے۔۔ اس کو جو سچے دل سے معافی مانگے۔۔ مگر تم نے اس روحان کی آنکھوں میں نہیں دیکھا۔۔ کیا اس کے الفاظ اپنی بیٹی کے بارے میں نہیں سنے تھے۔۔ کس طرح وہ ہماری معصوم بچی پر بہتان باندھ رہا تھا۔۔ وہ اپنے کسی گناہ پر نادم نہیں تھا۔۔ اسے اپنی کوئی غلطی نظر آ ہی نہیں رہی تھی۔۔ وہ خود کو حق بجانب سمجھ رہا ہے۔۔ اس کے نزدیک ہماری عروہ کی کوئی اوقات ہی نہیں ہے۔۔ اسے تو عروہ کے جینے مرنے سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔۔“

وہ ضامن کو یاد کرواتی سمجھا رہی تھیں

”مجھے میری بچی بس صحیح چاہیے پھوپھو۔۔ پلیز یہ باتیں نہ دہرائیں۔۔ پلیز دعا کریں میری بچی کے لیے۔۔“

حورین تلخ باتوں سے بچتی انہیں خاموش کروا گئیں

”میری تو ہمت نہیں ہو رہی میں عروہ سے آنکھیں کیسے ملاؤں گا مام۔۔ میں اپنی بہن کی حفاظت نہ کر سکا۔۔“

عرش کی آواز میں نمی تھی

”بھائی آپ سب پلیز ہمت کریں۔۔ ہمیں مل کر عروہ کو سنبھالنا ہے۔۔ اسے ہوش آئے گا تو سب خود کو مضبوط رکھیں گے۔۔“

اشعر نے عرش کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سرخ ہوئی آنکھوں سے سب کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس کی بات پر خاموشی چھا گئی تھی

//////////////////////////

”عرش تم جاؤ بیٹا گھر۔۔مریم کے پاس۔۔اس کو دیکھو جا کر۔۔اسے بخار تھا رات سے۔۔“

ضامن شاہ نے رونے کے باعث بھاری ہوئی آواز سے کہا تھا

”ہمم جاؤ۔۔“

حورین نے بھی عرش کے کاندھے سے سر اٹھا کر کہا وہ دیکھ رہی تھیں عرش کتنے دنوں سے عروہ کے لیے بھاگ دوڑ کر رہا تھا اور دو دن سے تو وہ گھر بھی نہیں گیا تھا اس کی تو نیند بھی پوری نہیں ہوئی تھی

"عرش، مریم اور تمہارے رشتے پر اس سارے معاملے کی ذرا سی بھی تپش نہیں آنی چاہیے۔۔اگر عروہ کی وجہ سے تم نے مریم سے ذرا سی اونچی آواز میں بھی بات کی نا تو پھر مجھے باپ نہ کہنا۔۔"

ضامن شاہ نے عرش کو سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے ذو معنی انداز میں کہا ان کے انداز میں سختی تھی جبکہ عرش نے اثبات میں سر ہلایا

"ضامن، حورین ہمدردی کا بھوت ابھی تم دونوں کے سر سے اترا نہیں؟؟ دیکھا نہیں اس کے بھائی نے کیا حال کیا ہماری معصوم بچی کا۔۔پہلے اس کے باپ نے ہماری بیبہ کو برباد کیا تھا اب اس کے بیٹے نے ہماری عروہ کو اجاڑ کر رکھ دیا ہے۔۔"

پھوپھو غصے اور غم میں بول رہی تھیں

”خدا کا واسطہ ہے پھوپھو ایسی باتیں نہیں کریں۔۔ خاص طور پر عرش کے دماغ میں یہ باتیں نہ ڈالیں۔۔ پہلے ہی میں اپنی زندگی میں ایک کی خاطر دوسرے بے قصور کو سزا دے چکا ہوں۔۔ میں نہیں چاہتا۔۔ میرا بیٹا بھی وہی سب کرے۔۔ مریم صرف ہماری بہو ہی نہیں بیٹی بھی ہے۔۔ عرش یہ بات یاد رکھنا بیٹا ہر رشتے کو اس کی جگہ رکھنا ہے تم نے۔۔ اور ویسے بھی عروہ کے ساتھ جو ہوا اس میں میری غلطیاں تھیں اور کچھ خدا نے سزا دی مجھے“

ضامن شاہ چھوٹی دادو کے سامنے ہاتھ جوڑتے بولے تھے آخر میں ان کے لہجے میں ندامت گھل گئی تھی

”ضامن پلیز۔۔ ایسے نہیں بولیں۔۔ خدا بہت بے نیاز ہے۔۔ وہ بڑا رحم کرنے والا ہے کرم کرنے والا ہے۔۔ جو کچھ آپ نے کیا میں نے آپ کو معاف کر دیا تھا کیوں کہ آپ میں انسانیت تھی وقتی طور پر آپ غصے میں تھے مگر آپ میں احساس تھا۔۔ آپ میرے لیے مرہم بھی تھے۔۔ مگر روحان نے جو کیا وہ نا

قابل برداشت ہے۔۔اس نے پلٹ کر میری بچی کو نہیں پوچھا۔۔اس نے تو اسے بچانے کی کوشش ہی نہیں کی تھی بلکہ وہ تو اسے مار دینا چاہتا تھا۔۔"

وہ کہتے کہتے آخر میں روپڑی تھیں

"حورین بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے ضامن۔۔ تم میں اور روحان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔۔اور میں کون سا مریم کے لیے کچھ غلط کہہ رہی ہوں۔۔ تم لوگ سمجھتے ہو کیا مجھے وہ پیاری نہیں ہے۔۔؟؟ارے مجھے اس کے باپ اور بھائی سے چاہے جتنے شکوے ہوں۔۔ مگر وہ بچی بھی تو عروہ کی طرح بے قصور ہے۔۔بس خدا ہماری دونوں بچیوں کو اب آزمائش سے نکال دے۔۔"

وہ آبدیدہ ہو رہی تھیں جبکہ

اس سب میں عرش نے اذیت سے آنکھیں بند کی تھیں

//////////////////////

وہ مریم کی طبیعت کا سن کر بے حد بے چین ہوا تھا اشعر کو سب کا خیال رکھنے کا کہہ کر وہ شاہ حویلی کے لیے نکلا تھا جب اس نے حویلی میں قدم رکھے تو رات کافی ہو چکی تھی اور شاہ حویلی میں بلکل سناٹا تھا کبھی وہ وہاں آتا تھا تو خوشیاں اور کھلکھلاہٹیں اس کا استقبال کیا کرتی تھی مگر آج فضاؤں میں عجیب سی وحشت چھائی ہوئی تھی

عرش شاہ بھاری قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا جب وہ دروازہ دھکیل کر کمرے میں داخل ہوا تو وہاں نیم اندھیرا تھا عرش سوئچ بورڈ کی جانب بڑھا اور دو تین بٹن دبانے سے پورا کمرا روشن ہو گیا

ابھی وہ مڑا ہی تھا کہ فرش پر بیٹھی مریم نے روشنی کے باعث چندھیائی آنکھیں اس کی جانب کیں دونوں کی آنکھیں ملی تو ان چاروں آنکھوں میں کرب تھا بہت سے مان ٹوٹ جانے کی کرچیاں تھیں

عرش شاہ نے نگاہیں پھیریں تھیں اور دروازہ لاکڈ کیا اور ہاتھ میں باندھی گھڑی اتاری، جیبیں کنگھالنے کے بعد والٹ اور موبائل بھی نکال کر سائڈ ٹیبل پر رکھا اب وہ جیکٹ اتارتا ہوا ہیٹر آن کر رہا تھا تاکہ کمرے کی خنکی میں کمی ہو

"السلام علیکم۔۔"

وہ اب مریم کے ساتھ فرش پر بیٹھتے ہوئے اسے دیکھتے سلام کر رہا تھا جبکہ مریم اسے یک ٹک دیکھ رہی تھی

"ڈیڈ بتا رہے تھے۔۔آپ کو بخار ہے۔۔"

مریم نے سلام کا جواب نہیں دیا تھا وہ ہنوز خاموش تھی عرش شاہ اب اس کا ماتھا چھوتا استفسار کر رہا تھا

"شکر ہے بخار اب نہیں ہے۔۔"

وہ پھر بڑبڑایا تھا جب کہ مریم اب عرش کے سینے سے لگ کر سسکنے لگی تھی عرش نے کرب سے آنکھیں بند کی تھیں

"مم مجھے معاف کر دیں۔۔ بب بھائی نے بلکل ٹھیک نہیں کیا۔۔ پپ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔"

وہ مسلسل یہی بولی جا رہی تھی اور روتی جا رہی تھی عرش شاہ میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اسے خاموش کرواتا وہ خود بھی بے آواز رونے لگا تھا

”مم میں بھائی کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔میں کبھی ان سے نہیں ملوں گی
۔۔“

عرش کو خاموش دیکھ کر وہ مسلسل بول رہی تھی وہ شاید شدید صدمے میں تھی
عرش شاہ اس کی کیفیت سمجھتا اس کے بال سہلانے لگا

”آپ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔“

وہ اب سر اٹھاتی عرش کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی

”پلیز مریم۔۔مجھے اس وقت آپ کی ضرورت ہے۔۔اس طرح کی کوئی بھی
بات بول کر مجھے اور خود کو اذیت مت دیں۔۔“

وہ رو رہا تھا اور مریم کو تو اسے دیکھ کر ہی جھٹکا لگا تھا آج تک اس نے عرش شاہ کو اس طرح نہیں دیکھا تھا وہ اسے اس طرح روتے دیکھ کر تڑپ گئی تھی

"شاہ جی۔۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کے آنسو پونچھتی اس کا ماتھا چوم گئی جبکہ عرش اب اس کی گود میں منہ چھپا رہا تھا عرش شاہ نے مریم کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے رکھے تھے جن پر آنسو ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے

//////////////////////

عروہ کو آج رات ہی ہوش آیا تھا مگر وہ بلکل خاموش تھی بس خاموشی سے چھت کو گھورتی رہتی تھی

حورین نے تڑپ کر اسے سینے سے لگایا تھا اور بے تحاشہ رونے لگی تھیں مگر عروہ اس کیفیت سے نہیں نکلی تھی ایک آنسو بھی اس کی آنکھ سے نہیں بہا تھا

ضامن شاہ اور عرش شاہ نے بھی اسے سینے سے لگایا تھا مگر وہ بے تاثر چہرہ لیے انہیں دیکھتی رہی تھی کسی کا رونا اس پر اثر انداز ہی نہیں ہو رہا تھا ڈاکٹرز اس کی اس کیفیت پر پریشان تھے اور مزید کسی کو بھی اس کے سامنے رونے سے روک رہے تھے

”میری بیٹی کچھ بولتی کیوں نہیں ہے ڈاکٹر۔۔“

حورین بے حد پریشان سی پوچھ رہی تھی

”ڈاکٹر حورین آپ خود بھی ایک ڈاکٹر ہیں۔۔ آپ اپنی بیٹی کی حالت کو سمجھیں ۔۔ وہ شدید صدمے سے گزر رہی ہے۔۔ عروہ کی یہ کیفیت بہت خطرناک ہے

۔۔اس طرح نروس بریک ڈاؤن ہونے کے چانسز بڑھ گئے ہیں۔۔آپ سب پلیز انہیں وقت دیں۔۔انشاءاللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔"

ڈاکٹر سامنے بیٹھے ضامن شاہ، عرش شاہ اور حورین کو دیکھتی گویا ہوئی تھیں

"وہ کب ٹھیک ہو گی ڈاکٹر۔۔"

عرش شاہ نے ضبط سے سرخ ہوئی آنکھوں سے ڈاکٹر کو دیکھتے ہوئے پوچھا اپنی بہن کی اس حالت پر اس کا دل پھٹ رہا تھا

"کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔سالوں سال لگ سکتے ہیں۔۔اگر کیفیت ایسے ہی رہی تو ان کی جان کو خطرہ ہے۔۔آپ سب کوشش کریں ان کا بہت خیال رکھیں۔۔کوئی بھی پرانی بات ان کے سامنے نہ دہرائی جائے جس سے انہیں تکلیف ہو۔۔"

وہ ان سب کے مایوس چہروں کو دیکھتے ہوئے سمجھا رہی تھیں

"وہ آپ سب کی باتیں سن رہی ہے۔۔ لیکن اس کی ذہنی حالت بہت بری ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ بہت خاموش ہے۔۔"

"عام حالات میں بھی اگر عورت کو یہ بات معلوم ہو کہ وہ اب کبھی ماں نہیں بن سکتی تو وہ بکھر جاتی ہے۔۔ پھر عروہ تو اس وقت ویسے بھی بہت برے حالات سے گزری ہے۔۔ بس آپ سب کو ہمت رکھنی ہے۔۔ انہیں زندگی کی طرف واپس لانا ہے۔۔"

عرش شاہ کو سر پکڑے دیکھ کر ڈاکٹر خود بھی افسردہ سی بولی تھیں

//////////////////////////////

تمام معاملاتِ زندگی اپنے معمول پر آ گئے تھے ہر کوئی اپنی زندگی میں مصروف ہو گیا تھا ضامن شاہ نے ریٹائرمنٹ لے لی تھی وہ اب اپنا وقت گھر پر گزارتے تھے حورین ہسپتال دوبارہ جانے لگی تھیں عرش شاہ واپس جا چکا تھا مریم خاموش سی رہتی تھی اشعر اپنی پڑھائی میں مصروف تھا علی اور رامین دو تین دن بعد شاہ حویلی چکر لگا لیتے تھے چھوٹی دادو اور منتہاء مستقل شاہ حویلی میں مقیم تھیں مگر منتہاء کا زیادہ وقت یونیورسٹی میں گزرتا تھا اشعل نے ایک دو بار عروہ سے ملنے کی کوشش کی تھی مگر رامین نے اسے روکا ہوا تھا رامین کے ہی اصرار پر اشعل ہاسٹل شفٹ ہو گیا تھا

عرش کے گھر آنے پر امل نے عرش کی پریشانی کا ہزار مرتبہ پوچھا تھا مگر اس نے اسے ایک سخت نظر سے نوازا تھا جس کے بعد امل نے خاموشی اختیار کر لی تھی

ان سب میں عروہ تھی جس کی زندگی ایک جگہ رک چکی تھی وہ سارا دن کمرے میں خاموش گزارتی کبھی خود کو گھنٹوں شیشے میں تکتی رہتی تھی کبھی گھنٹوں ایک ہی جگہ بیٹھی اپنے ہاتھوں کو دیکھتی رہتی تھی

سب گھر والوں کے بے حد پیار کے باوجود وہ ابھی بھی اپنا دکھ، اپنی کوئی تکلیف کسی کے ساتھ نہیں بانٹ رہی تھی ڈاکٹرز کہتے تھے کہ عروہ جب تک اپنے اندر کا درد بیان نہیں کرے گی یا روئے گی نہیں

تب تک اس کی حالت بہتر نہیں ہو گی

حورین اور رامین تو اس کے سامنے رو پڑتی تھیں مگر وہ خاموشی سے بس انہیں تکتی رہتی تھی مریم اور منتہاء گھنٹوں اس سے باتیں کرتیں مگر وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ انہیں دیکھتی رہتی سب کو عروہ کی بے حد فکر تھی نہ وہ کچھ بولتی تھی نا روتی تھی

ڈاکٹرز یہی کہتے تھے کہ اگر عروہ اپنی اس کیفیت سے باہر نا آئی تو اس کی جان کو خطرہ ہے یا پھر وہ اپنا ذہنی توازن بھی کھو سکتی ہے

کوئی اسے جہاں کہتا وہ وہی بیٹھ جاتی اشعر اس سے ہنسی مزاق کرتا مگر عروہ اسے ایسے دیکھتی جیسے اس کی کوئی بات اسے سمجھ نہیں آرہی عرش، عروہ کی حالت کے پیش نظر سائیکیٹرسٹ کو دیکھانے کا سوچنے لگا تھا

آج عروہ کی وجہ سے حورین نے سب کو ڈنر کے لیے بلایا تھا تاکہ عروہ سب کو دیکھ کر کچھ بولے کچھ تاثر ظاہر کرے عرش بھی شاہ حویلی آیا ہوا تھا

ڈائننگ ہال میں سب موجود تھے عروہ، عرش اور اشعر کے درمیان والی کرسی پر بیٹھی اپنے ہاتھوں کو مسلسل گھور رہی تھی

”عروہ بیٹا دیکھو۔۔آج سب کچھ تمہاری پسند کا بنایا ہے میں نے۔۔“

حورین اس کا ماتھا چومتی جذب سے گویا ہوئیں

”مام میں تو جیسے آپ کی سگی اولاد ہوں ہی نہیں۔۔میری پسند کا تو کھانا آپ اپنے ہاتھوں سے کبھی نہیں بناتی۔۔بھابھی بس اپنے شوہر کی پسند کا کھانا بناتی ہیں۔۔“

اشعر نے مصنوعی ناراضگی سے کہا تو عرش شاہ نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے مکا اس کی کمر پر رسید کیا کہ اشعر کراہ اٹھا باقی سب کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی صرف عروہ تھی جو ان دونوں کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ انہیں جانتی ہی نہ ہو

”بس اب اس کا یہی حل ہے کہ ہم تیری شادی کر دیں۔۔ پھر اپنی بیوی کے ہاتھ کا کھانا کھاتا رہیں۔۔“

چھوٹی دادو نے مسکراتے ہوئے کہا تو اشعر نے منتہاء کو ایک آنکھ مارتے ہوئے مشکور نگاہوں سے دادو کو دیکھا جبکہ منتہاء نے اسے آنکھیں دیکھائیں

”ہائے میری پیاری دادی۔۔ میری کیوٹ دادی۔۔ یہ کی نا آپ نے میرے دل کی بات۔۔“

اشعر نے فلائنگ کس دادی کو کرتے ہوئے جوش سے کہا

”بیٹا صبر رکھو۔۔ ویسے بھی اب شادی کی تمہاری ہی باری ہے۔۔“

رامین نے اشعر کو کہا تو عرش نے مریم کو اشارہ کیا مریم اب عروہ کی پلیٹ میں کھانا نکال رہی تھی

”عروہ دیکھو حورین ماما نے تمہارے لیے بنایا ہے۔۔۔ بہت مزے کا ہے۔۔“

مریم نے محبت بھرے انداز میں کہا تھا

”مریم بھابھی آج میں اپنے ہاتھوں سے اپنی چھوٹی سی گڑیا کو کھانا کھلاؤں گا۔۔ “

اشعر نے عروہ کو ہنوز ایک ہی سمت میں بیٹھے دیکھا تو مریم سے کہتا خود عروہ کو کھانا کھلانے لگا جبکہ عرش نے سنجیدہ بیٹھے ضامن کو دیکھا

کھانے کے بعد سب لیونگ روم میں بیٹھے تھے

سب کسی نا کسی بات میں عروہ کو مخاطب کرتے مگر وہ خاموش تھی حورین کا ضبط ٹوٹا تھا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھیں

"عروہ پلیز کچھ بولو بیٹے۔۔اپنی خاموشی سے مت مارو ہمیں۔۔"

وہ عروہ کے آگے ہاتھ جوڑتی روتے ہوئے بولی تھیں جبکہ سب ہی آبدیدہ ہو گئے تھے

"مام پلیز سنبھالیں خود کو۔۔"

عرش نے ان کے ہاتھ تھامے تھے

”خدا پوچھے اس روحان کو۔۔ ہماری پھولوں جیسی بچی کا کیا حال کر دیا ہے۔۔
“

چھوٹی دادو بھی روتے ہوئے بولی تھیں عرش سمیت ضامن نے بھی انہیں مزید بولنے سے روکا تھا کیونکہ عروہ کے سامنے روحان کا ذکر کرنے سے ڈاکٹر نے انہیں سختی سے منع کیا تھا

”چھوٹی دادو پلیز۔۔“

”پیچھے ہٹو تم لوگ۔۔ میں بات کرتی ہوں اپنی پوتی سے۔۔“

عرش کی التجا کو نظرانداز کرتے ہوئے وہ اشعر کو عروہ کے پاس سے اٹھنے کا اشارہ کرتیں عروہ کے برابر براجمان ہو چکی تھیں

"مجھے بتاؤ میری بچی۔۔ اس نے کیا کیا تمہارے ساتھ۔۔ ہاں بتاؤ اپنی دادی کو۔۔ وہ مارتا تھا نا تمہیں۔۔ میری پھولوں جیسی بیٹی کو۔۔"

وہ عروہ کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامتی بے حد پیار اور محبت سے استفسار کر رہی تھی جبکہ عروہ ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی

"کیوں سہا تم نے اس کا ظلم۔۔ تم تو ہماری شیر بیٹی ہو نا۔۔ فون کرتی اپنے اس ایس پی بھائی اور آئی جی باپ کو۔۔ وہ اس روحان کو الٹا نہ لٹکاتے۔۔"

"زندگی خراب کر دی اس نے ہماری بچی کی۔۔ کتنے کتنے بہتان لگائے اس نے ہماری بچی پر۔۔ دل چاہ رہا تھا میرا میں اس کی زبان کھینچ لوں۔۔"

چھوٹی دادو کی باتوں سے سب ہی بے آواز رو رہے تھے جبکہ عروہ کے ماتھے پر ایک بل پڑا تھا

"عروہ مجھے ایک بار بتاؤ تو بیٹا میں اپنی بیٹی کی آواز سننے کے لیے ترس رہی ہوں بتاؤ تو اپنی ماں کو اپنے دکھ۔۔اتنا غیر نہ سمجھو ہمیں۔۔"

اس مرتبہ حورین بھی روتے ہوئے عروہ سے کہنے لگیں جبکہ مریم نے کرب سے عروہ کو دیکھا تھا

"تم تو اولاد کا دکھ سمجھتی ہو نا بیٹا تم نے اپنی اولاد کھوئی ہے نا۔۔ تم بھی تو میری اولاد ہو نا۔۔ پھر کیوں مجھے اپنی اولاد کا دکھ دینا چاہتی ہو۔۔ مجھ سے بات کرو بیٹا۔۔"

حورین کی اس بات پر عروہ کی آنکھوں سے ایک آنسو نکلا تھا عرش نے حیرت سے اسے دیکھا تھا

"بتاؤں اس ذلیل آدمی کے ستم بیٹا۔۔اس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہاری گود کو اجاڑ دیا ہے۔۔"

چھوٹی دادو روندی ہوئی آواز میں بولی تھیں اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتیں عروہ ایک طرف گری تھی عرش نے اسے گرنے سے بچایا تھا

"عروہ کیا ہوا گڑیا۔۔"

عرش شاہ کی چنگھاڑتی آواز نے سب کو متوجہ کیا تھا عروہ کو بے ہوش دیکھ کر سب کے پیروں سے زمین سرکی تھی

"عرش ہاسپٹل لے کر چلوں عروہ کو۔۔"

ضامن شاہ بے ساختہ چیخے تھے

//////////////////////////

"مسٹر عرش آپ سوچ نہیں سکتے آپ کی بہن کی ذہنی حالت کتنی خراب ہو چکی ہے۔۔ جیسے آپ نے بتایا جو ہوا ان کے ساتھ۔۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے۔۔ وہ ابھی اس ایج میں اتنے بڑے صدمے سے گزر رہیں ہیں۔۔"

عروہ کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا ڈاکٹر نے عروہ کے بارے میں ڈسکس کرنے کے لیے عرش شاہ کو بلایا تھا

"میری بہن کیسے ٹھیک ہو گی ڈاکٹر۔۔؟"

عرش شاہ نے بے بسی سے پوچھا

"دیکھیں آپ سب کو صبر کرنا ہو گا۔۔اگر ہم جلد بازی کریں گے تو وہ اپنا ذہنی توازن کھو سکتی ہے۔۔"

ڈاکٹر کی بات پر عرش شاہ نے کرب سے آنکھیں میچیں

"ڈاکٹر وہ بہت معصوم ہے۔۔ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔۔ ہمیں اتنی جلدی شادی جیسی زمہ داری اس پر نہیں ڈالنی چاہیے تھی۔۔اس کے بعد روحان کا جو رویہ تھا۔۔اس نے میری بہن کو اس نوبت تک پہنچا دیا۔۔"

وہ انہیں عروہ اور روحان کی شادی شدہ زندگی کی ساری حقیقت بتا چکا تھا

"جی ہاں میں سمجھ رہی ہوں۔۔ میں نے عروہ کی ساری رپورٹس سٹڈی کی ہیں ۔۔ مسٹر عرش انہیں فیزیکل ٹارچر کے ساتھ ساتھ مینٹلی ٹارچر بھی کیا گیا ہے

۔۔آپ سب لوگوں کو لگ رہا ہو گا کہ عروہ کی یہ کنڈیشن بہت اچانک ایسی ہوئی ہے۔۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔۔

"کیا مطلب ڈاکٹر۔۔"

"مطلب یہ مسٹر عرش کہ۔۔ عروہ کا نکاح بہت جلد بازی میں اور ایک ایسے شخص کے ساتھ ہوا جسے اس نے کبھی اپنے لیے سوچا ہی نہیں تھا اور اس کے بعد ان کے ہسبنڈ انہیں لے کر سب سے دور چلے گئے۔۔ہاں اگر وہ اس وقت اپنی فیملی سے کنٹیکٹ میں رہتی۔۔اپنی ماں کو اپنے دل کی باتیں شئیر کرتیں کہ ان کے ہسبنڈ کا رویہ ایسا ہے ان کے ساتھ۔۔ تو شاید وہ اتنا ڈپریشن میں نہ ہوتیں۔۔ اور پھر دن رات وہ ٹارچر میں رہیں۔۔اپنا فرسٹ بے بی کھو دیا انہوں نے۔۔یہ سب بہت اذیت ناک ہے۔۔"

ڈاکٹر افسردہ سی بول رہی تھی

"اب کیسی طبعیت ہے عروہ کی۔۔؟"

عرش شاہ نے سرد آہ بھرتے ہوئے پوچھا

"ہوش آچکا ہے انہیں۔۔آپ مل لیجئے گا انہیں۔۔"

ڈاکٹر کی بات سن کر عرش اٹھنے لگا تھا جب دوبارہ ڈاکٹر نے اسے بیٹھنے کا کہا

"مسٹر عرش۔۔آپ کو ہمت سے کام لینا ہے۔۔ عروہ کو کئی سال لگ سکتے ہیں زندگی کی طرف واپس آنے کے لیے۔۔ لیکن اگر آپ سب ہمت نہ ہاریں تب ۔۔ورنہ اگر وہ اس صدمے سے نہ نکل سکیں تو یہ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔وہ ذہنی توازن کھو سکتی ہیں اپنا۔۔"

ڈاکٹر نے عرش کو بہت گہری باتیں کہیں تھیں عرش شاہ اثبات میں سر ہلاتا اٹھ گیا اور اس روم کی سمت بڑھا جہاں عروہ تھی رات کافی ہو چکی تھی اس لیے اس نے حورین اور ضامن سمیت سب کو گھر بھیج دیا تھا اور خود عروہ کے پاس رکا تھا مریم نے رکنا چاہا تھا مگر اس نے اسے بھی سمجھا بجھا کر بھیج دیا تھا

وہ کمرے میں داخل ہوا تو عروہ بے آواز رو رہی تھی عرش کو دیکھتی اٹھ بیٹھی

"عروہ۔۔"

عرش اسے پکارتا تڑپ کر اس کی سمت بڑھا اور اسے اپنے سینے سے لگا لیا

"بھائی۔۔"

عروہ نے بہت دنوں کے بعد اپنی زبان سے کوئی لفظ ادا کیا تھا عرش نے دل میں ہزار بار خدا کا شکر ادا کیا تھا

"میری گڑیا۔۔بھائی کی جان۔۔بھائی کی شہزادی۔۔"

عرش اس کے بالوں پر بوسہ دیتا محبت بھرے انداز میں بول رہا تھا جبکہ عروہ مزید بکھرنے لگی تھی وہ شدت سے رو رہی تھی اس کے رونے میں اتنا درد تھا کہ عرش جیسا مضبوط مرد اپنا سانس رکتا ہوا محسوس کر رہا تھا

"بب بھائی سب ختم ہو گیا۔۔"

وہ تڑپ رہی تھی عرش شاہ سے اپنی بہن کا اس طرح تڑپ تڑپ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا برداشت نہیں ہو رہا تھا

”سب ٹھیک ہے بھائی کی جان۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔صبح مام ڈیڈ بھی آئیں گے اپنی گڑیا سے ملنے۔۔“

عرش نے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی

”بب بھائی مجھے چھپا لیں۔۔بھائی مجھے مام ڈیڈ کے سامنے نہیں جانا۔۔بب بھائی میں اس قابل نہیں رہی۔۔سب ختم ہو گیا۔۔“

عروہ سسک کر رو رہی تھی

”عروہ ایسے کیوں بول رہی ہو بچے۔۔“

عرش نے اسے سنبھالتے کہا

"بب بھائی وہ۔۔بھائی وہ مام ڈیڈ کو بتادے گا۔۔بھائی میں نے کچھ نہیں کیا۔۔
بب بھائی مم میں بد کردار نہیں ہوں۔۔آآپ کو تو یقین ہے نا۔۔بب بھائی میں
بد کردار نہیں ہوں۔۔"

وہ ڈرتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی عرش شاہ نے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا

"میں جانتا ہوں بیٹا۔۔تم تو میری معصوم سی بہن ہو۔۔خبیث تو وہ تھا جو
تمہاری قدر نہیں کر سکا۔۔بد کردار تو وہ خود ہے۔۔جو ناجائز تعلقات رکھتا ہے
۔۔تم تو میری گڑیا ہو۔۔"

عرش شاہ اس کے بکھرے بالوں کو سمیٹتے ہوئے بول رہا تھا اس کی بات پر عروہ
نے اسے دیکھا

”بھائی وہ بابا کو بتادے گا۔۔ڈیڈ بھی مجھے غلط سمجھیں گے۔۔بھائی اس نے سب ختم کر دیا۔۔“

وہ مسلسل روتے ہوئے کانپ رہی تھی عرش کو اس کی فکر ہو رہی تھی کہیں پھر سے اس کی طبیعت نہ بگڑ جائے

”ڈیڈ کو اپنی بیٹی پر یقین ہے بیٹا۔۔ ہم سب کو اپنی شہزادی پر یقین ہے۔۔“

عرش نے اسے یقین دلایا تھا

”بھائی اس نے مار دیا۔۔بھائی اسنے بے بی کو مار دیا۔۔“

اپنا یہ دکھ بتاتے ہوئے وہ اس شدت سے روئی تھی کہ کئی پل تو عرش شاہ بھی اسے تسلی نہ دے سکا تھا

"کیوں مارا بے بی کو۔۔انہیں مجھ پر ذرا ترس نہیں آیا۔۔"

"بھائی کی جان۔۔خدا کی ذات پر بھروسہ رکھو۔۔یہ آزمائش بھی جلد ہی ختم ہو جائے گی۔۔"

عرش شاہ نے اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ پونچھتے ہوئے تسلی دی وہ مزید بولتی کہ عرش نے نفی میں سر ہلایا

/////////////////////////

عرش نے گھر پر سب کو بتا دیا تھا کہ عروہ کو ہوش آ چکا ہے اور اب اس کی طبیعت کچھ بہتر ہے وہ خود ہی اسے لے کر گھر آ جائے گا اور پھر وہ اگلے دن صبح ہی عروہ کو لے کر شاہ حویلی پہنچ چکا تھا

حورین کو دیکھ کر عروہ تڑپ کر ان کے سینے سے لگی تھی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی

"مم مام۔۔سب ختم ہو گیا۔۔مام۔۔"

وہ شدت سے روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی شاہ حویلی کے مکین منہ چھپا کر رونے لگے تھے

"مم مام میں نے آپ کو کتنا بلایا۔۔کتنا یاد کیا۔۔کوئی بھی نہیں تھا میرے پاس ۔۔بھائی کو بب بابا کو۔۔کوئی نہیں آیا۔۔مجھے بچانے۔۔"

وہ اتنے دن سے خاموش تھی تو تب بھی اس کی خاموشی چیخ چیخ کر اس پر ہوا ہر ستم بیان کرتی تھی اور آج تو وہ خود اپنے پر ہوئے ستم بتا رہی تھی وہ اس طرح رو رہی تھی کہ شاہ حویلی کے مکین سمیت ملازمین بھی رونے لگے تھے

”وہ ہنستا تھا مام۔۔ میری بے بسی پر۔۔ وہ مزاق اڑاتا تھا میری بے بسی کا۔۔“

وہ تڑپ تڑپ کر بول رہی تھی حورین کو اس کے الفاظ اپنے سینے پر چبھ رہے تھے جبکہ ضامن شاہ بیٹی پر ہوئے ظلم سن کر کرب سے آنکھیں میچ رہے تھے عرش شاہ نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا تھا مریم لبوں پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیاں روک رہی تھی

”مام۔۔ اس نے سب ختم کر دیا۔۔ سب کچھ مام۔۔ کچھ نہیں بچا میرے پاس ۔۔“

”سب ٹھیک ہو جائے گا میری جان۔۔“

حورین کی آواز بمشکل ہی کسی نے سنی ہو گی کیونکہ آنسوؤں کا گولا ان کے گلے میں اٹکا ہوا تھا

”کچھ نہیں ٹھیک ماما۔۔ سب کچھ ختم ہو گیا۔۔ میں ختم ہو گئی ماما۔۔“

عروہ نفی میں سر ہلاتی بولی تھی

”میری تو دنیا ختم ہو گئی ماما۔۔“

”نہیں بیٹا۔۔“

حورین نے تڑپ کر اسے دیکھا تھا

”ماما میری ساری خواہشیں ختم ہو گئیں۔۔میں مر گئی اندر سے ماما۔۔“

وہ سسکتے ہوئے بول رہی تھی شاہ حویلی میں آج اکلوتی اور لاڑلی بیٹی کی آہیں سسکیاں گونج رہی تھیں

”بھائی مجھے کیوں لے کر آئے ہیں یہاں۔۔مار دیں نا مجھے۔۔جان سے مار دیں نا مجھے۔۔“

وہ اب حورین سے خود کو چھڑا کر عرش کی جانب بڑھی تھی

”مجھے مار دیں بھیا۔۔مجھے قبرستان لے جائیں۔۔وہاں دفن کر دیں۔۔

"عروہ۔۔ کیا بول رہی ہو یہ سب۔۔ پاگل ہو گئی ہو۔۔"

عرش شاہ نے تڑپ کر اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا

"نہیں بھائی۔۔ پلیز۔۔ میری بات مان لیں پلیز۔۔ مجھے مار دیں۔۔ مجھے نہیں جینا۔۔ میرا سب کچھ ختم ہو گیا ہے بھای۔۔"

وہ عرش سے خود کو الگ کرتی اس کے آگے ہاتھ جوڑتی بولی تو اشعر اس کے قریب آیا اور اسے اپنے سینے سے لگا کر بلند آواز میں رونے لگا

"بھائی آپ کہیں نا عرش بھیا کو۔۔ وہ۔۔ وہ اپنی گن سے مجھے مار دیں۔۔ پلیز بھائی کہیں نا بھیا سے۔۔ مجھے نہیں جینا۔۔"

وہ اب اشعر کے سامنے ہاتھ جوڑتی بول رہی تھی اشعر نے اس کے ہاتھ تھام کر محبت سے بوسا دیا

”بھائی کی گڑیا چپ ہو جاؤ۔۔“

وہ عروہ کی ویران اور نم آنکھوں میں دیکھتا التجائیہ انداز میں بولا تھا جبکہ سب ہی یہ منظر دیکھتے آبدیدہ تھے

”ڈیڈ۔۔ آپ مار دیں نا۔۔ بھیا کو بتائیں۔۔ میں ایک لاش ہوں بس۔۔ مجھے دفنا دیں۔۔ کیوں کوئی میری بات نہیں مانتا۔۔ پلیز۔۔“

وہ اب ضامن شاہ کی جانب بڑھی تھی اور ان کے آگے ہاتھ جوڑتی رونے لگی

"میری بیٹی۔۔ تم اپنے بابا کو سزا دے دو۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے میرا بچہ۔۔"

ضامن شاہ عروہ کے ہاتھ تھام کر چومنے کے بعد اپنے ہاتھ اس کے آگے جوڑ کر بولے تھے

"ڈیڈ پلیز۔۔ خود کو سنبھالیں۔۔"

عرش شاہ ان کی جانب بڑھا تھا اور ان کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے تھے

"نہیں عرش۔۔ میں اپنی بیٹی کا مجرم ہوں۔۔ میں اپنی بیٹی کی فرمانبرداری کو اس رضا سمجھ رہا تھا۔۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔۔ میرے گناہ ہیں۔۔ میرے غلط فیصلے ہیں۔۔"

ضامن شاہ نے پھر سے عروہ کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے جو کہ عرش شاہ نے تھام لیے تھے

"بھائی سب کچھ ختم ہو گیا بھائی۔۔"

عروہ نے تھکے ہوئے انداز میں عرش سے کہا تھا جبکہ عرش اب اسے خود سے لگا کر التجائیہ انداز میں دیکھنے لگا تھا

"مت کرو اس طرح عروہ۔۔ میری گڑیا۔۔ ہم سب کو معاف کر دو۔۔ اپنے بھائی کو معاف کر دو۔۔ تمہارا بھائی کچھ نہیں کر سکا اپنی لاڈلی کے لیے۔۔ معاف کر دو۔۔ مگر اس طرح مت کرو۔۔"

عرش شاہ کی آواز میں دکھ اور غم تھا مریم نے دکھ سے سب کو دیکھا تھا

”بب بھائی۔۔ خخ ختم۔۔ ہو گیا سس سب۔۔“

وہ نڈھال سی ہو گئی تھی کہ عرش نے اسے سہارا دیا

”یہ کیا کر دیا بھائی آپ نے۔۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ کسی معصوم کو اس حال تک پہنچا سکتے ہیں۔۔“

مریم اپنی آنکھیں کرب سے بند کرتی بڑبڑائی تھی

//////////////////////

”مام آپ نے مجھے بلایا۔۔؟“

وہ حورین شاہ کے کمرے میں اجازت لے کر جب داخل ہوا تو وہ نماز پڑھ کر اٹھ رہی تھیں

"یہاں آؤ میرے پاس۔۔"

وہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئیں اب بیڈ کے پائنتی طرف بیٹھ گئی تھیں جبکہ عرش شاہ ان کے برابر آ بیٹھا تھا اپنی ماں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر وہ انہیں احترام سے دیکھنے لگا جبکہ حورین اپنے خوبرو بیٹے کو بغور دیکھ رہی تھیں

عرش صرف ان کا بیٹا نہیں تھا بلکہ وہ اپنے ماں باپ کا دوست بھی تھا جس سے ضامن اور وہ ہر موضوع پر بات کر لیتے تھے عرش بچپن سے ہی بہت ذہین اور سمجھدار بچہ تھا ہر بات کو سمجھنے والا، چھوٹے بہن بھائی کا ہر طرح سے خیال رکھنے والا، پر سکون مزاج والا، ٹھنڈے دماغ والا،

"کیا بات ہے ماما۔۔پریشان ہیں۔۔؟"

وہ ان کو اپنی جانب دیکھتا پوچھ رہا تھا حورین نے چونک کر اسے دیکھا

"نن نہیں بیٹا۔۔اللہ پاک کا کرم ہے۔۔"

حورین نے سرد آر بھرتے ہوئے کہا

"ڈیڈ کہاں ہیں۔۔"

وہ ضامن شاہ کی غیر موجودگی نوٹ کرتا بولا

"مسجد گئے ہیں۔۔"

حورین کے جواب پر عرش نے سر ہلایا

''عرش مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔''

وہ پھر سے بولی تھیں

''جی مام کہیے۔۔''

عرش نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا

''روحان۔۔روحان کے لیے کیا سوچا ہے تم نے۔۔میرا مطلب ہے۔۔
تمہارے بابا کہہ رہے تھے کہ انہیں روحان سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔۔''

وہ عرش کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتی گویا ہوئیں تو عرش نے ایک گہرا سانس لیا

”مجھے بھی ڈیڈ نے یہی کہا ہے۔۔ پھر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ روحان کو اپنی بیوی پر شدید تشدد کرنے پر عدالت کے ذریعے سزا دلوائی جائے۔۔ وہی کیس چل رہا ہے آج کل۔۔“

عرش شاہ نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سرسری سا بتایا

”آپ کیا چاہتی ہیں ماما۔۔؟“

حورین کو خاموش بیٹھے دیکھتے ہوئے عرش شاہ نے پوچھا

”ہر ماں کی طرح میں بھی اپنے بچوں کی خوشی چاہتی ہوں۔۔ میں بس اپنی بیٹی کی خوشیاں چاہتی ہوں عرش۔۔ بس یہ چاہتی ہوں کہ اس بار جو بھی ہو عروہ کی مرضی سے ہو۔۔“

وہ نم آنکھوں بولی تھیں

"بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں مام آپ۔۔ عروہ جیسا چاہے گی ویسا ہی ہو گا۔۔رہی بات اصول کی تو روحان کو قانون کے ذریعے سزا ملے گی۔۔اس نے میری بہن کو زندگی بھر کا روگ دے دیا ہے۔۔میں اسے آسانی سے جانے نہیں دوں گا ۔۔"

عرش کے لہجے میں غم وغصے کی جھلک تھی حورین نے محض سر ہلایا

"اور اپنے بارے میں سوچا ہے تم نے۔۔"

چند لمحوں بعد حورین نے دوبارہ بات شروع کی

"کس بارے میں بات کر رہی ہیں مام آپ۔۔"

عرش کے ماتھے پر بل پڑا تھا وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھ رہا تھا

"میں امل اور مریم کے بارے میں بات کر رہی ہوں۔۔"

حورین نے اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھا تھا جبکہ عرش نے ان کی بات پر سر جھکایا تھا

"دیکھو عرش۔۔ تم میرے بہت سمجھدار بیٹے ہو۔۔ تم نے زندگی میں ہمیشہ اپنا ہر فیصلہ مجھ پر چھوڑا ہے۔۔ فرمانبرداری سے میری ہر بات مانی ہے۔۔ تمہارے سٹڈی سبجیکٹ سے لے کر مریم کے ساتھ شادی تک ہر فیصلہ میں نے کیا۔۔ مگر امل کے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے۔۔ پوچھنا تو دور۔۔ تم مجھے بعد میں آ کر بتا رہے ہو۔۔"

ان کے لہجے میں افسردگی تھی

"مجھے معاف کردیں ماما۔۔ غلطی ہوگئی مجھ سے۔۔آپ سے نہیں پوچھا تھا تبھی زندگی میں پہلا فیصلہ ہی غلط کیا میں نے۔۔"

وہ ندامت سے سر جھکائے بیٹھا معافی مانگ رہا تھا

"ایسے کیوں کہہ رہے ہو بیٹا۔۔اگر غلط کیا ہے تو اسے صحیح بھی تو تم نے خود کرنا ہے۔۔"

وہ اسے دیکھتی گویا ہوئی تھیں جبکہ عرش نے اثبات میں سر ہلایا تھا

"جی میں نے ہی ٹھیک کرنا ہے۔۔ جلد ہی امل کو طلاق ق۔۔"

"خبردار عرش۔۔ یہ لفظ اپنی زبان پر دوبارہ مت لانا۔۔"

انہوں نے عرش کے لبوں پر ہاتھ رکھا تھا ان کے انداز میں سختی تھی

"نکاح شادی۔۔!! یہ سب مذاق ہے کیا۔۔؟؟ مجھے تم سے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی عرش۔۔"

وہ ان کی خاموشی پر دوبارہ بولی تھیں

"تم کبھی امل کو نہیں چھوڑو گے۔۔"

انہوں نے حکمیہ انداز میں کہا تھا

"میں امل کو نہیں۔۔وہ مجھے چھوڑے گی ماما۔۔وہ مجھے اور مریم کو ساتھ برداشت نہیں کر سکتی۔۔اسے بانٹنا نہیں آتا۔۔خود ہی تھک جائے گی۔۔اور الگ ہو جائے گی مجھ سے۔۔"

عرش شاہ نے سنجیدگی سے کہا تھا

"اس کا مطلب تم امل کو آزما رہے ہو۔۔اس کا امتحان لے رہے ہو۔۔؟"

انہوں نے افسوس سے اسے دیکھا

"اس سب کی ضرورت نہیں ماما۔۔میں اسے جان گیا ہوں۔۔وہ ساتھ مل کر کسی کے رہ ہی نہیں سکتی۔۔"

عرش شاہ تلخی سے مسکرایا

"عرش کچھ خوف خدا کرو۔۔اگر نکاح کر چکے ہو تو برابری کے حقوق دو دونوں بیویوں کو۔۔"

حورین نے حلیہ انداز میں کہا

"یہ مجھ سے نہیں ہو گا ماما۔۔"

"ٹھیک ہے پھر چلے جاؤ۔۔مجھے اپنی شکل مت دیکھانا۔۔"

وہ منہ موڑ کر بیٹھ گئی تھیں

"آپ امل کی خاطر۔۔ مجھ سے۔۔اپنے بیٹے سے منہ موڑ رہی ہیں۔۔"

”بیٹا تم سمجھ کیوں نہیں رہے۔۔ نکاح مزاق نہیں ہے۔۔ جب دل چاہا کر لیا اور جب دل چاہا توڑ دیا۔۔ یہ کھیل نہیں ہے۔۔ نمازی ہو نا تم۔۔ جب تک اپنی بیویوں کے حقوق برابر ادا نہیں کرو گے تب تک تمہاری کیا عبادت قبول ہے۔۔ خدا اپنے حقوق معاف کر دیتا ہے مگر اپنے بندوں کے نہیں۔۔“

وہ سمجھانے والے انداز میں بولی تھیں عرش اب بالکل خاموش ہو چکا تھا

”مام اس نے بھرے خاندان کے سامنے مجھ پر اتنا بڑا الزام لگایا۔ صرف مجھے اور مریم کو الگ کرنے کے لیے۔۔ میں معاف نہیں کر سکتا اسے۔۔ مجھے اس سے گھن آتی ہے۔۔ وہ لڑکی کسی کی نہیں ہو سکتی۔۔“

وہ سر ہلاتا بولا تھا امل کے ذکر پر اس کے لہجے میں بیزاری در آئی تھی

”ایسے الفاظ اپنی بیوی کے لیے مت استعمال کرو۔۔اس سے غلطی ہوئی ہے عرش۔۔ بلکہ گناہ۔۔ مگر تم نے کیا کیا اس کے ساتھ۔۔ نکاح کر کے چھوڑنا چاہتے ہو اسے۔۔زندگی خراب کرنا چاہتے ہو اس کی۔۔“

ان کا انداز سختی لیے ہوا تھا عرش خاموش رہا

”دیکھو عرش۔۔امل سے نرمی کا رویہ رکھو۔۔جو بھی ہے مگر اب وہ تمہاری بیوی ہے۔۔دونوں کو برابر رکھو اگر مریم اور امل کی آنکھ میں ایک بھی آنسو تمہاری وجہ سے آیا تو اس کا جواب تمہیں خدا کے آگے دینا ہو گا۔۔“

وہ اب عرش کا ہاتھ تھام کر نرمی سے اسے سمجھا رہی تھیں

”مام اگر میں اپنے دل میں امل کے لیے گنجائش بنا بھی لوں تو۔۔مریم کو اچھا نہیں لگے گا۔۔میں اسے مزید دکھ نہیں دینا چاہتا۔۔“

عرش کے انداز میں بے بسی تھی

"بیٹا مریم تو کیا۔۔ کوئی بھی عورت اپنے شوہر کے ساتھ کسی دوسری عورت کو برداشت نہیں کر سکتی۔۔ لیکن اگر تم دونوں کو خوش رکھو گے تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔۔"

وہ عرش شاہ کے بال سہلاتی بولی تھیں

"امل بھی تو نہیں رہنا چاہتی ہو گی میرے ساتھ۔۔ ماما آپ سمجھیں نا۔۔ مریم صرف بیوی نہیں ہے میری۔۔ بلکہ محبت کرتا ہوں اس سے۔۔ جبکہ امل کی شکل دیکھتا ہوں تو غصہ آتا ہے مجھے۔۔ دونوں میں برابری کرنا بہت مشکل ہے۔۔"

وہ جھنجھلا کر بولا تھا

"کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔۔اچھا میری بات سنو۔۔یہ تم کیا کرتے پھرتے ہو ۔۔چھ مہینے سے امل کو اسلام آباد میں رکھا ہوا ہے اور مریم کو یہاں۔۔دو دن کے لیے یہاں آتے ہو پھر واپس چلے جاتے ہو۔۔کیا کھیل ہے یہ۔۔پہلے کی بات اور تھی۔۔مگر اب دونوں کو برابر رکھو۔۔یہ سب میں اب برداشت نہیں کروں گی۔۔مریم کو بھی اپنے ساتھ رکھو۔۔شوہر جہاں ہو بیوی کو بھی وہی ہونا چاہیے۔۔اپنے ساتھ لے کر جاؤ مریم کو۔۔"

وہ اسے حکم دے رہی تھیں عرش شاہ نے بے بسی سے انہیں دیکھا

"مام کیا ہو گیا آپ کو۔۔وہ دونوں ساتھ کیسے رہیں گی۔۔امل نے اگر مریم کو کوئی سخت لفظ بول دیا تو مریم نے تو رو رو کر برا حال کر لینا ہے اپنا۔۔"

”عرش ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔اب تمہیں دونوں کو برابر رکھنا ہے۔۔اب ان دونوں کی آنکھوں میں تمہاری وجہ سے آنسو نہ دیکھوں میں۔۔“

انہوں نے اسے تنبیہ کی تھی وہ مزید بول ہی نہ سکا تھا

”اب جاؤ مریم کے پاس۔۔دو دن کے لیے آ کر احسان جو کرتے ہو اس پر۔۔“

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھیں اس کا مطلب تھا وہ اب ان کے کمرے سے جا سکتا ہے

عرش بے بسی سے انہیں دیکھتا اٹھ کر باہر نکل آیا اسے کل صبح پھر اسلام آباد چلے جانا تھا اور مریم ہمیشہ کی طرح پھر سے اس کے جانے سے اداس ہو جائے گی

//////////////////////////

وہ کالے گاگلز آنکھوں سے اتار کر ہاتھ میں لیتا اپنی سرکاری گاڑی سے اترا اور اپنی رعب دار شخصیت لیے مضبوط قدم اٹھاتا لان میں موجود نئے پھولوں کی کیاری پر ایک نگاہ ڈالتا گھر میں داخل ہوا

ہمیشہ کی طرح امل اپنی مخصوص جگہ پر ہاتھ میں پانی کا گلاس تھامے کھڑی عام سے حلیے میں اس کی منتظر تھی وہ اسے کسی ناپسندیدہ شے کی طرح دیکھتا اس کے قریب سے گزرا جبکہ امل اس کی پیروی میں چلنے لگی

وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا اور صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ امل نے اس کے سامنے پانی کا گلاس کیا گلاس تھام کر عرش شاہ نے لبوں سے لگانے کے بجائے ہاتھ میں تھامے رکھا جبکہ امل اب زمین پر بیٹھی اور اس کے قدموں پر جھکی اس کے جوتوں کے تسمے کھولنے لگی نگاہیں جھکائے وہ اس کے بوٹ اور جرابیں اتار چکی

تھی اور پھر پھرتی سے اٹھی اور شوز ریک میں سے سلیپرز لا کر عرش شاہ کے پیروں میں پہنائے

وہ ہاتھ میں گلاس تھامے سپاٹ چہرے سے امل کو دیکھ رہا تھا یہ حورین کی اس رات والی باتوں کا اثر تھا کہ وہ خاموش تھا ورنہ اتنی دیر وہ امل کو اپنے سامنے برداشت نہیں کرتا تھا

جبکہ امل اب ڈرائنگ روم سے اس کے کپڑے لا کر واشروم میں لٹکا رہی تھی وہ دھیرے سے اٹھا اور گلاس سامنے پڑے شیشے کے میز پر پٹکا جس کی آواز سنتی وہ واشروم کے دروازے سے نکلتی ٹھٹھکی مگر چہرہ جھکائے ایک طرف ہوئی

"اتنی فرمانبرداری کی ضرورت نہیں ہے۔۔ کہا تھا میں نے تمہیں۔۔"!

اس کے بے حد قریب ہوتا وہ جس سختی سے گویا ہوا امل کی گھنی پلکیں لرز گئیں مگر ہنوز خاموش رہی وہ جھنجھلا گیا ابھی کل ہی تو اس نے امل کو اس کا کوئی بھی کام کرنے سے سختی سے منع کیا تھا

"چار دن میں زبان نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے کیا۔۔؟ تم اتنی فرمانبردار اور شریف ہو تو نہیں جتنی بننے کی کوشش کر رہی ہو۔۔"!

وہ جو اسے چھو کر بھی گھن محسوس کرتا تھا آج ایک ہاتھ اس کی گردن پر رکھے دوسرے ہاتھ سے اس کے لبوں کو نرمی سے سہلا رہا تھا امل نے اس کے نرم لمس پر اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلا اور ہلکا سا مسکرائی جبکہ اس کی مسکراہٹ نے عرش علی شاہ کو سلگا دیا

"سمجھتی کیا ہو خود کو تم۔۔؟؟"

"آپ کی بیوی۔۔"!

وہ بے ساختہ بول گئی مگر نڈر رہی کہ اس کے لہجے کی مضبوطی نے عرش شاہ کو چونکا دیا

"اوقات نہیں ہے تمہاری میرے سامنے کھڑے بھی رہنے کی۔۔ پھر اس رشتے کا حوالہ کیوں دیتی ہو۔۔؟"

وہ یک دم تعش میں آیا تھا کہ بے رحمی سے اسے دھکا دیا وہ لڑکھڑا کر بمشکل سنبھلی تھی

"یہ واحد رشتہ ہے جس کا حوالہ دیتے ہوئے مجھے فخر محسوس ہوتا ہے۔۔"

اس کے انداز سے سرشاری جھلک رہی تھی وہ اتنی بے خوف تھی کہ اس کے اطمینان پر عرش شاہ کے ماتھے پر مزید بل پڑے جبکہ امل کو ایک پل کے لیے اپنے الفاظ پر افسوس ہوا تھا اسے علی اور رامین یاد آئے تھے مگر پھر سر جھٹک دیا کہ انہیں تو بس اپنی ایک بیٹی ہی عزیز تھی دوسری کو تو وہ بھول ہی گئے تھے

"خوش فہمی ہے تمہاری۔۔ کیونکہ اس رشتے اور تمہاری حیثیت کچھ نہیں ہے میرے آگے۔۔ بہت اچھے سے جانتی ہو تم۔۔"

وہ طنزیہ مسکرایا تھا

"خوش نصیبی ہے میری۔۔ شاہ جی کہ آپ میرے ہیں۔۔"!

وہ پورے استحقاق سے بولی تھی کہ عرش شاہ نے سر جھٹکا

"تمہارا یقین جلد توڑوں گا میں۔۔ گندگی کے ڈھیر سے جان چھڑانا چاہتا ہوں میں۔۔"

وہ تڑخ کر بولا تھا اور اس کے الفاظ نے امل کا سر جھکا دیا تھا وہ جب بھی اس سے مخاطب ہوتا تھا اسی طرح دل دکھاتا تھا وہ اب ٹوٹنے لگی تھی

"کھانا لے آؤں۔۔؟ حکم کریں شاہ جی یا ابھی چائے پیئیں گے۔۔؟"

وہ آنکھوں کو جھپکتی بات بدل گئی تھی اس کے تڑپ کر بات بدلنے پر عرش علی شاہ مسکرایا

"تمہارے ہاتھ سے تو میں آب حیات بھی نہ پیوں۔۔"

لوہا گرم دیکھ کر وہ مزید گویا ہوا

"ملازمہ نے بنایا ہے کھانا۔۔"!

اس نے عام سے انداز میں جواب دیا جبکہ امل کے اتنی جلدی نارمل ہونے پر ایک بار پھر عرش شاہ مضطرب ہوا

"لڑکی میرے سامنے مت آیا کرو۔۔"!

وہ نگاہوں کا رخ بدلتا حکمیہ بولا جبکہ امل کے لب جانے کس ازیت کو محسوس کرتے مسکرائے

"آپ کا یہ حکم ماننا میرے بس میں نہیں۔۔"

وہ واقعی بے بس ہوئی تھی اس کی بات سنتا عرش اس کے قریب ہوا اور بے رحمی سے اس کی گردن پکڑی وہ آنکھوں میں آنسو لیے تڑپ گئی مگر لب ہنوز مسکرا رہے تھے یہ شخص ہی اسے اندھیرے میں روشنی کی مانند لگتا تھا

"اپنی منحوس شکل لے کر دفع ہو جاؤ۔۔"

وہ امل کی آنکھوں میں جھانکتا غرایا اور ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا اس بار وہ زور سے دیوار سے جا لگی کہ درد سے بری طرح مچل اٹھی

"کسی دن میرے ان ہاتھوں سے مرو گی تم۔۔"

وہ پھر سفاکیت سے بولا اور جانے کے لیے مڑا مگر امل کی ہنسی نے اسے واپس اس کی جانب مڑنے پر مجبور کیا

"شاہ صاحب آپ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ مجھے زندگی سے آزاد کر سکیں

۔۔"

وہ عرش کی آنکھوں میں تکتی جیسے اسے چیلنج کر رہی تھی

اس کا لہجہ ،انداز تھکا ہوا تھا مسلسل نفرتیں اور دھتکار بھی انسان کو تھکا دیتی ہیں دوسری ضرب اس کے سینے پر اپنوں کی جدائی نے لگائی تھی چھ مہینوں سے عرش شاہ نے اسے اس کے گھر والوں سے ملنے نہیں دیا تھا نہ ہی ان لوگوں کی جانب سے کوئی اسے ملنے آیا تھا کیا مریم ہی اس کے ماں باپ کے لیے اہم تھی کیا اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی

"ہاں نہیں کروں گا تمہیں آزاد اس زندگی سے۔۔ جانتی ہو کیوں۔۔؟"

وہ دانت پیس کر بولا اس لڑکی کی لمبی زبان اسے قطعی پسند نہ تھی وہ سوالیہ انداز میں اسے تکنے لگی تو عرش گویا ہوا

"کیونکہ موت آسان ہے۔۔زندگی مشکل ہے۔۔"

وہ اشتعال میں آیا اور ٹیبل پر پڑا واز اٹھا کر دیوار پر دے مارا امگر امل کے کانوں میں اس کے بولے الفاظ گونجنے لگے وہ یک ٹک کمرے کے وسط میں کھڑی اسے دیکھے گئی

"فی الحال چلی جاؤ یہاں سے۔۔" !

وہ کہتا ہوا واشروم کی جانب بڑھ گیا جبکہ امل کسی کانچ کی گڑیا کی طرح ٹوٹ کر فرش پر گری اور سسکنے لگی

وہ جتنا خود کو اندر سے مار کر عرش کے مطابق خود ڈھال رہی تھی اتنا ہی ٹوٹ رہی تھی وہ ہمیشہ اپنے الفاظ سے اسے توڑ دیتا تھا مگر وہ پھر اگلے دن ویسے ہی اس کے سامنے کھڑی ہوتی

وہ جانتی تھی عرش جان بوجھ کر اس سے اتنا سخت رویہ رکھتا ہے وہ کئی بار اسے کہہ چکا تھا کہ وہ اگر جانا چاہتی ہے تو واپسی کے دروازے کھلے ہیں مگر وہ اب عرش شاہ کو کیسے بتاتی کہ یہ قید اس نے اپنے لیے خود چنی ہے

////////////////

مریم اپنے کمرے کی کھڑکی سے بہت دیر سے عروہ کو لان میں اکیلے بیٹھے دیکھ رہی تھی اس نے ہمیشہ عروہ کو ہر وقت گھر میں ہنستے مسکراتے، سب سے لاڈ اٹھواتے دیکھا تھا

اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اتنی اچھی اور پیاری لڑکی جو ہر وقت اپنی شرارتوں اور کھلکھلاہٹوں سے سب کے چہرے پر مسکراہٹ لے آتی تھی آج وہی لڑکی یوں اداسی کی تصویر بنی ہوئی تھی

عروہ کو دیکھ کر ہر وقت مریم کو دکھ ہوتا تھا اس نے عروہ اور امل کو ہمیشہ اپنی چھوٹی بہنوں کی طرح سمجھا تھا عروہ نے بھی ہمیشہ اس کی محبت اور خلوص کی قدر کی تھی

مگر امل تو جب سے اس کی شادی ہوئی تھی بدل ہی گئی تھی وہ پہلے جیسے نہ تو اب اس کے ساتھ اپنی باتیں شئیر کرتی تھی نہ ہی ڈھنگ سے بات کرتی تھی بلکہ دور دور رہتی تھی کئی بار مریم نے کوشش کی تھی کہ امل اس سے کھل کر بات کرے آخر ایسی کیا بات ہے کہ وہ بچپن کے ساتھ سے جی چرانے لگی تھی اور پھر

یوں عرش پر اتنا بڑا الزام لگانا، عرش سے نکاح کرنا، ان دونوں میں وقت اور حالات نے مزید دوریاں اور رنجشیں پیدا کر دیں تھی

وہ علی اور رامین کو کتنی بار کہہ چکی تھی کہ اس کی خاطر وہ امل سے منہ نہ موڑیں آخر وہ ان کی بیٹی ہے مگر وہ دونوں یہی کہتے تھے کہ امل نے ماں باپ کی عزت کی پرواہ کیے بغیر گھر سے قدم باہر نکالا تھا اسی لیے اب امل کے ساتھ ان کا کوئی رشتہ نہیں

مگر وہ جانتی تھی کہ وہ دونوں امل کے لیے کتنے پریشان رہتے تھے مگر ایک عورت ہونے کے ناتے امل کے بارے میں عرش سے بات کرنے کی ہمت اس میں بھی نہیں تھی ایک دو بار اس نے عرش سے کہا تھا کہ وہ امل کو ماما بابا سے ملوانے لے آئے مگر عرش نے اسے امل کے متعلق کسی قسم کی بھی بات کرنے سے سختی سے منع کیا تھا اس کے بعد وہ بھی بے بس ہو چکی تھی

اوراب پچھلے کئی مہینوں سے سب عروہ کے لیے بہت پریشان تھے عروہ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے بعد بھی عرش اور گھر والوں کا رویہ اس کے ساتھ بالکل پہلے جیسا تھا وہ تو سوچتی تھی کہ حورین مامی کو یا عرش کو اب اس کے روحان کی بہن ہونے کی وجہ سے اس سے نفرت ہو جائے گی

مگر عرش اور حورین ماما تو ابھی بھی ویسے ہی اس سے پیار کرتے تھے اور اس کی فکر کرتے تھے روحان کی وجہ سے کسی نے اسے سخت نگاہ سے بھی نہیں دیکھا تھا حالانکہ وہ خود شرمندہ سی رہتی تھی کیونکہ اس کے بھائی نے ان عظیم لوگوں کے سامنے اسے سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں چھوڑا تھا

وہ عروہ کے لیے بہت دعائیں کرتی تھی کہ خدا اس معصوم لڑکی کو پھر سے ویسے ہی ہنستا مسکراتا کر دے مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ہر دعا کہاں قبول ہوتی ہے

وہ قدم قدم چلتی لان میں آئی تھی عروہ ابھی بھی کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی اس کے چہرے پر رقم کرب نے مریم کو سر جھکانے پر مجبور کر دیا وہ آہستگی سے آکر اس کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی

"عروہ۔۔"!!

دھیرے سے اس نے عروہ کو پکارا تھا مگر شاید وہ دماغی طور پر وہاں موجود ہی نہیں تھی اسی لیے اس نے مریم کی پکار نہ سنی اور ہنوز خاموش کسی غیر مرئی نقطے کو تکتی رہی

"عروہ۔۔"!

اس مرتبہ مریم نے قدرے بلند آواز میں اسے پکارا تھا عروہ یک دم چونکی تھی اور نا سمجھی سے مریم کو دیکھنے لگی تھی

"یہاں اکیلی کیوں بیٹھی ہو۔۔؟"

مریم نے جھجھکتے ہوئے بات کا آغاز کیا

"ویسے ہی۔۔"

عروہ نے سنجیدگی سے دو لفظی جواب دیا اور سامنے لگے پودوں کو دیکھنے لگی

"طبیعت کیسی ہے۔۔؟"

مریم کے سوال پر عروہ نے محض سر ہلایا مریم لب بھینچ کر رہ گئی

”بب بھائی نے بہت غلط کیا۔۔ مگر ایک شخص پر زندگی ختم نہیں ہوتی عروہ۔۔ میری دعا ہے کہ خدا تمہارے نصیب اچھے کریں۔۔“

مریم نے سر اور نگاہیں جھکائے بہت ہمت کر کے بات جاری رکھی تھی مگر عروہ ہنوز خاموش تھی

”مم مجھے۔۔ مم معاف۔۔“

”یہ پودا دیکھ رہی ہیں آپ۔۔؟“

اس نے سامنے لگے پودے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے مریم کی بات کاٹی تھی مریم نے بے ساختہ اس جانب دیکھا جہاں عروہ نے انگلی سے اشارہ کیا تھا

وہ ایک سوکھا ہوا مرجھایا ہوا پودا تھا یقیناً کسی باعث وہ پودا مردہ ہو چکا تھا

اب مریم نے ناسمجھی سے دوبارہ عروہ کو دیکھا

"یہ مردہ ہو چکا ہے۔۔ جیسے اس پودے میں زندگی کی کوئی رمق نہیں ہے نا۔۔ ایسے ہی اب میری زندگی ہے۔۔ بالکل اس پودے کی طرح۔۔ میرے اندر جینے کی کوئی امید نہیں ہے۔۔ میرے وجود میں سانسیں چل رہی ہیں مگر زندگی ختم ہو گئی ہے۔۔ آپ جانتی ہیں۔۔ میں محض زندہ لاش ہوں۔۔ میرے جذبات، خواہشات، خوشیاں سب ختم ہو گئیں۔۔ میں اندر سے کھوکھلی ہو گئی ہوں۔۔ بس یہ سانسوں کا کھیل چل رہا ہے۔۔ زندگی وہی رک گئی ہے۔۔"

اسکے لہجے میں کئی خواب ٹوٹنے کی چرکیاں تھیں مریم نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو پونچھا اور عروہ کے چہرے کو دیکھنے لگی جس کی شادابی ماند پڑ گئی تھی بلکہ چہرے پر کئی نیلے نشان، پیشانی پر پرانے زخموں کے نشانات واضح تھے

"عروہ تم اپنی سٹڈی کو مینٹیو کرو نا۔۔اس طرح تمہارا دھیان بھی بٹ جائے گا
۔۔اور پھر چار سال بعد شاہ حویلی میں ایک اور ڈاکٹر کا اضافہ ہو جائے گا۔۔"

مریم نے بات کا رخ بدلا تھا اور آنکھوں میں نمی لیے ہلکے پھلکے انداز میں گویا ہوئی
تھی اس کی بات پر عروہ تلخی سے مسکرائی

"بھابھی اب میرے لیے سٹڈی بہت مشکل ہے۔۔"

عروہ کی آواز میں نمی تھی

"ایسے کیوں بول رہی ہو عروہ۔۔؟"

مریم پریشان سی ہو گئی تھی

"میڈیکل پڑھنے کے لئے دماغ کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔۔اور میرا دماغ اب ٹھیک نہیں ہے۔۔اب مجھے نہیں سمجھ آتا کہ میں کیا بول رہی تھی یا کہاں بیٹھی ہوں کیسے آئی ہوں۔۔دماغ بلکل سن ہو جاتا ہے۔۔میں اب میڈیکل نہیں پڑھ سکوں گی۔۔"

عروہ کے چہرے پر ایک کے بعد ایک اذیت کے تاثرات آرہے تھے مریم سے مزید کچھ بولا نہ گیا اور اپنے آنسو پونچھتی عروہ کو پھر کہیں کھویا دیکھنے لگی

//////////////////////

"اشعل بیٹا میں نے تمہیں منع کیا تھا یہاں آنے سے۔۔"

وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی شاہ حویلی آئی تھیں مگر اشعل کو سامنے دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو گئے تھے اشعل تو ہاسٹل میں تھا پھر وہ یہاں کیوں آیا تھا انہوں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اسے کہا

"ماما میں صرف ایک بار عروہ کو دیکھ لوں؟؟"

اشعل کے لہجے میں بے بسی تھی وہ التجائیہ انداز میں پوچھ تھا

"نہیں بیٹا۔۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔ پہلے ہی روحان نے اس معصوم بچی پر اتنے بہتان باندھے ہیں۔۔ مزید تم اسے مشکل میں مت ڈالو۔۔"

رامین نے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں نمی دیکھتے ہوئے نرمی سے اسے کہا

"ماما میں صرف اسے ایک بار دیکھنا چاہتا ہوں۔۔ ایک بار ملنا چاہتا ہوں۔۔"

وہ ان کے دونوں ہاتھ تھامتا منت کر رہا تھا امین نے نفی میں سر ہلایا

"اشعل تمہیں میری قسم جو تم عروہ سے ملے۔۔ یا کوئی کوشش کی تم نے عروہ سے ملنے کی۔۔"!

ان کے انداز میں سختی تھی اشعل نے بے بسی سے انہیں دیکھا

"ماما۔۔"

"ہاں تم نہیں ملو گے۔۔ خبردار اگر تمہاری وجہ سے عروہ کو مزید کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔"

وہ حتمی انداز میں بولی تھیں

"اچھا آپ ہی بتا دیں کہ وہ اب کیسی ہے۔۔؟"

اشعل نے تھکے ہوئے انداز میں پوچھا تو رامین نے آنکھوں میں نمی لیے اپنے بیٹے کو دیکھا جس کی آنکھوں میں عروہ کے لیے بے پناہ محبت تھی

"اتنا کچھ ہو گیا اس کے ساتھ۔۔ کیسی ہو سکتی ہے۔۔؟ مسکرانا تو دور بات بھی نہیں کرتی۔۔ بس خاموش رہتی ہے۔۔ بس تم دعا کرو خدا اسے صبر دے۔۔ اور اس کی زندگی میں بھی خوشیاں آئیں۔۔"

رامین عروہ کی ویران آنکھوں کو یاد کرتی بولی تھیں جبکہ اشعل نے ایک لمحے کے لیے کرب سے آنکھیں بند کیں اور پھر انہیں دیکھا

”روحان سے ڈیواس کیوں نہیں دلواتے ضامن انکل اور عرش بھائی اسے۔۔؟ وہ گھٹیا شخص عروہ کے قابل ہی نہیں ہے۔۔“

اشعل غم اور غصے کے ملے جلے تاثرات لیے بولا تھا

”تم فکر مت کرو۔۔وہ اس کے باپ اور بھائی ہیں انہیں بہتر پتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔۔بس تم اتنا کرو کہ کوئی تمہاری وجہ سے عروہ سے سوال نہ کرے۔۔پلیز آئیندہ یہاں مت آنا۔۔“

رامین نے اپنا لہجہ مزید سخت بنایا تھا جبکہ اشعل نے اثبات میں سر ہلایا تھا اور واپس مڑ گیا تھا

”ماما۔۔“

اشعل کے جانے کے بعد وہ ابھی ایسے ہی کھڑی اشعل کی تکلیف یاد کر رہی تھیں جب مریم کی پکار نے ان کو متوجہ کیا

"ہمم"

"یہاں اکیلی کیوں کھڑی ہیں۔۔اشعل آیا تھا کیا؟۔۔مجھے اس کی آواز آئی تھی ۔۔"

مریم کی بات پر رامین نے چونک کر اسے دیکھا

"نن ہاں۔۔وہ آیا تھا۔۔مجھے بلا رہا تھا۔۔وہ ایکچولی ابھی ہاسٹل سے آیا ہے نا تو مجھے یہاں بلانے آگیا۔۔"

وہ ادھر ادھر دیکھتی بولی تھیں مقصد اپنی آنکھوں کی نمی چھپانا تھا

"مجھ سے کیوں نہیں ملا وہ۔۔ایسے تو کبھی نہیں کرتا وہ۔۔"

مریم پریشان سی پوچھ رہی تھی

"بیٹا وہ گھر گیا ہے۔۔ تم آ جاؤ نا۔۔ مل کر چلتے ہیں۔۔ پھر خود ہی پوچھ لینا۔۔ کہ کیوں تم سے نہیں ملا۔۔"

رامین نے مسکراتے ہوئے کہا تو مریم نے اثبات میں سر ہلایا

"جی ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔۔ میں حورین ماما کو بتا کر آئی پھر چلتے ہیں گھر۔۔
"

وہ کہتے ہوئے حورین کے کمرے کی جانب بڑھ گئی جبکہ رامین کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر گرا تھا

"یا اللہ میرے بچوں کی آزمائش ختم کر دے۔۔ میرا کوئی بچہ سکون میں نہیں ہے۔۔ کوئی خوش نہیں ہے۔۔ میری مریم کو اولاد سے محروم نہ رکھیں۔۔ تیرے خزانے میں کمی تو نہیں ہے۔۔ معجزہ کر دیں کوئی۔۔ میری بچی کو اولاد دیدیں۔۔ اور میرا اشعل جس تکلیف سے گزر رہا ہے اسے دور کر دیں۔۔ میرے بچے کو صبر آجائے۔۔ اور میری امل۔۔ وہ پتہ نہیں کیسی ہے۔۔ میری بچی کو سیدھا راستہ دیکھا میرے اللہ۔۔ میرے بچوں کو ڈھیروں خوشیاں دے۔۔"

"اور عروہ کی پریشانیاں دور کر دیں مولا۔۔ اس بچی نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔۔ وہ تو بہت معصوم ہے۔۔ اس کو خوشیاں نصیب ہوں۔۔"

مریم کو دور سے آتا دیکھ کر انہوں نے اپنے آنسو پونچھے تھے

/////////////////////////

ان کا فون مسلسل بج رہا تھا وہ عروہ کے کمرے میں تھیں مریم ویسے آج رامین کے ساتھ گھر گئی ہوئی تھی جب وہ کمرے میں داخل ہوئی تو مسلسل بجتے موبائل کی جانب بڑھیں عرش کا نمبر دیکھ کر انہوں نے گہرا سانس لیا وہ جانتی تھیں کہ عرش انہیں مسلسل کال کیوں کر رہا ہے

"السلام علیکم مام۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔"

ان کے کال پک کرتے ہی عرش کی آواز موبائل سپیکر سے ابھری

"وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں۔۔ تم کیسے ہوں۔"

حورین نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا تبھی کمرے میں ضامن شاہ داخل ہوئے تھے

"ٹھیک ہوں مام۔۔آپ سے بات کرنی تھی۔۔"

ضامن شاہ، حورین کے ساتھ آ کر بیٹھ چکے تھے

"ہاں بولو عرش۔۔سن رہی ہوں۔۔"

حورین نے ایک نظر ضامن شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا

"مام آپ نے ڈیڈ سے کہہ کر میرا ٹرانسفر کراچی کروایا ہے نا۔۔"

عرش کی آواز میں بے بسی تھی جبکہ حورین نے محض ہنکار بھرا

"ہمم"

"مام آپ نے ایسا کیوں کیا۔۔"

عرش شاہ کی آواز میں نا سمجھی تھی

"مجھے اور تمہارے ڈیڈ کو یہی مناسب لگا۔۔ کیونکہ اب تم اتنے خود مختار ہو گئے ہو کہ ماں باپ کی بات کی تمہارے آگے کوئی اوقات ہی نہیں ہے۔۔"

حورین کے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی عرش شاہ لب بھینچ کر رہ گیا

"ایسا کیوں کہہ رہی ہیں ماما۔۔؟"

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ مریم کو اپنے ساتھ رکھو۔۔ جیسے امل کو رکھا ہوا ہے ۔۔ لیکن تم اکیلے ہی چلے گئے۔۔اب اچھا ہے نا کہ تم دونوں کو ساتھ بھی رکھو گے اور ہمارے سامنے بھی رہو گے۔۔"

حورین نے ضامن شاہ کو دیکھتے ہوئے بات مکمل کی تو ضامن شاہ نے ان کی بات پر سر ہلایا

"ماما وہ دونوں ساتھ کیسے رہیں گی۔۔؟"

عرش کی آواز میں فکر تھی

"یہ تمہارا مسلہ ہے کہ تم انہیں کیسے رکھتے ہو عرش شاہ۔۔ ہمیں تم سے مزید کسی بے وقوفی کی امید نہیں ہے۔۔ دو تین دن میں پہنچو یہاں پر۔۔ خدا حافظ"

ضامن شاہ نے حورین سے موبائل لے کر عرش کو کہا اور فون بند کر دیا جبکہ حورین اب خاموشی سے انہیں دیکھنے لگی

"مجھے مریم کے لیے بلکل اچھا نہیں لگتا۔۔ وہ بہت اچھی بچی ہے کچھ کہتی نہیں ہے۔۔ مگر مجھے پتہ ہے کہ وہ اندر سے کتنا ٹوٹی ہوئی ہے۔۔ اپنے شوہر کو کسی دوسری عورت کے ساتھ تصور کرنا ہی تکلیف دہ ہے۔۔ وہ تو پھر اس اذیت سے گزر رہی ہے۔۔"

وہ افسردہ سی بول رہی تھیں

"ٹھیک کہ رہی ہو تم۔۔ مریم بے ضرر سی بچی ہے۔۔ نا شکوہ شکایت کرتی نا کچھ کہتی ہے۔۔ عرش کو بھی معاف کر دیا۔۔ ہم سے بھی اس کا شکوہ تک نہیں کیا۔۔"

ضامن شاہ، مریم کو یاد کرتے بولے

”اسی لیے تو میں چاہتی ہوں عرش یہی پر رہے۔۔جب عرش یہاں ہوتا ہے مریم کم از کم خوش تو رہتی ہے۔۔اور پھر عرش بھی سکون میں رہے گا۔۔وہاں ہوتا ہے تو یہاں کی ٹینشن رہتی ہے اسے۔۔یہاں ہوتا ہے تو جانے کی فکر۔۔“

وہ سرد آہ بھرتی بولی تھیں

”ہمم۔۔اچھا ہے امل یہاں آجائے گی تو علی اور رامین کے بھی دل کو قرار آئے گا۔۔“

ضامن شاہ کی بات پر حورین نے اتفاق کیا کیونکہ وہ علی اور رامین کا دکھ سمجھتی تھیں

”وہ دونوں امل سے ناراض ضرور ہیں مگر امل اولاد ہے ان کی۔۔ فکر تو ہوتی ہے نا اس کی۔۔اور پھر اتنے مہینے کافی ہوتے ہیں سزا کے لیے۔۔“

حورین سنجیدگی سے گویا ہوئیں

”ظاہر ہے ماں باپ کو اپنی اولاد پر مان ہوتا ہے۔۔جب یہی اولاد ماں باپ کا مان ٹوڑتی ہے تو دکھ تو ہوتا ہے۔۔ مگر پھر بھی اولاد تو اولاد ہوتی ہے۔۔“

ضامن شاہ بھی ان کی بات پر متفق ہوتے ہوئے بولے تھے

”ضامن شاید آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ مگر میری بیٹی کی زندگی کب ٹھیک ہو گی۔۔اس کی آنکھوں کی ویرانی کب ختم ہو گی۔۔“

چند لمحوں بعد حورین کی بھرائی آواز نے ضامن شاہ کو متوجہ کیا

"ناوہ ہنستی ہے۔۔نازیادہ بات کرتی ہے۔۔سارادن خاموش رہتی ہے۔۔
ضامن میری بیٹی ایسی تو بلکل نہیں تھی۔۔"

وہ سسک کر ضامن شاہ سے گویا ہوئیں تو ضامن شاہ نے ان کو اپنے ساتھ لگالیا
اور اپنی آنکھوں کی نمی چھپانے لگے تھے

////////////////////////

وہ ابھی ہی اپنے کمرے میں سونے کی غرض سے آئی تھی عرش شاہ آج غیر
معمولی طور پر جلدی گھر آ گیا تھا مگر آتے ہی کمرے میں بند ہو گیا تھا اس کے
تاثرات سے وہ کافی غصے میں لگا تھا اسی لیے کوشش کے باوجود وہ اسے کھانے کے
لیے بلانے کی ہمت نہیں کر سکی تھی مگر ابھی اسے کمرے میں آئے کچھ ہی دیر

گزری تھی جب دروازہ زور سے بجنے لگا وہ فوراً بیڈ سے اتری تھی دل میں خوف محسوس ہوا تھا کیونکہ گھر میں اس کے اور عرش کے علاؤہ کوئی نا تھا

"جی۔۔؟؟"

ڈرتے ڈرتے اس نے دروازہ کھولا تھا عرش کو سامنے دیکھ کر اسے یک گونہ سکون بھی ہوا تھا

"اپنا سامان پیک کرلو۔۔ ہم کل حویلی جارہے ہیں۔۔"

وہ اس پر حکم صادر کرتا واپس مڑ گیا جبکہ امل حیرت سے اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی

"اس کا مطلب میں ماما بابا سے ملوں گی۔۔"

بڑبڑاتے ہوئے وہ مسکرائی تھی

"مگر آج انہیں یہ خیال کیسے آگیا کہ مجھے بھی حویلی لے کر جانا چاہیے۔۔"

پرسوچ انداز میں بڑبڑاتے ہوئے اس نے دروازہ بند کیا

جبکہ عرش شاہ اتنے سرد موسم میں رات کے اس پہر لان کی جانب بڑھا تھا اسے یہی فکر لگ گئی تھی کہ مریم کو کس طرح یہ بات بتائے کہ وہ امل کو ساتھ لا رہا ہے

"مریم کو بہت دکھ ہو گا۔۔"

وہ سوچتے ہوئے بڑبڑایا تھا

"وہاں امل کو اپنے ساتھ کیسے برداشت کروں گا۔۔افففف۔۔اللہ پاک میری مدد کریں۔۔میں مزید نا اپنے ماں باپ کو دکھ دینا چاہتا ہوں اور نا مریم اور امل کو ۔۔اللہ مجھے صبر دیں۔۔"

وہ آسمان کی جانب دیکھتا بولا تھا جانے آگے اسے اور کون سی مشکلات کا سامنا کرنا تھا

//////////////

وہ دونوں ائیر پورٹ جانے کے لیے نکلے تھے عرش شاہ کا سپاٹ چہرہ امل کو پریشان کر رہا تھا دو دن سے وہ بہت زیادہ خاموش تھا پہلے تو پھر طنز ہی سہی کم از کم بات تو کرتا تھا مگر دو دن سے تو اس کی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا

”سنیں۔۔“

وہ دھیرے سے اسے پکار گئی عرش شاہ نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے

”آپ مجھے حویلی کیوں لے کر جا رہے ہیں۔۔؟؟“

ذہن میں آیا سوال وہ اپنی زبان پر لے آئی تھی عرش شاہ نے گہرا سانس لیا

”مام ڈیڈ کا حکم ہے۔۔“

وہ مختصر بولا تھا لہجہ ہمیشہ کی طرح سرد تھا

وہ مریم یا کسی اور گھر والوں سے جب بات کرتا تھا تو کیسے نرمی سے اور پیار سے کرتا تھا مگر اس سے بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں بے زاری اور سرد پن شامل ہو جاتا تھا یہ بات اب امل کو شدید اذیت پہنچاتی تھی

"آپ مجھ سے ایسے بات کیوں کرتے ہیں۔۔"

وہ رخ عرش شاہ کی جانب کرتی روندی ہوئی آواز میں بولی تھی

"دیکھو میں اس وقت بحث کے موڑ میں نہیں ہوں۔۔اس لیے خاموش بیٹھی رہو۔۔"

وہ بنا اس کی جانب دیکھے بولا امل نے سیاہ سن گلاسز کے پار اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بیزاری واضع دیکھی

"کیا ہم دونوں کے درمیان سب ٹھیک نہیں ہو سکتا۔۔؟"

وہ سراپا سوال تھی جبکہ عرش شاہ تلخی سے مسکرایا

"اس بات کا مطلب ہے تم چاہتی ہو کہ ہمارا رشتہ ٹھیک ہو جائے۔۔؟"

عرش نے تصدیق چاہی امل نے اثبات میں سر ہلایا تو عرش شاہ نے ویران سڑک کے ایک طرف گاڑی روکی اور امل کی سمت رخ کیا جو آنکھوں میں نمی لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی

گہرے نیلے رنگ کے جوڑے پر نیلی ہی شال سے وہ خود کو لپیٹے ہوئے تھی چہرے پر تھکان اور ملائمت تھی

"تم جانتی ہو کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔؟ حالانکہ تم یہ بھی جانتی ہو کہ میرے دل میں مریم کے علاؤہ کسی کی جگہ نہیں۔۔اور جو بیوی دل پر قابض نہ ہو سکے۔۔وہ فقط ایک سمجھوتہ ہوتی ہے۔۔ جبکہ میں چاہتا ہوں کہ اب تمہاری سزا ختم ہو جائے۔۔"

لہجہ ہنوز سرد تھا

"کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔؟؟"

امل نے ناسمجھی سے پوچھا تھا

"مطلب یہ کہ میری زندگی میں تمہاری کوئی گنجائش نہیں۔۔ تم مجھے چھوڑ سکتی ہو۔۔یہ فیصلہ میں نے تم پر چھوڑا۔۔"

عرش شاہ کے الفاظ نے امل کو دکھ پہنچایا

”میں جانتی ہوں کہ میں نے آپ پر الزام لگایا۔۔ مریم کو آپ سے الگ کرنا چاہا ۔۔ کیونکہ میں آپ سے اور آپ کے بابا سے نفرت کرتی تھی۔۔“

امل نے سر جھکائے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنا شروع کیا تو عرش شاہ کے ماتھے پر مزید بل پڑے

”مجھ سے اور بابا سے کیوں نفرت تھی تمہیں۔۔؟“

عرش کا لہجہ سرسراتا ہوا تھا

"کیونکہ آپ کے بابا نے حورین خالہ اور میری ماما کو دربدر کیا تھا۔۔میری نانو ۔۔اور نانوں ان کی وجہ سے مرے تھے۔۔اور حورین خالہ کے ساتھ اتنا برا کیا ۔۔مجھے ان کی وجہ سے آپ کی ساری فیملی سے نفرت تھی۔۔ مگر۔۔

"مگر اب کیا امل بی بی۔۔؟؟ تو اب تم مجھ سے طلاق نہ لے کر کون سے انتقام لینا چاہتی ہو۔۔؟؟"

عرش شاہ کی دھاڑتی آواز نے امل کے وجود میں کپکپی طاری کر دی

"ایسی بات نہیں ہے۔۔میری اب ایسی کوئی نیت نہیں ہے۔۔"

وہ سر جھکائے بولی تھی

"پھر کیسی بات ہے۔۔؟آج تم مجھے بتا ہی دو۔۔چاہتی کیا تھی تم۔۔"

عرش شاہ کی آواز میں ابھی بھی سختی تھی

"آپ مریم سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔اور مریم سے جدائی آپ سے برداشت نہیں ہونی تھی۔۔بس آپ کی بربادی مطلب آپ کے بابا کی بربادی ۔۔"

امل ہمت کرتے ہوئے آج عرش کو سب بتا تو گئی مگر عرش سے پڑنے والے تھپڑ نے اس کی زبان بند کروادی تھی تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ وہ ایک طرف لڑھک گئی

"تم کتنا گرا ہوا سوچتی ہو امل۔۔یہ میں پہلے سے جانتا تھا۔۔مگر بے خوف ہو کر اپنے کارنامے بیان کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آرہی۔۔؟"

وہ امل کا جھکا سر دیکھ کر غرایا تھا چند ساعتوں بعد امل نے جب اپنا سر اوپر کیا تو عرش کو اس کا سرخ چہرہ اور ہونٹ کے پاس سے نکلتا خون دیکھ کر شدید ندامت ہوئی

"اففف پاگل کر دیتی ہو تم مجھے۔۔ پلیز سوری۔۔"

وہ اس پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا مگر یہ بہت اچانک ہوا تھا اب وہ اپنے بال مٹھیوں میں بھرے امل کو بے آواز روتا دیکھ رہا تھا

"دیکھو امل۔۔"

"مجھے پتہ ہے میں نے غلط کیا۔۔ چھ مہینے دن رات تنہائی میں بیٹھ کر سوچا تو اپنی غلطیوں کا علم ہو گیا مجھے۔۔ مجھے پتہ ہے میں اچھی لڑکی نہیں ہوں۔۔ میں اچھی لڑکی کیسے ہو سکتی ہوں جس نے اپنے ماں باپ کا سر جھکا دیا۔۔"

عرش شاہ نے ضبط کرتے ہوئے اسے کچھ کہنا چاہا جب امل نے اس کی بات کاٹی اور خود بولنے لگی

”میں بہت بری لڑکی ہوں۔۔ بہت بری۔۔ بس آپ سے ایک ریکوئیسٹ ہے کہ مجھے ڈیوارس مت دیں۔۔“

وہ بے تحاشہ رونے لگی تھی عرش شاہ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا تھا

”ٹھیک ہے میں تمہیں ڈیوارس نہیں دوں گا۔۔“

عرش شاہ کی آواز میں نرمی تھی امل نے نم آنکھوں کے ساتھ اسے چونک کر دیکھا

”مگر تم مجھے پسند نہیں کرتی تھی۔۔ مجھ سے اتنی نفرت کرتی تھی کہ مجھ سے بدلہ لینے کی خاطر تم نے اپنی عزت کی پرواہ بھی نہیں کی۔۔ تو پھر اب اسی شخص کے ساتھ کیوں رہنا چاہتی ہو۔۔“

وہ تلخی سے مسکراتا پوچھ رہا تھا

”میں تھک گئی ہوں عرش شاہ۔۔ میں مزید نفرتیں نہیں کر سکتی۔۔ اور نہ جھیل سکتی ہوں۔۔ مجھے ماما کے پاس جانا ہے۔۔ بہت یاد آتی ہے ان کی۔۔ مجھے بابا سے ماما سے معافی چاہیے۔۔ میں ان دونوں کو اور اپنی وجہ سے دکھ نہیں دینا چاہتی ۔۔ اور اگر آپ نے مجھے ڈیوارس دے دی تو ماما بابا یہی سمجھیں گے کہ سب میری غلطی ہے۔۔ میں ہی رشتہ نبھانا نہیں چاہتی تھی۔۔“

اس کا لہجہ ٹوٹا ہوا اور انداز تھکان زدہ تھا

"تو کیا تم یہ رشتہ نبھانا چاہتی ہو۔۔؟؟"

عرش شاہ نے جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا کہ کہیں وہ پھر سے تو کوئی پلین نہیں بنا رہی

"ہاں۔۔"

"ہم دونوں کا رشتہ آگے بڑھنا۔۔ کانٹوں پر چلنے کے برابر ہے امل علی۔۔ تم زخمی ہو جاؤ گی۔۔"

وہ سفاکیت سے گویا ہوتا اسے حقیقت سے آگاہ کر رہا تھا

"میں زخمی ہو چکی ہوں۔۔ پلیز مزید امتحان نہ لیں میرا۔۔"

وہ ابھی بھی رو رہی تھی عرش نے تاسف سے اسے دیکھا

"لیکن میں تم پر یقین کیسے کروں۔۔؟؟ تم نے ہر حد پار کی ہے امل۔۔ایک اچھی لڑکی کے لیے اپنی عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔۔اور مجھ سے انتقام کی خاطر تم نے اپنی عزت کی بھی پرواہ نہیں کی۔۔"

وہ اس مرتبہ قدرے نرمی اور دھیمی آواز میں بولا تھا مگر الفاظ ابھی بھی سخت تھے

"ہاں میں اچھی لڑکی نہیں ہوں۔۔ نہیں ہوں اچھی میں۔۔"

وہ یک دم چیخی تھی

"چلاؤ مت۔۔"

"کیا چاہتے ہیں آپ۔۔ مریم سے معافی مانگوں۔۔اوکے مانگ لوں گی۔۔"

عرش نے اس کی کلائی اپنی آہنی گرفت میں لیتے ہوئے کہا تو وہ التجائیہ انداز میں بولی

"کوئی ضرورت نہیں یہ سب کرنے کی۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تمہیں۔۔ مریم سے مخاطب نہ ہی ہونا بہتر ہے تمہارے لیے۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتا بولا

"میری مجبوری تھی ورنہ میں تم سے کبھی نکاح نہ کرتا۔۔"

وہ کچھ یاد کرتا مضطرب ہوا

”جو کہیں گے وہی کروں گی۔۔آپ کی مرضی کو اپنی مرضی بنانے کی ہر کوشش کروں گی۔۔بس چھوڑیں مت مجھے۔۔“

وہ اس کی بڑبڑاہٹ سن نہیں سکی تھی اور منت بھرے انداز میں بولی تھی

”مجھے تم پر یقین نہیں ہے۔۔“

وہ صاف گوئی سے بولا

”ایسا کریں۔۔میرا گلہ دبا دیں۔۔پھر یقین آجائے گا مجھ پر۔۔“

وہ دل برداشتہ ہو کر چیخی تھی

”دیکھا تم ابھی سے ہار مان گئی۔۔“

وہ پھر طنزیہ مسکرایا تھا

”عرش شاہ مجھے بخش دو۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔ مجھے مزید اذیت مت دو ۔۔“

وہ غصے اور غم کی کیفیت میں چلائی تھی

”میں تمہیں۔۔ خود کو اور مریم کو اذیت سے بچانا چاہتا ہوں امل۔۔ دیکھو تم میرے ساتھ خوش نہیں رہ پاؤ گی۔۔ میرے لیے میری بیوی۔۔ میری محبت سب کچھ مریم ہیں۔۔ تمہیں میں کچھ نہیں دے سکتا۔۔“

وہ دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہا تھا آنے والے وقت سے آگاہ کر رہا تھا

”مجھے بس ڈیوارس نہیں چاہیے۔۔“

وہ عرش شاہ کی بات کو نظرانداز کرتی

”ٹھیک ہے نہیں دوں گا۔۔ یہ راستہ تم نے خود ہی چنا ہے۔۔ ورنہ تمہاری واپسی کے دروازے کھلے ہیں۔۔ لیکن ٹھیک ہے پھر۔۔ آگے جو ہوگا پھر۔۔ مجھے شکایت مت کرنا۔۔“

وہ کاندھے اچکا کر عام سے انداز میں بولا تھا امل نے تلملا کر اسے دیکھا

”ایک بات میری تم کان کھول کر سن لو۔۔ وہاں گھر پر خاص طور پر مریم کے ساتھ اگر تم نے کوئی بھی بدتمیزی کی تو یاد رکھنا میں تمہیں بخشوں گا نہیں۔۔“

وہ تنبیہہ انداز میں کہتا گاڑی سٹارٹ کرنے لگا جبکہ امل نے خاموشی رہنا مناسب سمجھا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی

عرش شاہ سے نکاح کرنا اس کی زندگی کا سب سے کٹھن فیصلہ تھا مگر وہ اس وقت اتنی حواس باختگی تھی کہ اسے اس وقت کچھ سمجھ نہ آیا تھا ہاں اگر وہ حادثہ چند لمحوں پہلے نہ ہوا ہوتا تو شاید وہ کبھی نہ مانتی

وہ دونوں بیٹھے ایک دوسرے کے ساتھ تھے مگر دونوں ہی اپنی سوچوں میں گم تھے

///////////////////////

وہ ابھی ہی رامین کے گھر سے آئی تھی اشعل ہاسٹل جاتے ہوئے اسے حویلی چھوڑ کر باہر سے ہی چلا گیا تھا حالانکہ مریم نے اسے اندر آنے کو بہت اصرار کیا تھا مگر

وہ دیر ہونے کا بہانہ کر کے جا چکا تھا ابھی وہ اپنے کمرے میں آئی ہی تھی کہ ملازمہ نے اسے حورین کے بلانے کا پیغام دیا وہ فوراً ہی چل پڑی

"جی مام۔۔؟"

وہ حورین کے پاس ڈائننگ ہال میں آئی تھی وہ ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھیں

"آگئی میری بیٹی۔۔"

انہوں نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"جی ماما۔۔"

"خوش رہو۔ صدا آباد رہو۔۔ ڈھیروں خوشیاں نصیب ہوں۔۔"

حسب معمول انہوں نے اسے دیکھتے ڈھیروں دعائیں دیں مریم نے سرشاری سے انہیں دیکھا

"سنو جاؤ سب گھر والوں کو کھانے کے لیے بلا لو۔۔"

حورین نے کیچن سے نکلتی ملازمہ کو کہا تو وہ جی کہتی سب کو باری باری کہنے چلی گئی جبکہ مریم بھی اب حورین کے ساتھ ٹیبل سیٹ کرنے لگی

"عرش کی کال آئی تھی۔۔اس کا ٹرانسفر کراچی ہو گیا ہے۔۔اس لیے وہ آج آ رہا ہے۔۔بس پہنچنے ہی والا ہے۔۔"

انہوں نے بغیر تمہید باندھے بات کا آغاز کیا مریم نے چونک کر انہیں دیکھا

"انہوں نے مجھے نہیں بتایا۔۔"

مریم عام سے انداز میں بولی تھی الجھن اس کے چہرے پر واضح تھی

"اچھا۔۔ویسے اچھی بات ہے نا۔۔اب یہی رہے گا۔۔ورنہ تو آتا تھا اور جانے کی پڑی رہتی تھی۔۔"

وہ مریم کا دھیان بٹانے کو مزید بولی تو مریم نے مسکرا کر سر ہلایا

اتنے میں سب گھر والے ڈائننگ ہال میں تشریف لا چکے تھے اور اپنی اپنی نشست پر براجمان ہو چکے تھے

"عرش نہیں پہنچا ابھی۔۔"

ضامن شاہ نے کھانا کھاتے ہوئے حورین سے استفسار کیا

"بس پہنچنے ہی والا ہے۔۔"

"عروہ کھانا کھاؤ بیٹا۔۔"

ضامن شاہ کو جواب دینے کے بعد انہوں نے سر جھکائے بیٹھی عروہ کو نرمی سے ٹوکا تو وہ سر ہلا کر آہستگی سے کھانا کھانے لگی

"السلام علیکم۔۔"!

چند لمحوں بعد ڈائننگ ہال میں عرش شاہ کی بلند آواز نے خاموشی میں اشتعال پیدا کیا تو سب کی نگاہیں عرش کی جانب اٹھیں اور ساتھ عرش کے برابر کھڑی

امل پر ٹک گئیں امل نے بھی سب کو دھیمی آواز میں سلام کیا سب نے ہی دھیرے سے جواب دیا

”وعلیکم السلام۔۔وقت پر پہنچ گئے تم لوگ۔۔آؤ کھانا کھاؤ۔۔“

حورین نے ان دونوں کو سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے خالی کرسیوں کی جانب اشارہ کیا عرش سنجیدگی سے آگے بڑھا اور عروہ کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا جبکہ امل بھی اس کی تقلید میں چلتی عروہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی اور عرش، مریم کو مسکرا کر دیکھتا اس کے ساتھ بیٹھ گیا مریم کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا

دادو عرش اور امل کو دیکھتی خوش ہوئی تھیں باقی شاہ حویلی کے مکین کھانا خاموشی سے کھا رہے تھے

کھانے کے بعد سب ہی اپنے کمرے میں جا چکے تھے عرش شاہ اور مریم بھی ایک ساتھ ہی اٹھے تھے جبکہ اب ڈائننگ ہال میں حورین اور امل کے علاوہ ملازمہ تھی جو ٹیبل سے برتن اٹھا رہی تھی حورین نے خاموش بیٹھی امل کو دیکھا اور اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئیں

"کیسی ہو بیٹا۔۔؟"

امل کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے وہ پوچھ رہی تھی جبکہ امل سے مزید ضبط نہیں ہوا اور وہ ان کے سینے سے لگ کر رونے لگی حورین نے بھی اس کے بال سہلاتے ہوئے اسے چپ کروایا

"معاف کر دیں مجھے۔۔ خالہ آپ ہی کر دیں مجھے معاف۔۔ میرے دل کا بوجھ کچھ کم ہو۔۔"

وہ سسکتے ہوئے بول رہی تھی

”چپ کر جاؤ بیٹا۔۔سب ٹھیک ہے۔۔پریشان مت ہو۔۔“

انہوں نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے تسلی دی

”کچھ بھی نہیں ٹھیک خالہ۔۔میں نے ماما بابا کا دل دکھایا تھا نا۔۔مجھے اس سزا ملی ہے۔۔“

وہ سسکتے ہوئے بول رہی تھی

”کیا بات ہے بیٹا۔۔کیا عرش نے کچھ کہا ہے۔۔کیوں اتنا رو رہی ہو۔۔؟“

وہ اس کے پہ پھوٹ کر رونے پر پریشان ہوتی پوچھ رہی تھیں

"نن نہیں انہوں نے کچھ نہیں کہا۔۔بس آپ سب کو بہت یاد کیا۔۔ماما کو۔۔
بابا کو۔۔اشعل کو۔۔مریم کو۔۔"

وہ ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر آنسو پونچھی گویا ہوئی تو حورین نے اس کے چہرے پر انگلیوں کے سرخ نشان غور سے دیکھے

"عرش کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ۔۔؟؟"

ان کا لہجہ امل کو چوکنا کر گیا امل نے چونک کر انہیں دیکھا جو اسے غور سے دیکھ رہی تھیں

"جج جی ٹھیک ہے۔۔"

وہ سٹپٹا کر بولی تھی اور کرسی گھسیٹی اٹھ کھڑی ہوئی

"وہ۔۔وہ خالہ میں بہت تھک گئی ہوں۔۔"

امل نے نگاہیں چرائے بولی تو انہوں نے ملازمہ کو آواز دی

"جاؤ بی بی کو ان کے کمرے میں چھوڑ آؤ۔۔"

ملازمہ کو بولتی وہ ابھی بھی پر سوچ انداز میں امل کی پشت دیکھتی رہ گئی

"رضیہ جاؤ عرش کو بلا کر لے کر آؤ۔۔اسے بولو لان میں آکر میری بات سنے ۔۔"

وہ ملازمہ کو حکم دیتی ہوئی اٹھ گئیں

//////////////////////////////

"کیسی ہیں۔۔"

کمرے میں آتے ہی عرش نے مریم کو ہاتھ پکڑ کر اپنے سامنے کیا اور اس کا اداس چہرہ دیکھتا پوچھنے لگا

"اللہ کا شکر ہے۔۔"

مریم چاہ کر بھی مسکرا نہ سکی اور عام سے انداز میں بولی

"امل کا یہاں آنا برا لگا ہے آپ کو۔۔"

وہ مریم کے سپاٹ چہرے کو دیکھتا پوچھ رہا تھا

"ظاہر ہے میں بھی عام انسان ہوں۔۔ برا لگا ہے مجھے۔۔ بلکہ کسی بھی دوسری عورت کا آپ کی زندگی میں ہونا ہی برا لگتا ہے مجھے۔۔"

مریم آج پہلی بار اپنے غصے کو چھپا نہیں سکی تھی

"میں نہیں چاہتا تھا مگر۔۔"

"کوئی بات نہیں۔۔ آپ صفائی پیش مت کریں۔۔"

وہ ایک ہاتھ سے اسے مزید بولنے سے روکتی گویا ہوئی تو عرش شاہ نے لب آپس میں سختی سے پیوست کیے

"مریم۔۔"

مریم کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھ کر عرش شاہ نے اسے پکارا

"جی۔۔؟"

"ناراض ہیں۔۔؟"

"نہیں۔۔بس غصہ آرہا ہے۔۔"

وہ صاف گوئی سے بولی

"مجھ پر۔۔؟"

”جی۔۔!“

وہ اب نگاہیں دوسری طرف کرتی بولی عرش جانتا تھا وہ اپنے آنسو چھپانا چاہ رہی ہے

”سس سوری۔۔“

ابھی وہ اور کچھ کہتا کہ دروازے پر دستک ہوئی عرش شاہ بند دروازے کو دیکھتا بلند آواز میں بولا

”کون ہے۔۔؟“

”صاحب بڑی بی بی لان میں بلا رہی ہیں آپ کو۔۔“

"اچھا تم جاؤ میں آ رہا ہوں۔۔"

ملازمہ کو کہتے ہی اس نے مریم کے دونوں ہاتھوں کو باری باری اپنے لبوں سے لگایا

"میں جانتا ہوں میں نے آپ کا بہت دل دکھایا ہے۔۔ مگر آپ یقین کریں۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔۔۔ بے بس ہوں۔۔"

وہ شکست زدہ لہجے میں بولا تھا مریم نے نگاہوں کا رخ دوسری طرف کر کے اپنے آنسو اس سے چھپانے چاہے

"رویا مت کریں۔۔۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔"

وہ اس کی آنکھوں پر باری باری لب رکھتا بولا تو مریم نے فقط سر ہلایا عرش شاہ ایک سنجیدہ سی نگاہ اس پر ڈال کر اسے چھوڑتا کمرے سے نکل گیا جبکہ آنسو اب ایک ایک کر کے مریم کی آنکھوں سے گرنے لگے

/////////////////////////////

"مام آپ نے بلایا۔۔؟"

لان میں نیم اندھیرے تھا وہ حورین کو دیکھتا ان کی جانب آیا اور پوچھ رہا تھا ان کے چہرے پر نہایت سنجیدگی نے عرش شاہ کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیا

"تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم امل پر کوئی ظلم نہیں کرو گے۔۔؟"

حورین کا لہجہ نہایت سختی لیے ہوئے تھا

"یہ بات کیوں کر رہی ہیں آپ۔۔؟"

عرش نے ماتھے پر بل ڈالے نا سمجھی سے پوچھا

"تم نے کہا تھا کہ نہیں۔۔؟"

وہ دبے دبے غصے میں دوبارہ بولیں

"جی کہا تھا۔۔"

وہ ابھی بھی نہیں سمجھا تھا کہ وہ کہنا کیا چاہتی ہیں

"تم اس پر ہاتھ اٹھاتے ہو۔۔دکھ ہو رہا ہے کہ میرا بیٹا ایسا کر سکتا ہے۔۔افسوس ہو رہا ہے مجھے اپنی تربیت پر۔۔"

وہ افسوس سے عرش کو دیکھتی بولی تو عرش ان کی بات پر تڑپ اٹھا

"ماما پلیز۔۔ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔۔"

عرش نے ان کا ہاتھ تھامنا چاہا مگر انہوں نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا

"سب سے زیادہ فخر مجھے تم پر تھا عرش۔۔میں کہتی تھی میرا بیٹا بہت رحم دل، سمجھدار اور فرمانبردار ہے۔۔مگر تم نے پہلے امل سے نکاح کر کے مریم کے سامنے میرا سر جھکایا اور اب امل پر تشدد کر کے امل کے سامنے شرمندہ کر دیا ہے مجھے۔۔وہ دونوں آج میری تربیت پر سوال کر دیں تو زندہ مر جاؤں میں۔۔"

غصے میں بولتے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے

"ماما پلیز۔۔میں نے ایسا کچھ نہیں کیا امل کے ساتھ۔۔آپ چاہیں تو اس سے پوچھ لیں۔۔"

وہ تڑپ کر حورین سے کہنے لگا

"اندھی اور ناسمجھ نہیں ہوں میں۔۔اس کے چہرے پر تمہاری بربریت کے نشان نظر آرہے تھے مجھے۔۔پھر پوچھنے کی کیا ضرورت۔۔"

ان کی بات پر عرش کے دماغ میں جھماکا سا ہوا عرش کو اب بات سمجھ آئی

"ماما۔۔"

عرش نے اپنی صفائی میں لب کھولے مگر حورین نفی میں سر ہلاتی اس کی کوئی بھی بات سنے بغیر وہاں سے چلی گئیں

عرش شاہ وہی کرسی پر ڈھے سا گیا اور سر کو دونوں ہاتھوں میں گرا گیا

”عرش اتنی ٹھنڈ میں کیوں بیٹھے ہو۔۔؟“

چند لمحوں بعد چھوٹی دادو کی آواز سن کر عرش شاہ نے جھٹکے سے سر اٹھا

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے چھوٹی دادو اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر تڑپ گئیں

”عرش میرے بچے۔۔ دادی قربان۔۔ میرے شیر کی آنکھوں میں آنسو کیوں ۔۔؟“

وہ تڑپ کر اس کے قریب آئی تھیں

”کاش دادو آپ اس وقت میری جان مانگ لیتیں۔۔ مگر وہ قربانی نہ مانگتی تو آج میں یہاں بیٹھا رو نہ رہا ہوتا۔۔“

عرش شاہ شکست زدہ لہجے میں بولا

”عرش۔۔“

”تھک گیا ہوں دادو میں۔۔ ایک ایک کو صفائیاں دیدے کر۔۔ ہر ایک کی نظر میں۔۔ میں ہی مجرم ہوں۔ ماما۔۔ مریم۔۔ ڈیڈ۔ سب گھر والے سمجھتے ہیں میں نے غصے میں امل سے نکاح کیا۔۔ ہاں مجھے امل پر غصہ تھا مگر میں کون ہوتا ہوں

اسے سزا دینے والا۔۔ مگر پھر بھی میں ویسا بن گیا جیسا تھا ہی نہیں۔۔ مگر انہیں کیا پتہ کہ بے بسی کی انتہا پر ہوں میں۔۔ کون کہتا ہے مرد مجبور نہیں ہوتا۔۔"

"عرش بیٹا۔۔"

"دادو میں نے سب کو رلا دیا۔۔ عروہ کو۔۔ مریم کو۔۔ امل کو۔۔ ماما کو۔۔ سب میری وجہ سے تکلیف میں ہیں۔۔ کاش کاش آپ مجھ سے سب مانگ لیتیں۔۔ مگر۔۔ مگر"

وہ سر ہلاتا بات اُدھوری چھوڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا اندر کی جانب بڑھ گیا جبکہ چھوٹی دادو نے سرد آہ بھرا اور امل اور عرش کے نکاح والا دن یاد کرنے لگی

"عرش امل یا منتہاء میں سے کسی ایک سے نکاح کر لو۔۔"

وہ التجائی انداز میں عرش سے بولی تھیں جبکہ عرش شاہ نے اچھنبے سے انہیں دیکھا

"نہیں دادو۔۔میں یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔۔"

وہ صاف انکار کرتا بولا

"کیوں نہیں سوچ سکتے بیٹا۔۔مرد چار شادیاں کر سکتا ہے۔۔"

وہ ماتھے پر بل ڈالتی بولیں

"ہاں کر سکتا ہے مگر میں نہیں کر سکتا۔۔میں مریم کو ساری زندگی کا دکھ نہیں دے سکتا۔۔"

وہ ان کی بات کی نفی کرتا بولا

"ہاں مت مانو میری بات۔۔میں کون سا تمہاری سگی دادی ہوں۔۔تمہاری دادا کی بہن ہوں نا۔۔تم کون سا مجھے اپنا سمجھتے ہو جو میری بات مانو گے۔۔"

وہ آنکھوں میں آنسو لیے بولیں

"پلیز دادو ایسی بات تو نہ کریں۔۔آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پر۔۔"

وہ تڑپ کر ان کے ہاتھ تھامتا بولا

"ٹھیک ہے پھر منتہاء سے نکاح کر لو۔۔"

وہ سپاٹ انداز میں بولیں

”خدا کے لیے دادو ایسے مت کہیں۔۔ میں منتہاء کو بلکل عروہ کی طرح سمجھتا ہوں۔۔ بلکہ میں اور ماما وقت آنے پر آپ سے اشعر کے لیے منتہاء کو مانگنا چاہتے تھے۔۔“

وہ بے بسی سے بولا تھا

”منتہاء اشعر کی تب ہو گی جب تم امل سے شادی کرو گے۔۔“

وہ اٹل انداز میں بولیں

”یہ کیا بات ہوئی دادو۔۔“

وہ جانتا تھا اشعر اور منتہاء ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں مریم نے ہی یہ بات اسے بتائی تھی

”تم دوسری شادی ضرور کرو گے۔۔ چاہے وہ منتہاء سے ہو یا امل سے۔۔“

ان کا انداز ابھی بھی حتمی تھا

”پلیز دادو میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں اس طرح کا کوئی حکم نہ دیں۔۔ جو مجھے گناہگار کر دے“

وہ بے بسی سے باقاعدہ ان کے آگے ہاتھ جوڑ گیا

”اس میں گناہ کیسا بیٹا۔۔ تم نکاح کر رہے ہو۔۔ اور نکاح کرنا کوئی گناہ نہیں۔۔
“

وہ اس کے ہاتھ تھام کر بولیں

”کسی کا مان توڑنا۔۔ کسی کو دھوکا دینا گناہ ہی ہے دادو۔۔ میں مریم کے ساتھ یہ ظلم نہیں کر سکتا۔۔ پلیز دادو ایسی کوئی شرط نہ رکھیں۔۔ میں دوسری شادی کر کے نہ مریم کی زندگی خراب کرنا چاہتا ہوں نا۔۔ امل اور منتہاء کی۔۔“

وہ بے بسی کی انتہا پر تھا

”میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں عرش۔۔ آج اگر تمہاری دادی ہوتی اور وہ یہ بات ماننے کو کہتیں تو کیا تم انہیں بھی منع کرتے۔۔“

وہ پھر سے روتے ہوئے بولیں تھی

”جو غلط ہے وہ غلط ہے دادو۔۔ میں یہ کسی کے بھی کہنے پر نہیں کروں گا۔۔“

وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا

”میں یہاں پاکستان اپنوں کے پاس آئی تھی مگر تم نے ثابت کر دیا کہ تم مجھے کچھ نہیں سمجھتے۔۔میں منتہاء کو لے کر چلی جاؤں گی“

ان کی بات پر عرش کے قدم خود بخود رکے

”میں ڈیڈ کو کیا جواب دوں گا دادو۔۔پلیز یہ مت کیجئے گا۔۔“

وہ مڑ کر بے بسی سے کہنے لگا

”کہہ دینا کہ میری اوقات نہیں تمہاری نظر میں۔۔“

”ایسے مت کہیں دادو۔۔آپ بڑی ہیں ہماری۔۔“

وہ ان کے غصے پر دھیمی آواز میں بولا

’’صرف اتنا ہی چاہتی ہوں کہ تمہاری دوسری شادی ہو اولاد ہو۔۔ کیا یہ خواہش کرنا اپنے بچوں کے لیے غلط ہے۔۔‘‘

وہ نم آواز میں بولی تھیں

’’پلیز دادو۔۔اور کچھ بھی مانگ لیں۔۔ مگر یہ نہیں۔۔ اگر اولاد میری قسمت میں ہے تو مریم سے ہو جائے گی۔۔‘‘

’’ٹھیک ہے۔۔ میں یہاں سے منتہاء کو لے کر چلی جاؤں گی۔۔‘‘

انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا اور رخ موڑ لیا عرش شاہ کتنی دیر تک ان کی منت سماجت کرتا رہا مگر وہ اپنی بات سے ایک انچ بھی نہ ہلی تھیں

اور پھر وہ ان کے پاس سے اٹھ کے جا چکا تھا اور کچھ دیر میں وہ امل کے ساتھ نکاح کر کے اسے اپنے ساتھ لایا تھا

اس دن کو یاد کرتیں وہ گہرا سانس خارج کرتیں اندر چلی گئیں

/////////////////

عرش شاہ تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا جب کمرے کے دروازے کو کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سر جھٹک کر پیچھے ہوا اور ایک نگاہ بند کمرے کے دروازے پر ڈالی اور گہرا سانس خارج کرتا واپس مڑ گیا

"سنو۔۔"!

زینے اترتے ہی اسے ایک ملازمہ سامنے سے آتی دیکھائی دی تو اس نے اسے پکارا

"جی صاحب۔۔"

وہ مؤدب سی کھڑی عرش شاہ کے سامنے کھڑی ہو گئی

"امل کہاں ہے۔۔؟"

اس کے انداز میں جھجھک تھی

"وہ جی اوپر مریم بی بی کے ساتھ والا کمرہ ہے جی۔۔ وہاں ہیں امل بی بی۔۔"

ملازمہ نے مؤدب انداز میں بتایا تو عرش شاہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا اور خود دوبارہ زینے طے کرنے لگا

کمرے کے باہر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولنے کے لیے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا وہ کھلتا چلا گیا سامنے ہی امل بیڈ پر گم صُم سی بیٹھی تھی عرش شاہ ایک نگاہ اس پر ڈالتا اندر آیا اور مڑ کر دروازہ لاکڈ کیا

جبکہ امل دروازہ لاکڈ کرنے کی آواز پر چونک گئی اور اپنے سامنے عرش کو نا سمجھی اور حیرت سے دیکھنے لگی

"کیا ڈرامے کیے ہیں تم نے مام کے سامنے۔۔؟"

وہ نہایت سنجیدہ تاثرات لیے اپنی پشت پر ہاتھ باندھے کھڑا پوچھ رہا تھا امل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

"کیا۔۔؟؟ میں نے کیا کیا ہے۔۔؟ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔"

عرش کی سنجیدگی نے اسے یک دم پریشان کیا

"میں تم پر ٹارچر کرتا ہوں۔۔؟؟ تمہیں مارتا پیٹتا ہوں۔۔؟"

بند کمرے میں عرش شاہ کی دھاڑتی آواز گونجی تھی

"نن نہیں۔۔"

وہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوتی بیڈ سے ٹھوکر کھا کر بیڈ پر ہی گری تھی عرش نے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لے کر دوبارہ اسے اپنے مقابل کھڑا کیا

"پھر مام کو کیوں کہا تم نے یہ سب۔۔؟"

اس مرتبہ آواز دھیمی تھی مگر چہرے پر بلا کی سختی تھی

"میں نے تو کچھ نہیں کہا خالہ کو۔۔"

وہ صفائی دیتی ہوئی گویا ہوئی تھی

"تم جانتی ہو یہ تھپڑ بہت اچانک مارا تھا میں نے۔۔ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا میں ۔۔اس وقت یک دم غصہ آگیا تھا مجھے تم پر۔۔اور فوراً سوری بھی کہا تھا میں نے

۔۔پھر مام کو بتانے کی کیا ضرورت تھی۔۔جانتی ہو وہ کتنا غلط سمجھ رہی ہیں مجھے ۔۔"

عرش شاہ نے اسے جھنجھوڑا تھا بے ساختہ امل کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا خالہ کو۔۔"

وہ روتے ہوئے بولی تھی عرش شاہ نے بے زاری سے اس کے آنسو دیکھے

"زندگی کا عذاب بن گئی ہو تم میری۔۔"

وہ اسے جھٹکے سے چھوڑتا اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے بولا

"میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔۔"

وہ اب بیڈ پر بیٹھی منمنائی تھی

"اچھا رونا بند کرو۔۔"

وہ حکمیہ انداز میں کہتا خود بھی اس کے ساتھ کچھ فاصلہ رکھتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گیا

"کیا کروں میں۔۔ کیسے سب ٹھیک کروں۔۔ تھک گیا ہوں صفائیاں دیدے کر سب کو۔۔ کبھی ماما کو کبھی مریم کو۔۔"

وہ دونوں ہاتھوں میں سر گرائے بڑبڑا رہا تھا

"میں خالہ سے کہہ دوں گی۔۔ کہ۔۔"

''کیا کہو گی۔۔؟''

وہ اسے پریشان دیکھتے ہوئے بولی ہی تھی کہ عرش شاہ نے سر اٹھا کر اس سے پوچھا

''یہی کہ وہ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔''

وہ دھیمی آواز میں بولی

''وہ غلط نہیں سمجھ رہیں۔۔ تھپڑ تو مارا ہے نا میں نے تمہیں۔۔''

وہ امل کے چہرے پر واضح انگلیوں کے نشانات دیکھتا اپنی غلطی تسلیم کر رہا تھا جبکہ امل نے اس کے چہرے پر ندامت صاف دیکھی

”سوری آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔بس تم مریم یا کسی اور سے مت الجھنا۔۔“

وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا

”آپ کو یہ ڈر کیوں ہے کہ میں مریم سے لڑوں گی۔۔اگر اتنا ہی ڈرتے ہیں اور فکر ہے مریم کی تو مجھے نہ لاتے یہاں پھر۔۔“

وہ کھڑی ہوتی تلملا کر پوچھ رہی تھی

”ہاں ہے مجھے فکر مریم کی۔۔کیونکہ وہ تمہاری طرح خود غرض نہیں ہے۔۔وہ تمہیں برداشت کر رہی ہے مگر تم کسی کو برداشت نہیں کر سکتی۔۔اس لیے سمجھا رہا ہوں کہ میرے گھر والوں سے کسی قسم کی بدتمیزی مت کرنا۔۔“

وہ اس سے تنبیہی انداز میں مخاطب تھا

"میں بھی آپ کی شاید کچھ لگتی ہوں۔۔آپ مانیں یا نہ مانیں ہمارے رشتے کو مگر اب میں بھی آپ کی فیملی کا حصہ ہوں۔۔میری تو فکر نہیں کرتے آپ۔۔"

کوشش کے باوجود اس کی آواز بلند ہو گئی تھی

"شکر کرو کہ میری ماں نے مجھے تم سے کسی بھی قسم کی زیادتی کرنے کو منع کیا ہے ورنہ مجھے تم پر بہت غصہ آتا ہے۔۔اور پھر تم زبان چلاتی ہو۔۔اور بحث کرتی ہو نا۔۔دل تو چاہتا ہے تمہاری ساری اکڑ نکال دوں۔۔"

امل کی بلند آواز نے عرش شاہ کے غصے کو ہوا دی تھی اور اب اس کے انداز میں غصہ تھا

"میں اتنی کوشش کرتی ہوں خود کو آپ کے مطابق ڈھالنے کی۔۔ مگر آپ کو ابھی بھی لگتا ہے کہ میں زبان چلاتی ہوں۔۔ آپ کو میں کبھی صحیح لگی ہی نہیں ہوں۔۔"

وہ عرش شاہ کے سامنے اس مرتبہ کمزور سے انداز میں بولی تھی

"بحث کیوں کر رہی ہو امل۔۔"

"اوکے اب کچھ نہیں کہتی۔۔"

وہ جھنجھلا کر بولا تو امل نے فوراً تابعداری کا مظاہرہ کیا

"دیکھو اگر چاہتی ہو کہ میں تم سے نرمی سے پیش آؤں تو خود کو تھوڑا بدل لو۔۔ ورنہ میرا تمہارے ساتھ گزارا نہیں۔۔"

وہ اب اس سے سمجھانے والے انداز میں مخاطب تھا

"بات بات پر چھوڑنے کی دھمکی کیوں دیتے ہیں۔۔؟"

عرش کی بات کا مفہوم اخذ کرتی وہ دوبدو بولی

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔"

وہ ڈھیلا پڑا تھا

"بتائیں میں کیا کروں جس سے آپ راضی ہو جائیں۔۔"

بولتے ہوئے امل کی آنکھوں سے آنسو آ گئے

”رونے کیوں لگ جاتی ہو ہر بات پر۔۔ایک تو میں تمہاری اس عادت سے تنگ ہوں۔۔“

وہ اسے روتا دیکھ بے زار ہوا تھا

”مریم کے آنسو بھی تو پیار سے ہی پونچھتے ہوں گے آپ۔۔ کیا میں اس قابل بھی نہیں۔۔“

امل کا انداز عام سا تھا مگر عرش کو لگا وہ طنز کر رہی ہے

”مریم سے اپنا مقابلہ نہ ہی کرو تو بہتر ہے۔۔“

"میں مریم سے مقابلہ نہیں کر رہی۔۔ میں صرف ایک نارمل بات کر رہی ہوں۔۔"

عرش کے ٹکے سے جواب پر وہ اپنے آنسو ہاتھ کی پشت سے پونچھتے ہوئے بولی

"دیکھو امل میں جانتا ہوں کہ میری زندگی کا سب سے غلط فیصلہ تم سے نکاح کرنے کا تھا۔۔ لیکن پلیز مزید مجھے پریشان مت کرو۔۔ آئندہ کبھی خود کو اور مریم کو مت ملانا۔۔"

عرش شاہ نے لہجے میں پھر سے سختی در آئی تھی

"آپ ہمیشہ مجھے غلط کیوں سمجھتے ہیں۔۔؟"

"کیونکہ تم ہو ہی غلط۔۔"

"اوکے تم سو جاؤ۔۔"

وہ اسے کچھ بھی بولنے کا موقع دیے بغیر دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے بولا اور بغیر اس کی کوئی بات سنے کمرے سے نکل گیا جبکہ امل نے غصے سے پاس پڑا گلاس فرش پر دے مارا

"مجھے تو کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔۔ نوکروں کے ساتھ بھی اتنے اچھے سے بات کرتے ہیں اور ایک مجھ سے اتنے غصے میں بات کرتے ہیں۔۔"

عرش کا سخت لہجہ اسے بہت چبھتا تھا وہ اب چاہتی تھی کہ عرش شاہ اس سے بھی کبھی پیار سے بات کرے لیکن وہ تھا کہ اسے دیکھتے ہی ماتھے پر بل ڈال لیتا تھا

"آخر ایسا کیا کروں کہ ان کا رویہ ٹھیک ہو جائے میرے ساتھ۔۔"

وہ پر سوچ انداز میں بولتے ہوئے بستر پر ڈھے سی گئی تھی

//////////////////////////

وہ امل کے کمرے سے نکل کر مریم کے پاس کمرے میں آیا تھا مگر دروازہ کھول کر جب وہ اندر داخل ہوا تو بے ساختہ اس کے ماتھے پر بل پڑے

کمرے میں نیم اندھیرا تھا مریم بیڈ پر لیٹی شاید سو رہی تھی ایسا ان کی چار پانچ سالہ شادی شدہ زندگی میں پہلی مرتبہ ہوا تھا کہ مریم اس کا انتظار کیے بغیر ہی سو رہی تھی

عرش شاہ واپس دروازہ لاکڈ کرتا بنا آواز کیے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھا کلائی پر بندھی گھڑی اتار کر ٹیبل پر رکھنے کے بعد اس نے قمیض کی جیب سے موبائل،

والٹ اور گاڑی کی چابیاں نکالیں، اور اب وہ الماری کی جانب بڑھا اپنا آرام دہ لباس نکال کر اس نے ایک نظر مریم کو دیکھا اور پھر واش روم کی جانب قدم بڑھائے

جبکہ مریم جو کہ پہلے سے ہی جاگ رہی تھی عرش کی کمرے میں آمد پر آنکھیں موند گئی اور تھوڑی دیر بعد واش روم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر مریم نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں ایک آنسو اس کی آنکھ سے گرا تھا

عرش شاہ دھیرے سے چلتا ہوا بیڈ کی دوسری طرف آیا اور بلنکٹ درست کرتا مریم کے قریب تر ہو کر لیٹ گیا

"جانم۔۔"!

عرش شاہ کی بھاری آواز بہت مدھم تھی

"مریم۔۔"!

مزید قریب ہوتے ہوئے اس نے اسے خمار آلود آواز میں پکارا مگر مریم ہنوز خاموش رہی

مریم کو اپنی پشت پر نرم لمس محسوس ہوا تو اس نے مزید زور سے آنکھیں بند کی

عرش شاہ جان چکا تھا کہ وہ سوئی نہیں ہے اسی لیے اب اس کی کمر سے بال سمیٹ کر گردن پر جھکا جبکہ مریم نے بلینکٹ کو سختی سے مٹھی میں جکڑ لیا کمرے میں فسوں خیز خاموشی تھی عرش شاہ کی جسارتیں مزید بڑھی تو مریم جانے کس احساس کے تحت لیٹے سے اٹھ بیٹھی عرش شاہ نے بوجھل نگاہیں اس پر ڈالی

"کیا بات ہے۔۔؟؟ ابھی تک ناراض ہیں۔۔؟"

عرش شاہ نے کروٹ لیے لیٹے ہی دھیمی آواز میں پوچھا

"نہیں۔۔"

مریم یک لفظی جواب دیتی دل کی دھڑکن پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگی جو عرش شاہ کی قربت پر معمول سے تیز ہو گئی تھی

"آج میرا انتظار ہی نہیں کیا آپ نے۔۔"

وہ پھر لہجے اور انداز میں نرمی سمائے بولا

"مجھے لگا تھا کہ آپ آج یہاں نہیں آئیں گے۔۔"

مریم نگاہیں چرائے بولی تھی

”کیوں۔۔؟آپ کو ایسا کیوں لگا۔۔کہ اپنی جان کے پاس نہیں آؤں گا۔۔اپنی جانم سے دور رہ سکتا ہوں میں۔۔؟“

وہ اب نرمی سے مریم کی کلائی تھام کر اسے اپنے پہلو میں لٹا چکا تھا

”وہ۔۔وہ۔۔مجھے لگا آپ امل۔۔“

عرش شاہ نے اس کے لبوں پر اپنا انگوٹھا رکھا تھا جس سے اس کی بات اُدھوری رہ گئی تھی

”آپ ہر چیز سے پہلے ہیں میرے لیے مریم۔۔دنیا میں ایسی کوئی مصروفیت یا چیز نہیں جس کو میں آپ سے زیادہ اہمیت دوں گا۔۔“

وہ دھیرے دھیرے اس کے لبوں پر نرمی سے انگوٹھا پھیر رہا تھا عرش شاہ کی بوجھل آنکھوں میں اس کے الفاظ کی سچائی واضح تھی مریم نے اس کی بات پر سر جھکا لیا

"اگر مجھ سے کوئی پوچھے نا کہ عرش شاہ تمہاری زندگی میں سب سے حسین دن ،خوبصورت رات اور سکون دہ لمحہ کون سا ہے تو میں بلا جھجک کہوں گا کہ عرش شاہ کی زندگی میں ہر وہ دن اور رات حسین ہے جس میں مریم عرش شاہ کے ساتھ بتائے ہوئے لمحے شامل ہوں۔۔ عرش شاہ کی زندگی میں بہار اور خوشیاں مریم عرش شاہ سے ہیں۔۔"

وہ دھیرے سے بولتے ہوئے مریم کے ہاتھ کو اپنی داڑھی پر ہلکے سے پھیر رہا تھا

”آپ کی اچھائی، صاف نیت، فرمانبرداری اور محبت نے مجھے اپنے حصار میں اس قدر مضبوطی میں جکڑ لیا ہے کہ کسی دوسری طرف دھیان ہی نہیں جاتا۔۔“

اس کی باتوں سے مریم کی آنکھوں میں نمی اتری تھی

”کیا ہوا۔۔؟”

”مریم پلیز۔۔“

وہ ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھے رونے لگی تھی جب عرش شاہ نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی چہرے سے ہٹا کر تھام لیا

”شاہ جی۔۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔۔“

وہ بولتے ہوئے سسک گئی

"کیا میری جان۔۔"

"کچھ نہیں۔۔"

وہ لب سختی سے ہونٹوں میں دبانے لگی

"بتائیں نا جانم۔۔ حکم کریں۔۔"

عرش شاہ کا انداز، اس کا لہجہ مریم کو کچھ بھی کہنے سے روک رہا تھا وہ اس شخص سے کوئی شکوہ کیسے کر سکتی تھی جس نے کبھی اس سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی

"جان بولیں بھی۔۔"!

"یہی کہ آپ کی زندگی میں میرے برابر۔۔"

وہ سسک رہی تھی مزید اس سے بولا نہیں گیا

"میں اپنے اس عمل پر آپ سے اپنی آخری سانس تک شرمندہ رہوں گا۔۔ مگر یہ بات آپ جان لیں کہ مریم آپ میری محبت، میرا امان ہے۔۔ میرا فخر ہیں۔۔ آپ کے بغیر تو عرش شاہ کچھ بھی نہیں۔۔"

وہ لیٹے لیٹے ہی اس کے لمبے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے محبت سے گویا ہوا

"آپ خود کی اہمیت کو سمجھیں مریم۔۔ آپ سوچ نہیں سکتی کہ آپ میرے لیے کتنی اہم ہیں۔۔ پھر بھی ایسی بات سوچی آپ نے۔۔"

"سوری۔۔"

"اوہو۔۔ سوری کیوں کہہ رہی ہیں۔۔"

"آپ مت ذکر کیا کریں کسی اور کا۔۔ مت خود کو اذیت دیا کریں۔۔ آپ ہی سب کچھ ہیں میرا۔۔"

وہ دھیرے دھیرے اسے سمجھاتا ہوا بول رہا تھا ساتھ ہی اس نے مریم کو نرمی سے اپنے پہلو میں لٹایا تھا

"ایسے ہر مرتبہ رویا کریں گی آپ تو۔۔ مریم میں وہ فیصلہ کرلوں گا کہ جو ٹھیک نہیں ہوگا۔۔ امل کو چھوڑ دوں گا۔۔ اور آپ جانتی ہیں کہ اس ایک رشتہ کے ٹوٹنے سے کتنے رشتے خطرے میں پڑیں گے۔۔ لیکن پھر مجھے پرواہ نہیں۔۔"

وہ اب چہرے پر سختی لائے بولا

”نہیں پلیز۔۔ایسا میں نے کب کہا“

مریم اس کی بات سن کر فورا بولی

”آپ اتنی اچھی ہیں مجھے پتہ ہے ایسا کبھی نہیں کہیں گی مگر۔۔میں آپ جتنا اچھا نہیں ہوں۔۔میں کر جاؤ گا یہ فیصلہ۔۔اگر آپ اسی طرح روئیں۔۔“

”نہیں۔۔پلیز۔۔“

مریم نے عرش شاہ کے لبوں پر ہاتھ رکھ کر اسے بولنے سے روکا تھا

”مریم میں مجبور ہوں۔۔کچھ رشتے جب امتحان لیتے ہیں تو مخلص شخص ہار جاتا ہے۔۔میں نے وہ کیا ہے جو میں خواب میں بھی کبھی نہ سوچتا۔۔“

عرش شاہ کی آنکھ سے ایک آنسو گرا تھا مریم تو اسے دیکھتی تڑپ ہی گئی

”سوری۔۔مجھے بس اچھا نہیں لگتا۔۔میں کیا کروں۔۔میں بھی ایک عام عورت ہوں۔۔“

”ارے آپ تو میری جان ہیں۔۔ایسے ہی تو عرش شاہ دیوانہ نہیں ہے نا آپ کا ۔۔آپ میں کوئی بات ہے تبھی عشق ہیں نا آپ میرا۔۔“

مریم کی آنکھوں میں پھر سے نمی آتے دیکھ کر عرش نے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا

"آپ تو اتنی اچھی ہیں کہ مجھ سے میرے عمل کی جواب طلبی بھی نہیں کی۔۔ میرے اور میرے گھر والوں کے ساتھ ابھی بھی اچھا رویہ ہے آپ کا۔۔ میرے ماں باپ تک سے میری شکایت نہیں کی۔۔"

"ساری زندگی میرا سر اب آپ کے سامنے اٹھے گا نہیں مریم۔۔"

وہ سرشاری سے بولا تھا

"پلیز ایسے تو نہ بولیں۔۔"

مریم کو اس کی بات اچھی نہ لگی تھی

"سچ میں مریم۔۔آپ نے عرش شاہ کو اپنا گرویدہ کر لیا ہے۔۔آپ ایک بہت اچھی ہمسفر ہیں۔۔میں بہت خوش نصیب ہوں کہ مجھے آپ ملیں۔۔ورنہ عرش شاہ آپ کے قابل کہاں۔۔"

"آپ ہمیشہ ہی ایسے کہتے ہیں۔۔"

وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی تھی

"ارے آپ بھی تو ہمیشہ سے مجھے اپنے ہر عمل سے مزید اپنا دیوانہ بنا دیتی ہیں اب میں معصوم۔۔شریف سا آدمی۔۔کیا کروں۔۔"

عرش شاہ کی بات پہ مریم کھلکھلا کر ہنسی تھی اور اس کے سینے پر سر رکھا

"شاہ جی۔۔"

"جی میری جان۔۔"

"مجھے اب اولاد نہیں چاہیے۔۔آپ کی اور امل کی ہو جائے گی بس وہی بہت ۔۔"

وہ سر اور نگاہیں جھکائے بولی تھی

"یہ کیسی بات کی ہے آپ نے مریم۔۔؟یقین کریں آپ سے مجھے اس قسم کی بات کی توقع نہیں تھی۔۔"

عرش شاہ نے اپنے سینے سے اس کا سر اٹھاتے ہوئے کہا

"مریم اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔۔اور آپ پلیز مایوس نہ ہوں۔"

"ماما مجھے کسی ڈاکٹر کا کہہ رہیں تھی کوئی لندن میں ہے۔۔آپ کی رپورٹس انہیں ای میل کی ہیں مام نے۔۔اور مام کافی پر امید ہیں۔۔"

"مام نے بتایا ہے مجھے۔۔"

مریم اس بات بات کے جواب میں بولی

"ہم اس ڈاکٹر سے ملیں گے۔۔پھر علاج ہو گا آپ کا۔۔اور انشاءاللہ پاک کرم کریں گے۔۔"

عرش پر امید ہو کر بولا تھا

"مگر گارنٹی تو نہیں ہے نا کہ علاج سے کچھ ہو گا۔۔"

وہ شاید حالات سے مایوس تھی

”یہ غلط بات ہے مریم۔۔آپ امید کیوں چھوڑ دیتی ہیں۔۔دل خراب مت کریں اپنا۔۔جب مام اتنی پر امید ہیں۔۔ظاہر ہے انہیں کوئی تو امید ہے ورنہ آپ ماما کو جانتی ہیں کہ وہ جھوٹی امید نہیں دلاتی۔۔“

عرش اس کے دائیں رخسار کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے سہلاتے ہوئے نرمی سے گویا ہوا

”ہمم کیا سچ میں علاج سے کچھ ہو گا۔۔؟مجھے ڈر لگتا ہے۔۔“

اس کے چہرے پر ڈر واضح تھا

"جان آپ نے میڈیسنز ہی تو کھانی ہیں۔۔اس میں ڈرنے والی کیا بات ہے۔۔ پریشان نہ ہوں۔۔"

وہ اسے مطمئن کرتے ہوئے بولا

"اگر فائدہ نہ ہوا تو۔۔؟"

"مریم آپ کامل یقین رکھیں اس ذات پر جو سوکھے درختوں کو بھی ہرا کر دیتا ہے۔۔وہ ہماری مسلسل پکار کا جواب ضرور دے گا۔۔مجھے پورا یقین ہے۔۔"

عرش شاہ کے مسکرا کر کہنے پر وہ بھی ہلکا سا مسکرائی

"آپ کو یقین ہے تو پھر مجھے بھی یقین ہے۔۔"

"دیکھا۔۔"

"کیا"

"یہی تو آپ کی بات بہت اچھی لگتی ہے مجھے کہ ۔۔آپ آگے سے بحث نہیں کرتیں۔۔ سمجھانے پر مان جاتی ہیں۔۔"

وہ اب اس کے دونوں رخساروں پر باری باری لب رکھ رہا تھا

"انشاءاللہ ہم اس ذات سے مانگ رہے ہیں جس کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں۔۔ وہ ہمیں ضرور نوازے گا۔۔"

مریم کو خود میں بھینچتے ہوئے وہ یقین سے گویا ہوا تو مریم بھی دل میں دعائیں کرتی جانے کب سو گئی اور

جبکہ عرش شاہ کو اس کی معصومیت پر بہت پیار آرہا تھا

///////////////////////

دروازے پر ہوتی دستک پر حورین نے آنے والے کو اجازت دی وہ خود ہسپتال جانے کو تیار تھی بس شال اپنے گرد لپیٹ رہی تھی

جب امل اجازت ملتے کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ بند کیا

"السلام علیکم خالہ۔۔"!

حورین جو کہ اب کچھ ضروری کاغذات اپنے بیگ میں رکھ رہی تھی امل کی آواز پر چونک کر چہرہ اٹھایا اور اسے دیکھا

"وعلیکم السلام بیٹا آؤ۔۔"

وہ مسکرا کر کہتیں اپنا بیگ ایک طرف رکھ کر امل کی جانب متوجہ ہو چکی تھیں جبکہ امل ان کا اشارہ سمجھتی صوفے پر ان کی پاس بیٹھ گئی

"خالہ وہ انکل کہاں ہیں۔۔؟"

ضامن شاہ کو کمرے میں نہ پا کر امل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا

"وہ تو آج صبح ہی کسی ضروری کام کی وجہ سے جلدی ہی چلے گئے تھے۔۔"

حورین نے بغور امل کو دیکھتے ہوئے جواب دیا

"کیا بات ہے بیٹا۔۔ کچھ کہنا چاہ رہی ہو۔۔؟"

وہ امل کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر پوچھنے لگیں

"جی وہ۔۔"

"عرش نے کچھ کہا ہے۔۔؟"

وہ اس کی جھجک محسوس کرتی پوچھ رہی تھیں

"نہیں خالہ۔۔ انہوں نے کچھ نہیں کہا۔۔ کل بھی آپ کو غلط فہمی ہوئی تھی۔۔ بلکہ وہ بہت اچھے ہیں۔۔"

ان کے سوال پر امل نے فوراً سے عرش کی صفائی پیش کی تو حورین نے حیرت سے اسے دیکھا یہ وہ امل تو نہیں تھی جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی بلکہ بہت بدلی ہوئی لگ رہی تھی

"ہمم اچھا پھر کیا بات ہے۔۔؟ پریشان کیوں ہو۔۔؟"

انہوں نے بات تبدیل کی

"وہ مجھے۔۔ خالہ وہ مجھے ماما بابا کے پاس جانا ہے۔۔"

وہ سر اور نگاہیں جھکائے بولی تھی بولتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے

”بیٹا روتے نہیں ہیں۔۔میں عرش سے کہتی ہوں تمہیں تمہارے ماما بابا سے ملوا لائے۔۔“

حورین اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں

”نن نہیں نہیں خالہ۔۔انہیں مت کہیں۔۔آپ لے چلیں مجھے۔۔“

امل نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا

”کیوں بیٹا۔۔ عرش کے ساتھ کیوں نہیں جانا۔۔شوہر ہے وہ تمہارا۔۔اور مناسب بھی یہی ہے کہ تم دونوں جائیں۔۔“

حورین اس کی بات پر اسے سمجھاتے ہوئے بولیں

"لیکن خالہ۔۔"

امل کچھ کہتے کہتے رکی

"اچھا مجھے ایک بات بتاؤ۔۔"

امل کے چہرے کو جانچتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہ بولیں

"جی پوچھیں۔۔"

"تمہیں عرش کے ساتھ رہنا ہے نا۔۔یا پھر۔۔" !

انہوں نے جان بوجھ کر بات اُدھوری چھوڑی تھی اور بغور امل کے تاثرات دیکھ رہی تھیں

”جی خالہ مجھے عرش کے ساتھ رہنا ہے۔۔“

امل کے جواب پر حورین نے اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھا تھا

”اچھی بات ہے۔۔ نکاح شادی یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔۔ میں نے عرش کو بھی یہی سمجھایا ہے۔۔ تمہیں بھی یہی کہہ ہوں۔۔ کہ نکاح چاہے جس حال میں بھی ہوا ہو اب تم دونوں ایک بہت پاک رشتے میں بندھ چکے ہو۔۔ امل یہ رشتہ جتنا مضبوط ہے نا بیٹا اتنا ہی نازک بھی ہے۔۔ تمہیں ابھی بہت زیادہ سمجھداری سے کام لینا ہے۔۔“

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں کہہ رہی تھیں وہ ان کی بات خاموشی سے سن رہی تھی

”میں کوشش کررہی ہوں خالہ کہ عرش کے مطابق خود کو ڈھال لوں۔۔ مگر وہ تو مریم کے علاوہ کچھ سوچتے ہی نہیں ہیں۔۔“

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی شکوہ کرگئی

”بیٹا ایک بات یاد رکھنا۔۔ کبھی بھی مریم کے ساتھ خود کو کمپیئر مت کرنا۔۔ میں تمہیں بتاتی ہوں جب مریم اور عرش کی شادی ہوئی تھی تو مریم عرش کے لیے صرف بیوی تھی۔۔ مگر آہستہ آہستہ مریم نے اپنی فرمانبرداری اور اچھی سیرت سے عرش کا دل جیت لیا۔۔اور اب تمہیں بھی خود اپنی جگہ بنانی ہے بیٹا ۔۔“

وہ نرمی سے اسے سمجھارہی تھیں

”میں کوشش کروں گی خالہ۔۔ مگر وہ تو ہمیشہ ہی غصے سے بات کرتے ہیں۔۔
“

وہ عرش کی بے رخی برداشت کر کر کے مایوس ہو چکی تھی حورین نے اسے بغور دیکھتے ہوئے سوچا

”ٹھیک ہو جائے گا وہ۔۔ تم فکر نہیں کرو۔۔اور جاؤ تیار ہو جاؤ میں عرش کو کہتی ہوں تمہیں لے جائے۔۔“

وہ اس کا مایوس چہرہ دیکھتی بولیں تبھی دروازے پر دستک ہوئی

آ جائیں۔۔“

حورین نے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو اندر آتا عرش، حورین کے پاس امل کو بیٹھا دیکھ کر ٹھٹھک کر وہیں رک گیا امل کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر عرش شاہ نے اس پر ایک سخت نگاہ ڈالی جبکہ امل نے اس کی نگاہوں کا سرد پن محسوس کرتے جلدی سے آنسو پونچھے

"مام اگر آپ فری نہیں ہیں تو میں بعد میں آجاؤں۔۔"

حورین کو دیکھتے ہوئے عرش شاہ نے دھیمی آواز میں کہا

"اندر آجاؤ عرش مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔"

انہوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے عام سے انداز میں کہا تو عرش دروازہ بند کرتا آگے بڑھا

"تم بھی بیٹھو امل۔۔"

انہوں نے پہلے عرش سے کہا اور پھر اپنے پاس سے اٹھتی امل کا ہاتھ تھام کر دوبارہ اسے وہیں بیٹھا دیا جبکہ عرش لب بھینچ کر آگے بڑھا اور بیڈ پر بیٹھ گیا

"عرش امل کو اس کی ماما بابا سے ملوانے لے جاؤ۔۔"

حورین نے عرش کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے حکمیہ انداز میں کہا

جبکہ عرش کل رات کی غلط فہمی دور کرنے ان کے پاس آیا تھا ان کے حکمیہ انداز پر اس نے محض سر ہلایا جبکہ امل عرش کی آمادگی پر حیرت سے اسے دیکھنے لگی

"جاؤ امل تم چادر لے کر آؤ۔۔"

عرش نے امل پر سنجیدہ نگاہ ڈالتے ہوئے کہا تو امل نے پہلے عرش شاہ کو دیکھا اور پھر حورین کو دیکھا دونوں ماں بیٹے کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتی وہ اٹھ گئی اور سر ہلاتی کمرے سے نکل گئی

"مام سوری۔۔"

عرش شاہ نے بغیر تمہید باندھے دو لفظی بات کی تو حورین نے خاموشی سے اسے دیکھا

"مام سچ میں آپ جیسا سمجھ رہی تھیں ویسا نہیں تھا۔۔ مگر پھر بھی میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کبھی آپ کا سر نہیں جھکاؤ گا۔۔"

وہ شرمندہ سا گویا ہوا تھا

"ہمم"

"اب ناراض تو نہیں ہیں نا۔۔؟"

عرش کی بات پر حورین نے نفی میں سر ہلایا

"عرش میں تمہارا بھلا ہی چاہتی ہوں۔۔ دیکھو بیٹا انصاف کرو دونوں کے ساتھ ۔۔ مریم تو واقعی ہیرا ہے۔۔ وہ تو اپنی خوش اخلاقی اور اچھی عادتوں سے خود ہی دل جیت لیتی ہے۔۔ مگر امل کو بھی ایک موقع دو۔۔ وہ بہت نادان ہے۔۔ مگر اب جیسی بھی ہے تمہاری بیوی ہے۔۔ اس کا بھی تم پر برابر کا حق ہے۔۔ اگر وہ کچھ کہہ جاتی ہے یا غلط کر دیتی ہے تو بیٹا پیار سے سمجھا دیا کرو۔۔ سختی مت کرو اس پہ۔۔"

وہ عرش شاہ کے احترام میں جھکے سر کو دیکھتی ہوئی نرم انداز میں اسے سمجھا رہی تھیں

”دیکھو عرش میرے اور تمہارے ڈیڈ کے لیے بھی مریم اور امل برابر ہیں۔۔ جیسے امل کے ساتھ نکاح پر میں نے اور تمہارے ڈیڈ نے سخت ناراضگی اختیار کی تھی تم سے۔۔اور آج تک میں اور تمہارے ڈیڈ تمہاری اس حرکت پر مریم کے آگے شرمندہ ہیں۔۔اسی طرح امل بھی ہمیں عزیز ہے۔۔تم اس کے ساتھ اگر کوئی زیادتی کرو گے تو مزید ہمیں ناراض کرو گے۔۔اور پھر اگر دونوں میں سے کسی کو کم تر سمجھو گے یا برابر حقوق نہیں پورے کرو گے تو بیٹا اللہ کے آگے جواب دہ ہو گے۔۔“

وہ نہایت سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں

”جی مام اب ایسا نہیں ہو گا۔۔میں کوشش کروں گا۔۔“

وہ دھیمی آواز میں بولا

''اچھی بات ہے۔۔''

''بس بہت ہو گیا بیٹا۔۔اب اپنے معاملات ٹھیک کرو۔۔''

''جی مام۔۔''

عرش شاہ نے سر جھکائے محض دو لفظی جواب دیا اور اٹھ کھڑا ہوا

''اب اجازت دیں۔۔''

وہ ان کے سامنے جھکا تھا حورین نے اس کے سر پر بوسہ دیا

”سلامت رہو۔۔“

دعا دے کر وہ اسے جاتا دیکھ رہی تھیں اور خود بھی اٹھ کھڑی ہوئیں

”رضیہ جاؤ مریم کو بلا کر لے کر آؤ۔۔“

کمرے سے نکل کر انھوں نے ملازمہ کو حکم دیا تو وہ فوراً سیڑھیاں چڑھ کر مریم کے کمرے کی جانب بڑھی تھوڑی دیر بعد مریم ان کے سامنے تھی

”السلام علیکم۔۔مام آپ نے بلایا۔۔“

مریم جب ان کے سامنے آئی تو انہوں نے مریم کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ دیکھی

"وعلیکم السلام۔۔ماشاءاللہ ہمیشہ خوش رہو۔۔بہت پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی۔۔"

بے ساختہ آگے بڑھ کر انہوں نے اس کا ماتھا چوما تھا جبکہ مریم کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

"مریم بیٹا شام کو تمہیں عرش کے ساتھ ہاسپٹل آنا ہے۔۔کچھ ٹیسٹ وغیرہ ہیں تمہارے اور عرش کے۔۔"

ہلکا سا مسکرا کر وہ بولیں تو مریم کی مسکراہٹ سمٹی

"ماما۔۔کیا کچھ فائدہ ہوگا اس علاج سے۔۔؟"

اس کے انداز میں کیا کچھ نہیں تھا ڈر، بے بسی

حورین نے محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھا

"بلکل ہو گا بیٹا۔۔اب تو لندن والے ڈاکٹر کا جواب بھی آگیا ہے۔۔مجھے پوری امید ہے۔۔ ہمیں کامیابی ضرور ہو گی۔۔" ان کے پر یقین انداز میں کہنے پر مریم نے اثبات میں سر ہلایا

"ماما وہ میں کہہ رہی تھی کہ ۔۔اب کیا ضرورت ہے بچے کی۔۔آپ شاہ جی کو بھی سمجھادیں وہ میری تو اس معاملے میں سنتے ہی نہیں ہیں"

وہ سر جھکا کر جھجک کر بول رہی تھی

"کیا مطلب۔۔ کس بارے میں بات کر رہی ہو بیٹا۔۔؟"

حورین نے نا سمجھی سے دیکھا

”میرا مطلب ہے کہ امل اور شاہ جی کے بچے ہو تو جانے ہیں پھر میرے علاج کی کیا ضرورت۔۔ میرے بھی تو وہی بچے ہوں گے۔۔“

جھجھک کر بولتے ہوئے اس نے بات پوری کی

”مریم یہ کیسی بات کی ہے بیٹا تم نے۔۔اپنی اولاد اپنی ہوتی ہے۔۔خدا نا کرے تم کسی کی اولاد پالو۔۔ہر گز نہیں۔۔ چلو اگر عرش اور امل کے بچے ہوتے بھی ہیں تو بیٹا پھر بھی وہ تمہارے تو نہیں ہوں گے نا۔۔میں نہیں چاہتی کہ تم امل کے بچے پالو۔۔“

حورین اسے دیکھتی دکھ سے بولی تھیں انہیں مریم سے اس طرح کی بات کی توقع نہیں تھی

”وہ شاہ جی کے بھی تو ہوں گے نا۔۔“

بولتے ہوئے مریم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

”خبردار مریم اگر تم نے ایسا کچھ سوچا۔۔ میں کبھی تمہیں دوسروں کی غلامی کرنے نہیں دوں گی۔۔ کم از کم اپنی زندگی میں تو تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گی۔۔“

حورین کے لہجے میں شدید دکھ تھا

”ماما میں تو بس۔۔“

"مریم بیٹا خدا کے واسطے ہوش کے ناخن لو۔۔ تھوڑی سی دنیا والوں کی طرح بنو ۔۔اتنا خود کو دوسروں کے لیے وقف مت کرو۔۔ خود اپنا بھی کچھ سوچو۔۔اولاد عورت کی ڈھال ہوتی ہے۔۔اول تو خدا تمہیں اپنی اولاد دے گا انشاءاللہ۔۔ لیکن اگر نہ بھی دی تو تم کبھی یہ بے وقوفی نہیں کرو گی۔۔"

مریم کے آنسوؤں نے حورین کو مزید دکھ میں مبتلا کیا تھا وہ نرمی سے اسے سمجھا رہی تھیں

"ماما خدا نے اتنی بڑی آزمائش۔۔"

وہ مزید بول ہی نہ سکی تھی اور رونے لگی تھی

”خدا اپنے نیک اور اچھے بندوں کو ہی آزمائش میں ڈالتا ہے بیٹا۔۔ہمت نہیں ہارنی تم نے۔۔مجھے تم بہت عزیز ہو۔۔میں نہیں چاہتی کہ میری بیٹی کسی دوسری کی اولاد پالے۔۔میں تو دن رات یہی دعائیں کرتی ہوں کہ خدا تمہیں اولاد دے۔۔کوئی معجزہ ہو جائے۔۔اور انشاءاللہ وہ سنے گا ہماری۔۔“

حورین نے آگے بڑھ کر مریم کو اپنے سینے سے لگایا تھا اور اس کے سر پر بوسہ دے کر نرمی سے کہا

”میرے ساتھ دو ماؤں کی دعائیں ہیں۔۔تو پھر یہ دعائیں رد کیسے ہو سکتی ہیں۔۔“

وہ ان کی اس قدر محبت پر سرشاری سے گویا ہوئی

”آئیندہ کبھی بھی اس طرح کی کوئی بات نہیں کرنی تم نے۔۔بلکہ اپنے لیے دعا کرو۔۔ تمہیں پتہ ہے میں نے تو خدا سے دعا کی ہے کہ جب ہماری یہ مراد پوری ہوتی ہے ناتو اپنے پوتے یا پوتی کا پہلا سفر تمہارے اور عرش کے ساتھ کعبہ بھیجوں گی۔۔انشاءاللہ۔۔“

وہ مریم کو پریقین انداز میں مسکرا کر کہہ رہی تھیں جبکہ مریم نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور بے ساختہ ہی مریم کے لبوں سے نکلا

”انشاءاللہ۔۔“

//////////////////////////

”حورین۔۔“

وہ مریم کو سمجھا کر ابھی لاؤنج سے نکلی ہی تھی کہ چھوٹی دادو کی پکار پر رک کر مڑی

"جی پھوپھو۔۔"

ثناء شاہ کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے حورین نے پوچھا

"تم ڈاکٹر ہو۔۔اور پھر بھی اپنی بہو کو جھوٹی تسلیاں کیوں دے رہی تھی۔۔وہ بانجھ ہے۔۔اسے یہ حقیقت قبول کر لینے دو۔۔تم نے اور تمہارے بیٹے نے کچھ زیادہ ہی اسے سر پر چڑھا رکھا ہے۔۔"

چھوٹی دادو نے نخوت سے کہا

”خدا کا خوف کریں پھوپھو۔۔یہ کس قسم کی بات کی ہے آپ نے اس معصوم بچی کے لیے۔۔“

حورین کو ان کی بات بہت بری لگی تھی

”کیوں کیا غلط کہہ دیا میں نے۔۔اب بانجھ کو بانجھ نہ کہے بندہ تو پھر کیا کہے۔۔؟“

وہ سر جھٹک کر بولی تھیں

”آہستہ بولیں پھوپھو۔۔خدا کے لیے ایسا مت کہیں۔۔مریم سنے گی تو ٹوٹ جائے گی بلکل۔۔کچھ تو خیال کریں اس بچی کا۔۔“

حورین اس پاس دیکھتی دھیرے سے بولی تھیں

"ایک تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ حورین تم اور ضامن کس مٹی کے بنے ہو۔۔ تم چاہے مریم اور اس کے بھائی کو اپنے سر بھی قلم کر کے پیش کر دو گے تب بھی دنیا نے یہی کہنا ہے کہ۔۔۔بے چاری پر ظلم کر دیے! سوتن مسلط کر دی بیچاری پہ ۔۔ حالانکہ ایسا کوئی دنیا سے انوکھا کام نہیں کیا۔۔ عرش کو بھی دن رات تم نے اور مریم نے پریشان کیا ہوتا ہے۔۔۔ارے بچے نے نکاح ہی کیا ہے۔۔ کوئی گناہ تو نہیں کیا۔۔"

وہ حورین کو دیکھتی افسوس سے بولی تھیں

"پھوپھو ظلم تو مریم پہ ہوا ہے۔۔ کوئی عورت بھی اپنے شوہر کی زندگی میں اپنے برابر کسی دوسری عورت کو برداشت نہیں کرتی۔۔ یہ تو مریم اتنی اچھی بچی ہے ۔۔ صابر بچی ہے۔۔ ورنہ کوئی اور ہوتی تو واویلا مچا دینا تھا اس نے۔۔ گھر میں زور فساد ہونا تھا۔۔"

حورین اس پاس دیکھتی ہوئی دھیمی آواز میں بولی تھیں

"اب کون سا سکون ہے تمہارے گھر میں۔۔بچارے عرش کو کسی نا کسی بات پر تم شرمندہ کر دیتی ہو صرف مریم کی خاطر۔۔کیسی ماں ہو تم حورین۔۔مجھے سمجھ نہیں آتا۔۔بہو کی پڑی رہتی ہے بیٹے کی کوئی فکر نہیں ہوتی تمہیں۔۔بہو بھی وہ جس کے بھائی نے تمہاری بیٹی کو برباد کر دیا۔۔"

ان کا چہرہ غصے سے سرخ تھا حورین نے بے بسی سے انہیں دیکھا

"پھوپھو پلیز آپ مریم کے لیے ایسے الفاظ استعمال مت کیا کریں۔۔مجھے بلکل اچھا نہیں لگتا۔۔اولاد نہ ہونا اس بچی کے اختیار میں تھوڑی ہے۔۔پھر ہم اسے کیوں طعنے دیں۔۔"

حورین کے انداز میں بے بسی تھی

"ارے طعنے کب دیے ہم نے۔۔ تم لوگوں کی وجہ سے میں تو اسے اب منہ ہی نہیں لگاتی۔۔ حالانکہ اصولاً عرش اور تمہیں مریم کو گھر سے نکال دینا چاہیے تھا ۔۔اس کے بھائی کو بھی تو پتا چلے۔۔ جب بہن بیٹی اجڑ کر آتی ہے تو دنیا کیسے ویران ہو جاتی ہے۔۔"

وہ ماتھے پر بل ڈالے حورین کو دیکھتے ہوئے افسوس سے بولیں

"پلیز پھوپھو۔۔ مریم اور عروہ کے معاملے کو الگ رکھیں۔۔ کیوں دونوں کو ساتھ جوڑ رہی ہیں۔۔"

حورین نے آہستگی سے بولتے ہوئے انہیں دیکھا

”ہاں ہاں۔۔میں تو غلط ہی ہوں تمہاری اور ضامن کی نظر میں۔۔چلی جاتی ہوں میں پھر یہاں سے۔۔“

وہ آنکھوں میں آنسو لیے بولیں تھیں

”پھوپھو ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔۔آپ تو ہماری بڑی ہیں۔۔“

حورین نے بے بسی سے انہیں دیکھا

”حورین تمہیں اپنی بیٹی نظر نہیں آتی۔۔پتہ نہیں حورین تم اور تمہاری اولاد کس مٹی کے ہو۔۔روحان نے ہماری عروہ کی گود اجاڑ دی ہے۔۔زندگی برباد کر دی اس کی۔۔اور تم لوگوں کو ذرا بھی نفرت نہیں ہوتی ان دونوں بہن بھائی سے۔۔؟”

وہ حورین کو افسوس سے دیکھتی ہوئی گویا ہوئیں

”پھوپھو اس سب میں مریم کا کیا قصور ہے۔۔روحان نے جو کیا وہ بذات خود اپنے عمل کا جواب دہ ہے۔۔ مریم بے قصور ہے۔۔ پھر ہم یا عرش کیوں روحان کے کیے کی سزا مریم کو دیں۔۔“

حورین نے دھیمی آواز میں انہیں دیکھتے ہوئے کہا

”بھئی پہلی ساس دیکھی ہے جو اپنی بیٹی سے زیادہ بہو کو چاہتی ہے۔۔ تمہیں اپنی بیٹی کی فکر نہیں ہے۔۔؟“

انہوں نے چہرے پر افسردگی سجائے حورین سے پوچھا تو اس نے گہرا سانس لیا

”میری بچی کے ساتھ تو بہت بڑا ظلم ہوا ہے پھوپھو۔۔ مگر میں نے یہ معاملہ خدا کے سپرد کیا۔۔ وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔۔“

بولتے ہوئے ان کے لہجے میں درد تھا

”جواب طلب کرواس روحان سے۔۔ کیوں کیا اس نے ہماری بچی کے ساتھ یہ ظلم۔۔ یاد نہیں عرش نے نکاح کیا کر لیا امل سے۔۔ روحان اپنی بہن کا بدلہ لینے پہنچ گیا۔۔ تو ہم کیوں نہیں پوچھ سکتے۔۔ ہماری بچی کیا مفت کی تھی۔۔

ہائے حورین، ضامن نے روحان کو عروہ دے کر بڑی بے وقوفی کی ورنہ رامین کا بیٹا بھی تو بڑا اچھا بچہ ہے۔۔ روحان تو ساری عمر باہر رہا تھا۔۔ اس کی نیت کا کیا معلوم تھا کسی کو۔۔ جبکہ رامین کا بیٹا تو تمہاری نظروں کے سامنے پلا بڑھا تھا۔۔ بیٹی کے معاملے میں بڑا غلط فیصلہ کیا تم دونوں نے۔۔“

چھوٹی دادو کے انداز میں دکھ تھا وہ افسردگی سے بولی تھیں

"پلیز پھوپھو ایسی بات مت کریں۔۔ جس کا جہاں نصیب ہوتا ہے وہیں شادی ہوتی ہے اس کی۔۔ عروہ کا نصیب روحان کے ساتھ تھا۔۔"

حورین نے تھکے ہوئے انداز میں کہا

"تم لے کر بیٹھی رہو نصیب کی باتیں۔۔ میں تو آج کل میں ہی رامین اور علی سے بات کرتی ہوں۔۔ کہ اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں۔۔ جو پہلے نہ ہو سکا وہ اب کر لیتے ہیں۔۔"

انہوں نے سر پر موجود دوپٹے کو مزید درست کرتے ہوئے کہا تو حورین نے انہیں ناسمجھی سے دیکھا

"کیا مطلب۔۔"

"مطلب۔۔ عروہ اور اشعل۔۔"

"پلیز پھوپھو۔۔ایسی باتیں مت سوچیں۔۔آپ رامین یا علی سے ایسی کوئی بات نہیں کریں گی۔۔ابھی عروہ، روحان کے نکاح میں ہے۔۔"

حورین نے ان کی بات کی نفی کرتے ہوئے کہا

"ہاں تو ساری زندگی تھوڑی رہنا ہے۔۔میں ضامن اور عرش سے کرتی ہوں بات۔۔"

وہ اب بڑے اطمینان سے گویا ہوئیں

"پھوپھو ہم نے یہ فیصلہ عروہ اور روحان پہ چھوڑ دیا ہے۔۔وہ دونوں آگے کیا چاہتے ہیں اس کا فیصلہ وہی دونوں کریں گے۔۔"

حورین نے نہایت سنجیدگی سے کہا

"میں کہہ رہی ہوں حورین مت کرو اتنا ان دونوں بہن بھائی کے لیے۔۔رہنا ان دونوں نے پھر بھی مظلوم ہی ہے۔۔چاہیے تم جتنا مرضی کر لو ان کا۔۔خود کو اور اپنی اولاد کو زبح کر کے بھی پیش کر دو گی پھر بھی خوش نہیں ہوں گے وہ۔۔
"

چھوٹی دادو کو ان کی بات بلکل پسند نہیں آئی تھی

"پلیز پھوپھو اب ایسا تو مت کہیں۔۔مریم اور روحان سے ہمارا ایک اور بھی رشتہ ہے۔۔"

حورین نے ان کا ہاتھ تھام کر کہا

”صرف اپنی بیٹیہ کی وجہ سے لحاظ کر جاتی ہوں ورنہ۔۔ جتنا غصہ مجھے ان دونوں بہن بھائی پہ آتا ہے نا!!!۔۔ حالانکہ اتنا پیار دیا ان دونوں کو۔۔پڑھایا لکھایا۔۔ اپنے بیٹے اور بیٹی کا رشتہ بھی دے دیا۔۔ مگر پھر بھی یہ دونوں مظلوم کے مظلوم ہی ہیں۔۔“

ان کے لہجے میں غم اور غصہ تھا

”پھوپھو۔۔“

”عروہ کی جان چھڑاؤ روحان سے حورین۔۔ کیا حال ہو گیا ہماری معصوم بچی کا ۔۔ارے سب سے زیادہ ظلم اس معصوم پہ ہوا ہے“

بات کرتے ہوئے وہ بھی رو پڑیں

”میرا دل پھٹتا ہے عروہ کو اس طرح دیکھ کر پھوپھو۔۔ پلیز دعا کریں۔۔ میری بیٹی کی آزمائش بھی ختم ہو۔۔“

حورین نے روندی ہوئی آواز میں کہا تو پھوپھو نے اسے اپنے گلے سے لگا لیا

//////////////////////////

راستہ بلکل خاموشی سے کٹا تھا عرش نے جب رامین اور علی کے گھر کے سامنے گاڑی روکی تو امل کا دل بے چین ہونے لگا آج کتنے مہینوں کے بعد وہ اپنے ماں باپ سے ملنے آئی تھی پتہ نہیں ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا ہو گا یا نہیں مگر اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ہاتھ جوڑ کر ان سے معافی مانگ لے گی

"چلو اترو۔۔"

عرش شاہ کی بھاری آواز پر امل نے سٹپٹا کر اسے دیکھا

"جی۔۔"

وہ چادر درست کرتی گاڑی سے نکلی اور بھاری قدموں سے چلنے لگی عرش بھی اس کے پیچھے آرہا تھا

جیسے ہی وہ لاؤنج میں داخل ہوئی رامین اور علی کو صوفے پر بیٹھے دیکھ کر وہیں رک گئی جبکہ عرش شاہ اسے نظرانداز کرتا آگے بڑھا

"السلام علیکم"

عرش کے بلند آواز میں سلام کرنے پر علی اور رامین ان دونوں کی جانب متوجہ ہوئے

”وعلیکم السلام۔۔“

علی سنجیدگی سے جواب دیتے کھڑے ہوئے اور عرش کے ساتھ بغل گیر ہوئے ان کے بعد عرش رامین کے سامنے جھکا تو رامین نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا

”جیتے رہو۔۔“

”السلام علیکم“

امل جھجک کر آگے بڑھی تھی علی اور رامین نے محض سر ہلایا

"بابا پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔"

"امل تم میرے ساتھ آؤ۔۔"

امل نے نم آنکھوں سے علی کو دیکھتے ہوئے کہا تو رامین نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے لیے کمرے کی جانب بڑھ گئیں جبکہ علی نے عرش کو بیٹھنے کا اشارہ کیا

"اور آپ کی طبیعت کیسی ہے۔۔؟"

عرش نے علی کے سپاٹ چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا

"الحمدللہ۔۔"

"تم بتاؤ۔۔ تمہارا ٹرانسفر یہاں ہو گیا۔۔"

علی نے سر ہلا کر کہتے ہوئے اس سے سوال کیا

"جی چاچو۔۔"

"اور روحان والے کیس کا کیا بنا۔۔؟"

عرش کے جواب پر علی نے پھر اسے سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے پوچھا

"روحان، عروہ سے ملنا چاہتا ہے۔۔ مگر میں نے ابھی مام اور ڈیڈ کو یہ نہیں بتایا ۔۔"

اس کا لہجہ کسی بھی جذبے سے خالی تھا

"کیا کہتا ہے وہ۔۔؟"

علی نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا

"میں نے اسے کہا ہے کہ عروہ کو ڈیوارس دو۔۔تو کہتا ہے کہ عروہ خود کہے گی اسے۔۔تب ہی وہ اسے چھوڑے گا۔۔"

روحان کے ذکر پر عرش کو خود بخود غصہ آرہا تھا

"میرے خیال سے ایک مرتبہ۔۔ عروہ کو ملوادو۔۔تاکہ دونوں اپنی مرضی سے کوئی فیصلہ کر سکیں۔۔کیونکہ زندگی ان دونوں کی ہے۔۔"

علی نے اس کے غصے کے باعث سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے سمجھایا

"جی صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔۔ عروہ پہ ہی سب چھوڑ دیا ہے ہم نے۔۔"

عرش نے سر ہلاتے ہوئے کہا

//////////////////////

"کیوں آئی ہو تم یہاں پر۔۔؟"

امل کو کمرے میں لا کر رامین نے اس کا بازو چھوڑا اور رخ موڑتے ہوئے پوچھا

"ماما پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔"

امل نے کہتے ہوئے ان کے ہاتھ پکڑے تھے

"ایسی بیٹی کو معاف کر دیں جس نے ہماری عزت کی پرواہ ہی نہیں کی۔۔؟"

رامین نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے

"سوری ماما۔۔میں بہت شرمندہ ہوں۔۔؟"

اس کی آنکھوں سے آنسو بے ساختہ بہنے لگے

"امل تم نے یہ کیا کر دیا۔۔تم جانتی بھی ہو۔۔؟"

رامین خود بھی رونے لگی تھیں

"مجھے معاف کر دیں ماما۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔"

امل نے ان کے آنکھوں میں آنسو دیکھتے ہوئے ندامت سے کہا

"اپنی بہن کے شوہر سے نکاح کر لیا تم نے۔۔ میری بیٹی ہو کر تم نے یہ سب کیا ۔۔امل کیا کر دیا یہ سب تم نے۔۔"

رامین شدید غم اور غصے سے بولی تھیں

"ماما سب بہت اچانک ہوا تھا۔۔ ورنہ میری ایسی کوئی نیت نہیں تھی۔"

امل نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا

”تمہیں ذرا شرم نہیں آئی امل ۔۔ تم نے دنیا کے سامنے ہمیں زلیل کر دیا۔۔ اور مریم کے سامنے شرمندہ کر دیا۔۔“

وہ سر ہلاتے ہوئے اس کی سرزش کرتے ہوئے بولیں

”ماما مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔“

امل اب ان کے آگے ہاتھ جوڑ کر بولی تھی

”کیسے معاف کر دوں تمہیں۔۔ سر جھکا دیا ہے تم نے ہمارا۔۔ کاش تم پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔۔ یا پھر مر گئی ہوتی۔۔“

”تمہارا باپ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔۔“

رامین اسے غصے اور دکھ سے دیکھتی ہوئی دبے دبے غصے میں بولیں

"ماما۔"

"مریم کا بھی نہیں سوچا تم نے۔۔ کس طرح بیٹیوں کی طرح پالا میں نے اسے ۔۔ تم سے اور اشعل سے زیادہ پیار دیا میں نے اور علی نے اسے ۔۔ کہ کہیں اس بچی کو کچھ برا نہ لگ جائے۔۔ کہیں ماں باپ کی کمی نہ محسوس کرے۔۔ میری اور علی کی بیس سال کی محنت کو تم نے ایک پل میں مٹی میں ملا دیا امل ۔۔ ضامن بھائی نے جو زمہ داری ہمیں دی تھی۔۔ وہ پوری نہ کر سکے ہم۔۔ صرف تمہاری وجہ سے۔۔"

رامین نے اسے دونوں شانوں سے تھام کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا

"ماما میں مریم سے بھی بہت شرمندہ ہوں۔۔"

امل نے آنسوؤں سے نم چہرہ جھکا کر کہا

"دنیا کیا کہے گی کہ اپنی بہن پر سوتن بن گئی تم۔۔"

وہ خود بھی روتے ہوئے کہہ رہی تھیں

"ماما میں کیا کروں۔۔ایسا کریں آپ مجھے اپنے ہاتھوں سے مار دیں۔۔"

امل نے مسلسل روتے ہوئے ان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے گلے پر رکھ دیا

"بس کرو یہ سب۔۔"

رامین نے ایک جھٹکے سے اس کی گردن سے اپنے ہاتھ ہٹائے تھے

"ماما پلیز ناراض نہ ہوں مجھ سے آپ اور بابا۔۔میں مر جاؤں گی۔۔"

وہ سسک کر بولی تھی

"تو مر جاؤ۔۔کم از کم تمہیں دفن کر کے دنیا کے سامنے سر تو اٹھا کر چلے گا تمہارا باپ۔۔"

رامین نے اس کا بازو تھام کر غصے سے کہا تھا

"ماما"

"آئندہ مت آنا یہاں پہ۔۔چلی جاؤ۔۔اور اب اپنی حرکتوں سے اس گھر سے مزید شرمندہ مت کروانا ہمیں۔۔"

رامین نے اس سے رخ موڑ کر کہا تھا امل نے دکھ سے انہیں دیکھا تھا

//////////////////

"رضیہ حورین بی بی کتنی اچھی ہیں۔۔"

وہ دونوں اس وقت رات کے کھانے کا انتظام کر رہی تھیں جب ایک ملازمہ نے دوسری کو مخاطب کیا

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو تم۔۔ دیکھا نہیں کہ مریم بی بی کے بھائی نے عروہ بی بی کے ساتھ کتنے ظلم کیے۔۔ پھر بھی حورین بی بی اور عرش صاحب نے مریم بی بی کو آج تک کچھ نہیں کہا۔۔"

دوسری نے سر ہلاتے ہوئے اس کی بات پر اتفاق کیا

”ہاں نا۔۔ورنہ وٹے سٹے ہو جائیں تو اگر ایک کا گھر اجڑے تو دوسرے کا بھی بس نہیں پاتا۔۔“

پہلی والی دھیمی آواز میں بولی تھی تاکہ ان کی گفتگو شاہ حویلی کا کوئی مکین نہ سن سکے

”اور مریم بی بی کی تو اولاد بھی نہیں ہے۔۔اگر بندہ کہے کہ شاید عرش صاحب اولاد کی خاطر خاموش ہیں۔۔ورنہ بہن کے ساتھ ہوئے ظلم پر ایک لمحہ نہ لگاتے مریم بی بی کو گھر سے نکالنے پر۔۔“

رضیہ نے بھی اس پاس نگاہیں دوڑاتے ہوئے کہا

"سنا تھا کہ بڑے بڑے گھروں میں رہنے والوں کے دل چھوٹے ہوتے ہیں۔۔ مگر بڑی بی بی بڑی ظرف والی ہیں۔۔"

سلمہ کی بات پر رضیہ نے اثبات میں سر ہلایا

" صحیح کہہ رہی ہو۔۔اپنی بیٹی سے زیادہ کسی کو کوئی عزیز نہیں ہوتا۔۔ مگر بڑی بی بی نے آج تک مریم بی بی کو اف تک نہیں کیا۔۔"

رضیہ نے پیاز کاٹتے ہوئے کہا

"لیکن عرش صاحب نے دوسری شادی کر کے بڑا غلط کیا۔۔ مریم بی بی بڑی اچھی ہیں۔۔"

سلمہ اس مرتبہ لہجے میں افسوس لیے بولی تھی

"ارے کہاں سے غلط کیا۔۔اتنے دن ہو گئے امل بی بی اور عرش صاحب کو یہاں آئے ہوئے۔۔ایک دن نہیں میں نے دیکھا کہ انہوں نے امل بی بی سے بات بھی کی ہو۔۔ارے ان کے تو کمرے میں بھی نہیں جاتے صاحب۔۔"

رضیہ نے رازدارانہ انداز میں کہا

"کیا کہہ رہی ہو تم۔۔؟"

سلمہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ عرش صاحب روز ہی مریم بی بی کے کمرے میں ہوتے ہیں۔۔امل بی بی کو تو پوچھتے بھی نہیں۔۔"

رضیہ کی بات پر سلمہ نے دھیرے سے سر ہلایا

"اے رضیہ۔۔"!

کچن کے دروازے پر کھڑی چھوٹی دادو کی کرخت آواز پر دونوں ہی اچھل پڑیں

"جج جی جی بی بی۔۔"

رضیہ کی زبان بری طرح لڑکھڑائی

"تم دونوں یہاں پر جس کام کے لیے ہو وہی کام کرو۔۔اگر گھر کے معاملات پر نظر رکھی تو پہلی فرصت میں نکال باہر کروں گی تم دونوں کو۔۔"

وہ دونوں پر سرد اور سخت نگاہیں ڈالتی بولی تھیں

”معاف کر دیں بی بی جی آئیندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔“

رضیہ نے ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیے

”معاف کر دو۔۔ہننہہ“

چھوٹی دادو نخوت سے سر ہلاتی کچن سے نکل گئیں

//////////////////////////

”ڈیڈ وہ روحان کا کیا کرنا ہے۔۔“

عرش شاہ کافی دیر سے حورین اور ضامن شاہ کے کمرے میں بیٹھا ادھر ادھر کی باتیں کر رہا تھا چند ایک باتوں کے بعد اس نے اچانک ضامن شاہ کو دیکھتے ہوئے سوال داغا تو حورین اور ضامن شاہ نے چونک کر اسے دیکھا

"اپنے بیٹوں کی طرح ہمیشہ سمجھا میں نے اسے۔۔"

ضامن شاہ نے ایک سرد آہ بھری اور بولنا شروع کیا

"پاکستان سے دور اسی لیے بھیجا کہ اس کے باپ کے کالے کرتوت کا سایہ بھی روحان پہ نہ پڑے۔۔ ورنہ اپنی آنکھوں سے دور نہ کرتا اسے۔۔ جیسے مریم کو نہیں کیا۔۔"

ان کے لہجے میں دکھ واضح تھا

”اپنی سب سے قیمتی اثاثہ اس کے حوالے کر دیا میں نے۔۔ لیکن اس نے میری بیٹی کو زندہ لاش بنا دیا۔۔“

آواز اور آنکھیں یہ بات کرتے ہوئے بھیگ گئیں

”ضامن۔۔“

حورین نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا

”مان تھا مجھے بہت اس پہ حورین۔۔“

انہوں نے حورین کی جانب دیکھ کر ٹوٹے ہوئے شکست زدہ انداز میں کہا

”توڑ دیا اس نے میرا مان۔۔“

”ڈیڈ صرف آپ کی وجہ سے۔۔ صرف آپ کی وجہ سے میں نے روحان کو چھوڑ دیا۔۔ ورنہ جو اس نے میری بہن کے ساتھ کیا ہے نا۔۔ ایسی سزا دیتا کہ اس کی روح کانپ جاتی۔۔“

عرش شاہ کا چہرہ ضبط کے باعث سرخ ہو ما تھا اس کے لہجے میں غصہ اور غم تھا

”یقین کرو عرش۔۔ اگر وہ بیہ آپی کا بیٹا نہ ہوتا تو۔۔ اس وقت ہم خاموش نہ ہوتے۔۔“

ضامن نے نے عرش کو دیکھتے ہوئے تھکے ہوئے انداز میں کہا تو حورین نے دکھ سے انہیں دیکھا

”ڈیڈ اب آگے کیا کرنا ہے۔۔ روحان، عروہ سے ملنا چاہتا ہے۔۔“

چند لمحے خاموشی کے بعد عرش نے پھر سے بات شروع کی تو حورین نے بے چینی سے اسے دیکھا

''عروہ کی مرضی ہے بیٹا۔۔اگر وہ چاہتی ہے روحان سے ملنا تو ٹھیک ہے۔۔ ورنہ جیسا تم چاہو کرو۔۔''

ضامن شاہ نے حورین سے نگاہیں چرا کر کہا

''عروہ کو بلایا ہے میں نے۔۔بس آتی ہو گی۔۔''

حورین نے عرش کو دیکھتے ہوئے کہا

''اگر اجازت ہو تو تشریف رکھوں کمرے میں۔۔''

کمرے کا دروازہ کھول کر چھوٹی دادو نے وہی قدم روک کر ضامن شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا لہجے میں طنز کی آمیزش تھی

”کیسی بات کر رہی ہیں پھوپھو آپ۔۔آپ ہی کا گھر ہے۔۔آئیں نا۔۔“

ضامن شاہ سمیت عرش شاہ اور حورین نے بھی سر اٹھ کر انہیں دیکھا اور ضامن شاہ نے عقیدت بھرے انداز میں کہا

”کہاں گھر بیٹا۔۔بھائی مر گیا تو سمجھو۔۔میرا میکہ ختم۔۔“

چھوٹی دادو کمرے میں داخل ہو کر چہرے پر افسوس سجائے بولیں

"کیسی باتیں کر رہی ہیں پھوپھو۔۔آپ تو ہماری بڑی ہیں۔۔ہر معاملے میں آخری فیصلہ آپ کا ہی ہے۔۔"

ان کی بات پر ضامن شاہ نے احترام سے کہا جبکہ عرش اور حورین نے خاموش نگاہ ان دونوں پر ڈالی

"نہیں بیٹا۔۔مجھے کہاں کوئی اپنا سمجھتا ہے۔۔"

وہ آنکھوں سے آنسو پونچھتی بولیں

"ایسا تو نہ کہیں چھوٹی دادو۔۔"

عرش شاہ نے احترام سے ان کے ہاتھ تھام لیے

”اچھا ہوا۔۔ عرش تم بھی مجھے یہیں مل گئے۔۔ مجھے تم سب سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔“

انہوں نے ایک نظر عرش کو دیکھ کر ضامن اور حورین کو کہا

”جی جی پھوپھو کہیں۔۔“

حورین نے سر کو جنبش دی اور کہا

”ضامن شاہ تمہارے گھر کے قصے نوکروں کی زبان سے سن کر آرہے ہیں ہم ۔۔“

انہوں نے اب ضامن شاہ کو دیکھا تھا لہجے میں سختی در آئی تھی

"کیا مطلب۔۔"

ضامن شاہ نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا

"مطلب یہ کہ ہماری بہوؤں اور بیٹوں کی ذاتی باتیں ملازمین کر رہے ہیں۔۔"

اب انہوں نے عرش کی جانب دیکھا تھا جو پہلے ہی نا سمجھی سے انہیں دیکھ رہا تھا

"ہم سمجھے نہیں پھوپھو۔۔ کیا کہنا چاہ رہی ہیں آپ۔۔"

حورین نے ان کا سرد پن محسوس کر کے پوچھا

"عرش شاہ دو بیویوں میں مساوی سلوک رکھنا چاہیے۔۔ تم نے ایک کو ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھا ہوا ہے اور دوسری کا حال تک پوچھنا گوارا نہیں کرتے۔۔"

چھوٹی دادو نے طنزیہ انداز میں کہا تو عرش شاہ نے ان کی بات پر سر جھکا لیا

”ضامن تمہارا اور تمہاری بیوی کا کام ہے کہ اپنے بیٹے کو سمجھاؤ۔۔دونوں بیویوں کے حقوق برابر ہوتے ہیں۔۔ عرش اتنے دن سے یہاں ہے۔۔ایک دن بھی یہ امل کے کمرے میں نہیں گیا۔۔یہ ہم نہیں کہہ رہے بلکہ شاہ حویلی کے ملازمین کہہ رہے ہیں۔۔“

اب انہوں نے ضامن شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو پہلے ہی ماتھے پر بل ڈالے انہیں دیکھ رہے تھے

”عرش۔۔چاہتے کیا ہو تم۔۔ہم نے زبردستی امل سے شادی کروائی ہے تمہاری۔۔؟“

ضامن شاہ جب عرش شاہ سے مخاطب کی آواز ذرا بلند اور سخت تھی

"نہیں۔۔"

عرش شاہ نے سر جھکائے نفی میں سر ہلایا

"پھر ایسا کیوں کر رہے ہو تم۔۔؟ میاں بیوی کی لڑائی جھگڑے ان کے درمیان رہیں تو اچھا ہوتا ہے۔۔ کسی تیسرے تک وہ بھی ملازمین تک بات نہیں جانی چاہیے۔۔اور آج تم امل کے کمرے میں جاؤ گے۔۔"

انہوں نے تنبیہی انداز میں حکم دیتے ہوئے کہا اور ایک خاموش نگاہ حورین پر ڈالی جو بے تاثر چہرہ لیے عرش کو دیکھ رہی تھیں

"جی ڈیڈ۔۔"

"اگر نکاح کر ہی لیا ہے تو اس کے بعد جو زمہ داریاں ہیں تمہاری وہ بھی پوری کرو۔۔"

وہ مزید گویا ہوئے تھے

"جی ڈیڈ۔۔"

عرش شاہ نے سر ہلایا تھا تبھی دروازے پر ہوتی دستک پر سب نے ایک ساتھ نگاہ اس طرف کی

"آجائیں۔۔"

اجازت ملنے پر عروہ کمرے میں داخل ہوئی

مدھم سے رنگ کا جوڑا پہنے سر پر سیاہ چادر لیے جب وہ داخل ہوئی تو اس کے چہرے پر اداسی تھی جیسے صدیوں سے مسکرائی نہ ہو، نگاہیں اور سر ایسے جھکا ہوا تھا جیسے کوئی مجرم ہو

ضامن شاہ اور حورین سمیت عرش شاہ اور چھوٹی دادو نے تڑپ کر اسے دیکھا

"آؤ میری شہزادی۔۔"

وہ کچھ آگے بڑھی تو ضامن شاہ نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ ہنوز سر جھکائے ان کے پاس بیٹھ گئی

"عروہ بیٹا اپنی پڑھائی شروع کر دو۔۔ میں نے آپ کی یونیورسٹی میں بات کر لی ہے۔۔"

چند لمحوں بعد ضامن شاہ کی جب ہمت ہوئی تو وہ بھی نگاہیں جھکائے بولے

"جی۔۔"

عروہ نے بغیر بحث کیے یک لفظی جواب دیا تو عرش نے مضطرب ہو کر اسے دیکھا

"عروہ وہ۔۔بیٹا میں پہلے کہہ رہا ہوں۔۔ جیسا آپ چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔۔ کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔۔"

انہوں نے تمہید باندھی تو عروہ نے سوالیہ انداز میں انہیں دیکھا

"روحان ملنا چاہتا ہے آپ سے۔۔"

وہ سر اور نگاہیں جھکائے بولے تو عروہ نے باری باری سب کے جھکے سر اور نگاہیں دیکھیں اور پھر گہرا سانس لیا

"جیسا آپ چاہیں بابا۔۔"

غیر مرئی نقطے کو تکتے ہوئے وہ سپاٹ انداز میں بولی تو ضامن شاہ نے دکھ سے اسے دیکھا

"عروہ اگر تم نہیں چاہو گی تو۔۔ کوئی تمہیں اس سے ملنے کے لیے فورس نہیں کرے گا گڑیا۔۔"

عرش شاہ نے اسے محبت پاش نگاہوں سے تکتے ہوئے کہا

"ویسے نا بڑی کوئی بے وقوفی کر رہے ہو تم لوگ۔۔خاموشی سے عروہ کی جان چھڑانے کے بجائے تم لوگ چاہتے ہو کہ عروہ، روحان سے ملے۔۔ابھی بھی کوئی گنجائش ہے روحان کے لیے تم لوگوں کے دل میں۔۔؟"

چھوٹی دادو افسوس سے ضامن اور حورین کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئیں

"ایسی بات نہیں ہے پھوپھو۔۔ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہ دونوں خود فیصلہ کریں۔۔"

حورین نے نہایت سنجیدگی سے عروہ کو دیکھتے ہوئے کہا

"عروہ بچے کوئی زبردستی نہیں ہے۔۔اگر تم نہیں چاہتی تو مت ملو۔۔"

پھر وہ عروہ کو مخاطب کرتے ہوئے بولیں

”اس کا مطلب ہے آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں ان سے ملوں۔۔؟“

عروہ نے حورین اور ضامن کو دیکھا اور سپاٹ انداز میں پوچھا

”او کے بابا۔۔ جیسا آپ آپ لوگ چاہیں۔۔“

کسی کے بھی کچھ بولنے سے پہلے عروہ آنکھوں میں کرب لیے بولی اور آنسو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی کمرے سے نکل گئی

”حد کرتے ہو ویسے تم دونوں۔۔“

چھوٹی دادو بھی ایک افسوس بھری نگاہ ضامن شاہ اور حورین پر ڈالے کمرے سے نکل گئیں جبکہ عرش شاہ نے بھی ایک خاموش نگاہ ان دونوں پر ڈالی اور خود بھی کمرے سے نکل گیا جبکہ ضامن نے حورین کو دیکھا

"ضامن میری بچی کی زندگی خراب کردی اس نے۔۔ توڑ دیا اس نے میری بچی کو۔۔ گود اجاڑ دی اس کی۔۔ زندہ لاش بنا دیا۔۔ پھر بھی ہمیں اسے برداشت کرنا پڑ رہا ہے صرف اس لیے کہ وہ بیہ آپی کا بیٹا ہے۔۔"

حورین لہجے میں کرب لیے بولیں

"حورین میں نہیں چاہتا کہ قیامت کے روز میری بہن مجھ سے منہ موڑے۔۔ اگر روحان اور عروہ چاہیں گے ساتھ رہنا تو ان دونوں کی مرضی۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولے تو حورین نے آنکھوں میں دکھ لیے انہیں دیکھا

”میں نے تو کبھی کسی کی بیٹی کا برا نہیں چاہا۔۔ یااللہ میری بیٹی کی آزمائش ختم کر دے۔۔اس کی ویران آنکھیں دوبارہ روشن کر دے۔۔“

چند لمحوں بعد حورین نے دل میں دعا کی تھی بیٹی کا دکھ ان دونوں کو اندر سے مار رہا تھا

//////////////////////////

وہ بھاری قدموں سے چلتا مریم کے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا اسے اب یہ بات پریشان کر رہی تھی کہ وہ مریم کو کیسے بتائے گا کہ اب اسے امل کے ساتھ اپنے شوہر کو بانٹنا ہے اور سب سے زیادہ اسے خود پریشانی ہو رہی تھی کہ وہ امل کے ساتھ ایک کمرے میں کیسے رہے گا

”یااللہ۔۔میری مشکلیں آسان کر۔۔میں جانتا ہوں۔۔میں دونوں بیویوں کو دکھ دے رہا ہوں۔۔کیا کروں۔۔اگر امل کو اس کے حقوق دے دیے تو مریم کے دل پر قیامت گزرے گی۔۔اور اگر امل کو ایسے ہی رکھا یا بے وجہ طلاق دے دی تو تب بھی گناہ کا مرتکب ہو جاؤں گا۔۔“

وہ دل میں خالق سے مخاطب جب کمرے میں داخل ہوا تو مریم شاید اسے کا انتظار کر رہی تھی

”آپ کے موبائل پہ کال آرہی تھی۔۔“

مریم نے اس کے پریشان چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا

”اچھا“

وہ اس سے نگاہیں چرائے اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر دیکھنے لگا جس پر شازل کی کال دوبارہ آ رہی تھی

”ہیلو۔۔“

مریم کو تکتے اس نے موبائل کان سے لگایا چند ایک ضروری باتوں کے بعد جب وہ موبائل رکھ کر پلٹا تو مریم مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی

”میں آپ کا سر دبا دوں۔۔“

وہ عرش کو مسلسل کنپٹی مسلتے دیکھ رہی تھی اسی لیے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی

”کیا بات ہے آج بڑا پیار آ رہا ہے میری بیگم کو۔۔“

وہ مریم کو کلائی سے پکڑ کر اسے اپنے مزید قریب کرتے ہوئے گویا ہوا

”مجھے تو ہمیشہ ہی آتا ہے۔۔“

مریم نے ایک ادا سے کہا

”ہائے۔۔ میری جان۔۔“

بے اختیار عرش نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے اور پھر سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا

”آپ کسی بات پہ پریشان ہیں۔۔؟“

مریم بھی سنجیدگی سے پوچھنے لگی

”ن نہیں۔۔ مریم وہ۔۔ آج۔۔“

عرش کے پاس الفاظ ختم ہو گئے تھے جن میں وہ مریم سے یہ بات کرتا مریم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا آخر ایسی کیا بات تھی کہ عرش شاہ کی زبان لڑکھڑا رہی تھی

”وہ مریم آپ آرام کریں۔۔ رات کو میرا انتظار مت کیجیے گا۔۔“

وہ مریم کو نرمی سے خود سے جدا کرتا نگاہیں چرائے بولا تو مریم نے پریشانی سے اسے دیکھا

”آپ کہیں جا رہے ہیں۔۔؟“

وہ اس کے جھکے سر کو دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی

"ہاں۔۔"

"کہاں۔۔"

"امل کے روم میں۔۔"

الفاظ تھے یا پگھلا ہوا سیسہ، مریم کے سینے پر کئی تیر پیوست ہوئے تھے جبکہ عرش نے اس کی جانب نہ دیکھا تھا اس میں ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی

"جی۔۔"

چند لمحوں بعد مریم نے آنکھوں کی نمی چھپاتے ہوئے کہا اور ڈریسنگ روم میں جانے لگی جب عرش نے اس کا بازو پکڑ لیا

"بہت دکھ دیتا ہوں نا میں آپ کو۔۔"

ندامت بھرا انداز تھا

"نہیں یہ تو ہونا ہی تھا۔۔ میں نے اپنے آپ کو تیار کر لیا ہے۔۔ آپ میری فکر نہیں کریں۔۔"

مریم نے اس سے اپنے بازو چھڑاتے ہوئے نگاہیں جھکائے کہا

"کیسے نہیں کروں۔۔ بہت شرمندہ ہوں میں آپ سے مریم۔۔"

وہ شکست زدہ انداز میں بولا

"کافی رات ہو گئی ہے آپ جائیں۔۔"

وہ دھیرے سے کہتی ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گئی جبکہ عرش شاہ کچھ دیر اس کے باہر آنے کا انتظار کرتا رہا مگر پھر شکست زدہ قدموں سے چلتا کمرے سے نکل گیا

"یا اللہ میری آزمائش ختم کر دے۔۔مجھے اولاد دیدے۔۔میرے سارے زخموں پر مرہم لگ جائے گا۔۔"

ڈریسنگ روم میں آکر اس کے آنسو بہنے لگے تھے اور لبوں پر دعا تھی

//////////////////////////////

وہ جب واش روم سے نکلی تو عرش شاہ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر حیرت زدہ ہوئی یہاں تک کہ اسے اپنے دوپٹے کا بھی ہوش نہیں تھا جو صوفے پر عرش شاہ کے پاس پڑا تھا جبکہ عرش شاہ نے امل کا کمرے میں آنا محسوس کر کے بھی موبائل سے نگاہیں نہ ہٹائیں امل دھیرے سے چلتی صوفے کے پاس آئی اور دوپٹہ لے کر ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھی

"آج آپ کو کیسے یاد آگیا کہ میرا بھی آپ سے کوئی رشتہ ہے۔۔"

امل کی طنز بھری آواز پر عرش شاہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو رات کے لباس میں ملبوس ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی

"ہاں بد قسمتی سے میرا تمہارے ساتھ رشتہ ہے۔۔"

عرش نے بھی اسی کے انداز میں اسے جواب دیا

"پھر آج کیسے خیال آگیا میرا۔۔؟"

امل نے اس کی جانب رخ کرتے ہوئے پوچھا

"لائٹ آف کرو۔۔اور آرام سے سو جاؤ۔۔بحث کا موڑ نہیں ہے میرا۔۔"

عرش شاہ موبائل رکھ کر بیڈ کی جانب بڑھ گیا اور بیڈ کے ایک طرف دراز ہونے کے بعد بلنکٹ اوڑھ لیا جبکہ امل نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور گہرا سانس لیتی لائٹ آف کر کے بیڈ کی دوسری طرف بڑھی دل میں کرب تھا جو بڑھتا ہی جا رہا تھا وہ جانتی تھی عرش شاہ محض فارمیلٹی پوری کرنے کی غرض سے اس کے کمرے میں آیا ہے جبکہ دوسری جانب عرش شاہ کے دل پر مزید بوجھ بڑھا تھا وہ آج پھر نا چاہتے ہوئے بھی دونوں کو دکھ دینے کا باعث بنا تھا

یہ رات شاہ حویلی کے ہر مکین پر جیسے بھاری ثابت ہوئی تھی حورین اور ضامن شاہ بظاھر آنکھیں بند کیے لیٹے تھے مگر نیند کوسوں دور تھی عروہ کے لیے تو ویسے ہی آج مزید تکلیف بڑھی تھی اس کے ہر زخم آج دوبارہ ہرے ہو گئے تھے یہاں مریم کی ساری رات کانٹوں پر گزر رہی تھی دوسری جانب عرش شاہ اور امل کمرے کی خاموشی میں اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے

/////////////////////

آج کتنے مہینوں بعد وہ اس کے سامنے تھا وہ مسلسل اپنے وجود پر روحان کی چبھتی نگاہیں محسوس کر رہی تھی خود اس کی اپنی نگاہیں اپنی گود میں رکھے اپنے ہاتھوں پر تھیں

جبکہ روحان نے سر سے لے کر پاؤں تک اسے گہری نگاہوں سے دیکھا سیاہ چادر خود پر لپیٹے وہ نگاہیں جھکائے بیٹھی تھی چہرے پر زمانوں کی تھکن تھی آنکھوں میں ویرانی تھی چہرے کا سرد پن بھی اس کی معصومیت کو کم نہیں کر پا رہا تھا بلکہ آج عروہ اسے پہلے سے کئی زیادہ سنجیدہ لگی تھی

کئی لمحے وہ دونوں ساتھ گزارے اذیت بھرے چند ماہ کو یاد کرتے کھو سے گئے تھے

روحان نے ذرا آگے کی جانب جھکتے ہوئے ٹیبل پر دونوں بازو جمائے

"لگتا ہے میری بیوی نے میری قربت کو بہت یاد کیا ہے۔۔"!

وہ اس کی اجڑی بکھری حالت پر چوٹ کرتا گویا ہوا جبکہ عروہ کے چہرے پر اذیت کے کئی تاثر ابھرے وہ تکلیف دہ لمحے اس کی آنکھوں میں سرخی کا باعث بنے

”لیکن مجھے تم کیوں یاد کرو گی۔۔“

وہ دوبارہ بولتے ہوئے طنزیہ مسکرایا

”جب سے میری زندگی میں آئی ہو۔۔اپنے عاشق کا ہجر کاٹ رہی ہو۔۔“

وہ بولا تو لہجہ اتنا گہرا تھا کہ عروہ نے تڑپ کر اس کے چہرے کی جانب دیکھا اس کے الفاظ نے اس کے زخم پھر سے ہرے کر دیے تھے

”چھوڑوں گا تو نہیں میں تمہیں۔۔چاہے تمہارا بھائی کچھ بھی کر لے۔۔آزاد نہیں کروں گا میں تمہیں۔۔“

وہ اس کی آنکھوں میں اترتی سرخی سے محظوظ ہوتا پھر مسکرایا

”بائی داوے۔۔ کسی خوش فہمی میں مت رہنا۔۔ کہ یہاں تمہیں میں نے شرمندہ ہو کر معافی مانگنے کے لیے بلایا ہے۔۔ بلکہ تم جیسی لڑکی کو تو میں زندہ دفنا دوں۔۔ مگر اتنی آسان سزا نہیں ہونی چاہیے تمہاری۔۔“

وہ اپنے الفاظ سے اس کی روح کو گھائل کر رہا تھا جیسے وہ ہمیشہ کرتا تھا عروہ نے اپنے آنسوؤں کو جانے کس طرح اس کے سامنے بہنے سے روکا تھا

”کاش عروہ تم ایسی لڑکی نہ ہوتی۔۔ تو شاید میں بھی دل سے تمہیں معاف کر دیتا۔۔“

وہ عروہ کے سپاٹ چہرے کو دیکھتا نخوت سے بولا

”بہر حال یہ تو اب ساری زندگی کاش ہی رہے گا۔۔ کیونکہ تمہارے جیسے لڑکی کے لیے میرے دل میں اب کبھی گنجائش نہیں بنے گی۔۔ تمہاری وجہ سے میں نے اپنے بچے کو مار دیا۔۔ کیونکہ تمہارے جیسی لڑکی سے اولاد نہیں چاہتا میں۔۔ جب تمہارا بھائی دوسری شادی کر سکتا ہے تو میں کیوں نہیں۔۔ لیکن تمہیں کسی صورت میں طلاق نہیں دوں گا۔۔“

وہ دبے دبے غصے میں بولا تھا عروہ تلخی سے مسکرائی

”یہاں میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے کہ اپنے بھائی سے کہو نکالے مجھے یہاں سے۔۔“

وہ اس کی خاموشی پر بیزار ہوتا اصل مدعے کی سمت آیا

"مسٹر روحان شاہ صاحب۔۔ میں نے آپ جیسا گھٹیا مرد اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔۔ میرے کردار کی پاکیزگی خدا جانتا ہے۔۔اور دوسری بات میں نے اپنے کردار کی پاکیزگی کی بہت صفائیاں دیں ہیں آپ کو۔۔اب اور نہیں۔۔اور رہی بات آپ کے ساتھ رہنے کی تو اتنا ارزاں سمجھا ہوا ہے مجھے۔۔ کہ جو شخص میری عزت نہیں کرتا میرے کردار پر شک کرتا ہے۔۔اس کے ساتھ مزید رہوں۔۔ کبھی نہیں۔۔ ہمارا ساتھ اب رہنا ممکن نہیں۔۔"

"مزید آپ سے ہمکلام ہونا اپنی ذات کی توہین سمجھتی ہوں میں۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بے خوف ہو کر بول رہی تھی جب روحان نے اس کی بات کاٹنی چاہی تو وہ ہاتھ سے روکتی کرسی سے اٹھی

"یہ کیا بکواس کر رہی ہو۔۔ عروہ تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔۔"

وہ بلند آواز میں بولا

''میں نے کہا نہ۔۔روحان شاہ تمہارے جیسے گھٹیا آدمی کے ساتھ مزید بات نہیں کرنا چاہتی میں۔۔''

وہ کہتی ہوئی مڑی

''تم ایسا نہیں کر سکتی۔۔تم عرش سے کہو کہ مجھے نکالے یہاں سے۔۔عروہ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔اچھا میں تمہیں معاف کر دوں گا۔۔''

اس کی دھاڑتی آواز سن کر کمرے سے باہر کھڑا عرش شاہ اور تین چار سپاہی اندر کی جانب لپکے

"تم کون ہوتے ہو مجھے معاف کرنے والے۔۔ تمہاری معافی چاہیے ہی کسے ؟؟ تم اس قابل ہی نہیں ہو روحان شاہ کہ تمہارے ساتھ رہا جائے۔۔"

وہ روحان کو دیکھتی حقارت سے بولی کہ عرش شاہ نے سنجیدگی سے دونوں کو دیکھا

"تم مجھے نہیں چھوڑو گی۔۔ عرش شاہ بولو اپنی بہن کو۔۔ یہ ایسا نہیں کر سکتی۔۔ عروہ میں شوہر ہوں تمہارا۔۔"

وہ باہر نکلتی عروہ کی پشت کو دیکھتا چیخا اور اس کی جانب لپکا جب سپاہیوں نے اسے قابو کیا

"عروہ نے بلکل ٹھیک فیصلہ کیا ہے۔۔ تم اس کے قابل ہی نہیں ہو۔۔اور رہی بات یہاں سے نکلنے کی تو بیوی پر شدید تشدد اور اپنے بچے کو مارنے کی سزا تم اسی جیل میں کاٹو گے۔۔ جلد ہی خلع کے پیپرز مل جائیں گے تمہیں۔۔"

عرش شاہ روحان کے اڑے ہوئے رنگ کو دیکھتا بولا اور عروہ کے پیچھے باہر نکل گیا جبکہ روحان کی چنگھاڑتی آوازیں اسے باہر تک سنائی دے رہی تھیں

"میری گڑیا میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔ تم نے بلکل ٹھیک فیصلہ کیا۔۔"

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے عروہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو عروہ کا ضبط ٹوٹ گیا اور وہ عرش شاہ کے سینے سے لگ کر سسک پڑی

"بس بیٹا اب نہیں رونا۔۔ وہ گھٹیا آدمی تمہارے آنسوؤں کے بھی قابل نہیں ہے۔۔"

عرش نے اس کے سر کو تھپتھپاتے ہوئے کہا

”بھائی کاش۔۔انہیں ذرا سا بھی احساس ہوتا۔۔کاش وہ شک نہ کرتے مجھ پہ۔۔ سچی بھائی۔۔میں بدکردار نہیں ہوں۔۔“

وہ عرش کے سینے میں سر دیے سسک سسک کر بول رہی تھی

”مجھے اپنی بہن پر پورا یقین ہے۔۔ تمہیں صفائی دینے کی ضرورت نہیں بچے۔۔“

عرش نے پر یقین انداز میں کہا تو عروہ کے رونے میں مزید شدت آئی

//////////////////////

عروہ کے ڈیوارس کی وجہ سے گھر کا ماحول بہت سوگوار تھا ہر کوئی ایک دوسرے سے نظریں چرائے پھر رہا تھا پھوپھو علی اور رامین کے گھر رہنے گئی ہوئی تھیں حورین اور ضامن نے اس کے فیصلے پر اعتراض نہیں کیا تھا مگر اس سب میں مریم کو مزید تکلیف ہوئی تھی اسے اس قدر شدید فیصلے پر دکھ پہنچا تھا کہ اس کے بھائی نے اپنی غلطیوں کی وجہ سے اتنی اچھی لڑکی کھودی تھی اسے اس بات کا ملال تھا

"اشعل تم یہاں۔۔؟"

امل اپنے کمرے سے نکل کر کچن میں جا رہی تھی جب اشعل اسے اندر آتا دیکھائی دیا

"ہاں۔۔ کیسی ہو تم۔۔؟؟"

”میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو۔۔اور یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تم نے۔۔“

وہ اس کے بکھرا بکھرا حلیہ دیکھ کر فکرمندی سے پوچھنے لگی

”نہیں بس ہاسٹل سے سیدھا یہی آیا ہوں اس لیے۔۔“

اشعل نے تلاشتی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تو امل نے دلچسپی سے اسے دیکھا

”عروہ کو ڈھونڈ رہے ہو۔۔؟“

امل کے اچانک سوال پر اشعل نے سٹپٹا کر اسے دیکھا

”ہہ ہاں۔۔نن نہیں نہیں۔۔“

اس کی زبان لڑکھرائی تو امل کو یقین ہو گیا

"وہ عدت میں ہے۔۔"

امل نے اسے آگاہ کیا

"ہمم۔۔ماما بتا رہی تھیں۔۔اس کی طبیعت خراب ہے۔۔"

اشعل نے آنکھوں میں بے چینی لیے پوچھا

"ہاں ظاہر ہے اتنے بڑے ٹراما سے گزر رہی ہے وہ۔۔بہت صدمے میں ہے ۔۔اس کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔۔ایک کے بعد ایک قیامت گزری ہے اس پہ۔۔"

امل کے لہجے میں دکھ تھا اشعل توسن کے مزید تڑپ گیا

"امل تم اس کا خیال رکھا کرو۔۔اسے سمجھاؤ۔۔زندگی میں آگے بڑھے۔۔
اپنے آپ کو ضائع مت کرے۔۔وہ بہت قیمتی ہے"

وہ بے خودی میں بولا تھا

"تمہارے لیے۔۔؟"

"ہاں۔۔میرا مطلب ہے ہم سب کے لیے۔۔"

اپنی بے خودی پر قابو پاتا وہ بات بدل گیا جبکہ امل کے لب مسکرائے

”پیار کرتے ہو نا عروہ سے۔۔“

اشعل کے چہرے پر عروہ کے لیے فکر دیکھتی ہوئی وہ پوچھنے لگی تو اشعل نے چونک کر اسے دیکھا

”انکار مت کرنا کیونکہ۔۔ تمہارے چہرے پر صاف لکھا ہے۔۔“

اشعل کے کچھ کہنے سے پہلے وہ مزید بولی تو اشعل نے سر جھکا لیا جیسے اقرار کر رہا ہو

”اتنا سب اس کے ساتھ ہونے کے باوجود بھی پیار کرتے ہو۔۔؟“

امل نے اسے کھوجتی نگاہوں سے تکتے ہوئے سوال داغا

”ہاں۔۔“

اشعل نے یک لفظی جواب دیا مگر اس کے چہرے پر سچائی مقیم تھی

"اپنانا چاہتے ہو اسے۔۔؟"

دوسرے سوال پر جیسے اشعل کا دل زور سے دھڑکا اس کا دل چاہا وہ چیخ چیخ کر اپنی محبت کا اظہار کرے مگر بات عروہ کی عزت کی تھی وہ پہلے بھی با اصول طریقے سے ماں باپ کے ذریعے رشتہ قائم کرنا چاہتا تھا اور اب بھی اس کی یہی خواہش تھی

"بچپن سے محبت کرتا ہوں اس سے۔۔"

وہ دھیرے سے بولا تھا

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔"

دونوں نے چونک کر عرش شاہ کر دیکھا جو پولیس یونیفارم میں ملبوس شاید ابھی ہی حویلی پہنچا تھا اور اس کے چہرے کے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ وہ ان کی ساری گفتگو سن چکا ہے

"تم دونوں بہن بھائی کی زبان سے اب میں عروہ کا نام بھی نہ سنوں۔۔"

ایک نظر اشعل اور امل کو دیکھتے عرش نے درشتی سے کہا

"عرش بھائی وہ۔۔ میں ع۔۔"

"اشعل میری بہن کا نام مت لینا۔۔ چلے جاؤ یہاں سے۔۔"

عرش شاہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید بولنے سے روکا اور سختی سے کہا

"آپ ایک بار اس کی بات تو سن لیں۔۔"

امل نے عرش کے سرد پن کو محسوس کرتے ہوئے کہا

"جسٹ شٹ اپ۔۔ تم جاؤ اپنے کمرے میں۔۔"

عرش نے اسے درشتگی سے کہا اور ایک نظر اشعل کو دیکھا جو التجائی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

"کسی سے محبت کرنا جرم نہیں ہے عرش شاہ۔۔"

امل نے سنجیدگی سے کہا

"ہاں مگر۔۔ عروہ اس وقت عدت میں ہے۔۔اس طرح کی باتیں کرنا مناسب نہیں۔۔ تم جاؤ اشعل یہاں سے۔۔"

امل کی بات پر عرش نے ایک سنجیدہ نظر اس پر ڈالی اور گویا ہوا جبکہ اشعل اس کی بات سمجھتا سر ہلاتا حویلی سے نکل گیا وہ کسی بھی قسم کا کوئی تماشہ نہیں کرنا چاہتا تھا جس کا اثر عروہ پر پڑے

جبکہ امل نے غصے میں عرش کو دیکھا اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی اور عرش شاہ سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا

وہ کمرے میں داخل ہوا تو امل کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے اسے نظر انداز کیا

"آپ ایک بار اشعل کی بات تو سن لیتے۔۔"

وہ دبے دبے غصے میں بولی تھی

"دیکھو امل ہر بات میں مجھ سے مت الجھا کرو۔۔جب تمہیں ایک بار سمجھا دیا ہے تو سمجھ کیوں نہیں جاتی۔۔"

اس نے اپنا لہجہ اس مرتبہ دھیمار کھا تھا

"الجھ نہیں رہی۔۔ بات کر رہی ہوں۔۔ کیا میرا اس گھر کے معاملے میں بولنے کا حق نہیں ہے۔۔شاہ جی بیوی ہوں میں آپ کی۔۔ کچھ ویلیو مجھے بھی دے دیں۔۔"

وہ بے بسی سے بولی تھی

"بات کو کہاں سے کہاں لے کر جا رہی ہو۔۔؟"

اس کے ماتھے پر شکن ابھرے تھے

"اصل بات تو یہی ہے نا۔۔ میری کوئی اوقات نہیں آپ کی نظر میں۔۔"

بولتے ہوئے امل کی آنکھوں میں نمی اتری تھی

"امل مجھے بحث کرنے والی لڑکی زہر لگتی ہے۔۔"

عرش نے اسے باور کرایا

"نہیں عرش شاہ۔۔ بلکہ آپ کو میں زہر لگتی ہوں۔۔"

وہ تڑخ کر بولی تو عرش شاہ کے ماتھے پر بلوں میں اضافہ ہوا

”جو تمہیں سمجھنا ہے سمجھو۔۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔“

”ہاں میں جیوں یا مروں آپ کو کیا فرق پڑے گا۔۔ایسا کریں ایک بار ہی گلا گھونٹ کر جان لے لیں۔۔پہلے آپ کی تلخ باتیں برداشت کرتی تھی اب رویہ روکھا سوکھا رکھا ہوا ہے۔۔اس طرح نہ کریں پلیز۔۔“

وہ بولتے ہوئے سسک پڑی تو عرش تھوڑا نرم پڑا

”اچھا رونا بند کرو۔۔“

اس مرتبہ اس کے لہجے میں نرمی تھی

"کیوں آپ کو میرے رونے سے کیا فرق پڑتا۔۔"

وہ روتے ہوئے غصے میں بولی

"پلیز امل مجھے زچ مت کرو۔۔ کہہ رہا ہوں نا کہہ رونا بند کرو۔۔"

وہ بیزار ہوتا درشتگی سے بولا

"میرے آنسو آپ کے رویے کی وجہ سے ہیں۔۔ آپ اپنا رویہ ٹھیک کرلیں ۔۔ میرا رونا بند ہو جائے گا۔۔"

وہ ہاتھ کی پشت سے آنسو سختی سے پونچھتی بولی ہاتھوں کی سختی سے اس نے اپنے گال لال کر لیے جبکہ عرش شاہ اس کا جنونی پن دیکھتا مضطرب ہوا

"اب کیا کہا ہے میں نے تمہیں۔۔ کیا نقص ہیں میرے رویے میں۔۔؟"

لہجے میں نرمی مگر جھنجھلاہٹ تھی

"میرے ساتھ کبھی پیار سے بات کرنا تو دور۔۔آپ نے پیار کی نظر سے بھی نہیں دیکھا۔۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامتی شکوہ کناں تھی جبکہ عرش نے سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا

"اپنی حد میں رہو۔۔"

اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے عرش شاہ دبے دبے غصے میں بولا تھا

”میاں بیوی میں کوئی حد نہیں ہوتی شاہ صاحب۔۔“

وہ اس کی آنکھوں میں سرخی دیکھتی جتاتے ہوئے بولی

”تم نہ قابل ہی نہیں ہو میری نرمی کے۔۔“

عرش غصے میں کہتا ہوا پلٹا اور کمرے سے نکل گیا جبکہ امل نے دکھ سے زور سے بند ہوتے دروازے کو دیکھا تھا

”یا اللہ میں ایسا کیا کروں کہ سب ٹھیک ہو جائے۔۔“

عرش کے جانے کے بعد وہ سر کو ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گئی اور سسک کر بے بسی سے بڑبڑائی

////////////////////

"مریم پلیز چائے بنادیں۔۔"

کمرے میں داخل ہو کر مریم کے سلام کا جواب دے کر اس نے کہا اور صوفے پر براجمان ہو گیا وہ امل کے کمرے سے نکل کر سیدھا مریم کے پاس آیا تھا

"کیا بات ہے۔۔ کچھ پریشان ہیں۔۔؟"

مریم اس کے چہرے کو دیکھتی پوچھنے لگی

"نہیں۔۔ بس آپ چائے بنادیں۔۔"

اب وہ قدرے مسکرا کر بولا تھا جبکہ مریم اثبات میں سر ہلاتی کمرے سے نکل گئی

"آج تو انہیں امل کے روم میں جانا تھا۔۔ پھر یہاں۔۔"

وہ سوچتی ہوئی زینے اترنے لگی

جبکہ عرش شاہ کو امل کی باتیں بے چین کر رہی تھی

"کیا کروں۔۔ کیسے قبول کر لوں اسے۔۔"

وہ بند ہوتے دروازے کو دیکھتا بولا

"پہلے ہی مریم کے ساتھ بہت زیادتی کر چکا ہوں۔۔ اب امل کو قبول کروں گا تو مریم کو دکھ ہوگا۔۔

مگر امل کے حقوق بھی فرق ہیں مجھ پر۔۔“

وہ امل کی باتوں پر غور کرتا اپنے آپ سے گویا ہوا

”ہر طرف سے مشکل ہے۔۔کون سا راستہ چنوں۔۔امل کو چھوڑ بھی نہیں سکتا اب۔۔“

”برابری کرنا بہت مشکل ہے۔۔

یااللہ میرے دل میں امل کے لیے کچھ گنجائش پیدا کر دے۔۔ورنہ بہت مشکل ہے اس کے ساتھ زندگی گزارنا۔۔“

”یااللہ مجھے دونوں میں برابری کرنے کی ہمت دے۔۔میں دونوں کو ہی دکھ نہیں دینا چاہتا۔۔“

////////////////////////

"شاہ جی۔۔"!

مریم کی پکار پر سوچ میں گم عرش شاہ نے چونک کر اسے دیکھا

"جی۔۔"

"یہ چائے۔۔"

مریم نے چائے کا کپ اسے تھمایا

"شکریہ بیگم۔۔"

وہ اب ہلکا سا مسکرا کر بولا تھا مریم کو دیکھ کر اس کی پریشانیاں ویسے ہی زائل ہو جاتی تھیں

''آج آپ یہاں۔۔ میرا مطلب ہے آج آپ کو امل کے روم میں جانا تھا۔۔''

وہ نگاہیں دوسری طرف کرتی الجھ کر بولی تو عرش شاہ کو اس کی معصومیت پر جی بھر کر پیار آیا

''بھئی موڑ بدل بھی تو سکتا ہے۔۔ اب آپ مام اور ڈیڈ کی طرح برابری پر لیکچر مت دینے لگ جایئے گا مریم۔۔''

وہ چائے کے کپ کو لبوں سے لگاتا بولا

”لیکن اصول تو اصول ہے۔۔“

وہ دھیمی آواز میں سنجیدگی سے گویا ہوئی

”آپ کی اچھائی اور فراغ دلی کا دن بہ دن اسیر ہوتا جا رہا ہوں میں۔۔آپ اتنی پیاری۔۔اتنی اچھی کیسے ہیں مریم۔۔؟“

وہ اس کے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتا تشکرانہ انداز میں گویا ہوا

”نہیں اتنی بھی اچھی نہیں ہوں۔۔۔مجھے بہت دکھ ہوتا ہے آپ کو بانٹنے سے۔۔لیکن پتہ نہیں کیسے صبر آجاتا ہے۔۔“

وہ لہجے میں دکھ لیے بولی

”مریم آپ نا میری زندگی میں فرشتہ بن کے آئی ہیں۔۔آپ کو دیکھ کر میری ساری الجھنیں ختم ہو جاتی ہیں ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے اور چہرے کی پریشانی، اطمینان میں بدل جاتی ہے۔۔“

وہ سرشاری سے گویا ہوا تو اس کی باتوں پر مریم کے لب مسکرائے

”آپ نے مجھے معاف کر دیا نا۔۔؟“

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا یک دم پوچھ بیٹھا

”کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔پلیز بھول جائیں ان باتوں کو جو اذیت دیں۔۔“

وہ دھیرے سے بولی تو عرش شاہ نے اسے تشکرانہ نگاہوں سے دیکھا

"میری خوش بختی ہیں آپ مریم۔۔ میں نے بہت نوٹ کیا ہے آپ کی دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔۔ آپ کو پتہ ہے ایک ہفتے سے میں جس کیس کے لیے پریشان تھا اور صبح آپ کو اس کے لیے دعا کے لیے کہا اور دیکھیں وہ خطرناک مجرم پکڑے گئے۔۔"

وہ اسے پر یقین انداز میں بتا رہا تھا

"پتہ نہیں آپ کو ہی ایسا لگتا ہے۔۔ ورنہ جتنی دعائیں میں اولاد کے لیے مانگتی ہوں ابھی تک قبول نہیں ہوئیں۔۔"

اس کے انداز میں درد تھا

”ایسے ناامید نہیں ہوتے میری جان۔۔خدا کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے

۔۔“

وہ اس کے اداس چہرے کو دیکھتا گویا ہوا

”اچھا اب جلدی سے پاس آئیں۔۔اور میری تھکاوٹ اتاریں۔۔“

کہتے ہوئے اس نے اسے اپنی جانب کھینچا

”لیکن شاہ جی۔۔“

وہ اس کے سینے سے ٹکرا کر اس کی گود میں گرتی منمنائی تھی مگر عرش شاہ

مدھوش ہونے لگا تھا

///////////////////////

شاہ جی؛ مریم نے عرش کی باہوں میں لیٹے ہوئے اسے پکارا

حکم کریں میری جان: عرش نے محبت بھرے لہجے میں کہا

میں آپ سے کچھ مانگوں شاہ جی؟؟ مریم نے عرش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھا

اررے جانِ شاہ حکم کریں نا آپ

پہلے وعدہ کریں آپ انکار نہیں کریں گے، مریم بضد ہو کے کہنے لگی

بیگم آپ کے لیے تو عرش شاہ کی جان بھی حاضر ہے آپ حکم تو کریں۔۔ عرش نے مریم کو باہوں میں گھیرتے ہوئے کہا

و ــ ہ شا ــ ہ جی۔۔ مریم نے ٹھہرتے ہوئے کہا

کہیں نا مریم۔۔ عرش نے مریم کا ماتھا چومتا ہوئے کہا

شاہ جی آپ امل کو معاف کر دیں میری خاطر اور اسے بیوی ہونے کا حق دے دیں۔۔ مریم نے سانس روکے ایک جھٹکے میں کہا

مریم کی بات سنتے ہی عرش ساکت ہو گیا اور اٹھنے لگا

شاہ جی پلیز۔۔ عرش کو اٹھتا دیکھ مریم نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے پکارا

میں مانتی ہوں امل نے بہت غلط کیا ہے جو. قابل معافی نہیں ہے، پر دیکھیے نا اسکو بہت سزا مل چکی ہے اور اللہ بھی اپنے اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو فراخ دلی کا مظاہرہ کریے پلیز شاہ جی امل کو معاف کر دیں ہو سکتا ہے اللہ ہم سے خوش ہو جائے اور ہم پر کرم کر دے پلیز شاہ جی پلیززز، مریم نے آنکھوں میں آنسو لاتے ہوئے کہا

میری جان روئیں مت، عرش نے تڑپ کر کہا

آپکی ساری باتیں بجا ہیں، لیکن آپ بتائیں اسنے جو کیا ہے وہ قابل معافی ہے؟ مجھے میرے گھر سے دور کیا میری بیوی میرے والدین کو دکھ پہنچایا اور مجھے درندہ ثابت کرنے کی کوشش کی، میں کیسے بھول جاؤں؟ میری ماں کی تربیت غلط ثابت ہوئی میری بیوی کی محبت جھوٹی پڑی اسکا مان ٹوٹا؟ میری کیا خطا تھی مریم؟ کونسے

جنم کی نفرت کا بدلہ لیا ہے اس نے، میں نے نکاح سزا کے طور پر کیا تھا اور جو مجھے یہ بھی غلط لگتا ہے، میرے دل میں میری زندگی میں میری حیات میں صرف مریم کی جگہ ہے اور رہے گی کسی اور کے لیے کبھی نہیں بن سکتی معاف کیجیے گا جانِ شاہ آپ جان مانگ لیتی تو عرش شاہ آپ پر نچھاور کر دیتا

عرش مریم کے پاس بیٹھتے ہوئے کہنے لگا

شاہ جی جو ہوا وہ مقدر میں لکھا ہو گا، تقدیر کا لکھا کون ٹال سکتا ہے؟ آپ امل کو ایک موقع دیں

مریم نے اداسی سے کہا

مریم میری تقدیر کا لکھا تب ہی پورا ہو گیا تھا جب آپ آئی تھیں میری زندگی میں میں نے ضرور کوئی ایسی نیکی کی ہو گی جس کے صلے میں آپ ملی ہیں مجھے، ایسا کچھ مت کہیں جو میں نا کر سکوں،

التجائی انداز میں عرش کہنے لگا

مریم کچھ اور نا کہہ سکی اور عرش کے سینے سے لگ گئی

آپ پھر جا رہے ہیں۔۔ مریم نے اداس ہوتے ہوئے کہا

کام ہے ناں جان جلدی آجاؤں گا عرش نے بال سیٹ کرتے ہوئے کہا

ہممممم

ٹھیک۔۔ مریم نے ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا

آہاااں مطلب بیگم اب یہ ادا دیکھا کر گائل کرے گی ہمیں، کمر کر گرد بازوں کا حصار کرتے ہوئے مریم کو خود سے لگاتے ہوئے عرش نے شیطانی سے کہا

شرم سے مریم کا چہرہ سرخ ہونے لگا۔۔

جاتے جاتے محبت کا مشروب تو پلادیں اپنے دیوانے کو بیگم

مریم کے ہونٹوں پر جھکتے ہوئے عرش نے مدھوشی سے کہا

شرم۔کے مارے مریم نے آنکھیں بند کرلی، پیار کی مہر دیتے ہوئے عرش ڈیوٹی پر چلا گیا

باغیچے میں ٹہلتی ہوئی عروہ کو دیکھ کر اشعل اسکے پاس آیا

عروہ۔۔!

آ-ہاں ارے اشعل تم کیسے ہو؟

عروہ اچانک اشعل کو سامنے پا کر ہڑ بڑا گئی

تمہارے بغیر کیسا ہو سکتا ہوں؟؟ اشعل نے پھیکی مسکراہٹ سے کہا

ہمم، عروہ نے رخ پھیرتے ہوئے کہا

تم کیسی ہو؟ اشعل نے پوچھا!

جسکی دنیا اجڑی ہوئی ہو وہ بھلا کیسی ہو سکتی ہے اشعل، عروہ دکھ سے کہنے لگی

عروہ۔۔!اشعل نے پکارا

جی

مجھ سے شادی کروگی؟اشعل نے نم آنکھوں سے پوچھا

اشعل۔۔ عروہ نے لرزتی ہوئی الفاظ میں کہا

بولو عروہ، مجھ سے شادی کروگی؟؟

آپ ابھی بھی مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟ عروہ نے اشعل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

ۃم۔دونوں بچپن سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں عروہ مجھے فرق نہیں۔پڑتا

تم۔میرا ساتھ دو گی ناں؟عروہ کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے اشعل نے کہا

ہاں اشعل،اشعل کا ہاتھ تھامتے ہوئے عروہ نے نم آنکھوں سے کہا

گیلری میں کھڑے ضامن شاہ اور حورین جو سب دیکھ رہے تھے حورین خوشی سے رب کا شکر ادا کرنے لگی،دیکھیے ضامن ہماری عروہ آج خوش ہے

اور اشعل ہی وہ لڑکا ہے جو اپنی محبت ہماری عروہ پر نچھاور کر سکتا ہے آپ ان دونوں کا ساتھ دیں گے ناں؟

ہاں حورین میں پہلے ہی اپنی پھول سی بچی کی زندگی تباہ کر چکا ہوں، پھوپھو صحیح کہہ رہی تھیں کہ باپ کا کیا اولاد پہ آتا ہے، دیکھو ناں میرا کیا میری عروہ پر آیا

ضامن شاہ نے روتے ہوئے کہا

ارے ایسا مت کہیں، جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب کچھ بھی غلط نہیں ہو گا سب ٹھیک ہو جائے گا انشااللہ، حورین نے ضامن شاہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا

انشااللہ، ضامن شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا

مریم

مریم

مریم میری جان

عرش مریم کو پکارتے ہوئے پورے گھر کا چکر لگانے لگا

اررے بھئی کیا ہو گیا کیوں چِلا رہے ہو عرش، حورین نے بد حواسی سے پوچھا

مام میری بیگم کہاں ہے! عرش نے شرارت بھرے لہجے میں کہا

کیوں میری بیٹی سے کیا کام ہے تمہیں ہاں، حورین نے مزاحیہ انداز میں کہا

وہ میں اسے محبت کی سواری پر لے کے جانا چاہتا ہوں ناں

شرارت سے عرش نے کہا

بد معاش: عرش کا کان پکڑتے ہوئے حورین نے کہا

جی شاہ جی سوری وہ میں کپڑے سکھا رہی تھی

مریم بیٹا لگاؤ اس شیطان کی کلاس، ہنستے ہوئے حورین وہاں سے جاتے ہوئے کہنے لگی

ہمم تو کیا ارادہ ہے میری جان کا، حورین کے جاتے ہی مریم کو آنکھ مارتے ہوئے عرش نے کہا

کیسا ارادہ، سرخی مائل چہرے سے مریم نے انجان بنتے ہوئے کہا

آیئے بتاتا ہوں، مریم۔ کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے جاتے ہوئے عرش نے کہا

یہ میں۔آپکے لیے لایاہوں مریم، چمکیلی بلیک ساڑی مریم کو دیتے ہوئے عرش نے کہا

یہ بہت خوبصورت ہے شاہ جی، مریم نے خوش ہوتے ہوئے کہا

آپ آج شام کو عروہ کے نکاح میں یہی پہنیں گی آئی سمجھ

مریم کے ناک کو پکڑتے ہوئے عرش نے کہا

جی، مریم نے شرماتے ہوئے کہا

شاہ حویلی کی تیاریاں عروج پہ تھی، آج عروہ شاہ کا نکاح اشعل علی سے کیا جارہا تھا

سفید کام کی ہوئی شورٹ شرٹ اور بنارسی شرارے میں نفاسیت سے ڈوپٹہ سر پہ سجائے دلہن بنی عروہ قیامت ڈھا رہی تھی

سفید شیروانی پر مسکراہٹ سجائے اشعل سب پر بھاری تھا

بلیک ساڑی پہنے بالوں کو اسٹریٹ کرتے ہوئے اونچی ہیل پہنے وہ عرش کے سامنے آئی

ماشاللہ ماشاللہ بیگم قتل کا ارادہ ہے؟ عرش نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے مریم کی تعریف کی

کیوں ناں یہی پر دوبارہ آپ سے نکاح کرلوں، مریم کے کانوں کے پاس عرش نے سرگوشی کی

آپ بھی ناں شاہ جی، ہلکی سی چست عرش کے بازو پہ لگاتے ہوئے مریم شرمائی

تھوڑی نظر ادھر بھی کر لیں شاہ جی، ریڈ میکسی پہنے بالوں کو کرل کرتے ہوئے ڈارک ریڈ لپ اسٹک لگائے کمر پر ہاتھ رکھ کر امل، عرش سے مخاطب ہوئی

امل کی آواز پر عرش نے گھوم کر اسکی طرف دیکھا، میری مریم۔سے خوبصورت کوئی اور ہو سکتی ہے بھلا مریم۔ کی کمر میں باہیں ڈال کر عرش نے کہا

چلیں، مریم نکاح ہونے والا ہے، مریم کو دیکھتے ہوئے عرش نے کہا

اور کتنا تڑپائیں گے عرش شاہ، امل نے دل میں۔ کہا

مریم نے امل کو دیکھا جو رخ موڑ گئی

نکاح مبارک، نکاح مبارک کی آوازیں گونجنے لگی،

مریم بیٹا، جو مٹھائی میں نے کہا تھا وہ لے آیئے، حورین نے مریم سے کہا

جی مام ابھی لائی، جیسے مریم آگے ہوئی اتنے میں اسے چکر آیا، اس سے پہلے مریم زمین پر گرتی دو مضبوط ہاتھوں نے اسے سنبھال لیا

ارے بیگم سنبھال کر کیا ہو گیا؟ عرش نے اسے تھامتے ہوئے کہا

پتا نہیں شاہ جی دو دن سے بہت چکر آرہے ہیں

آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتایا مریم؟ حورین نے پریشانی سے کہا

ہاں۔ مریم مام کو کیوں نہیں۔ بتایا آپ خود ڈاکٹر کے پاس کیوں نہیں گئی، عرش نے مریم کے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔۔۔

چلیں مریم ہم ابھی جا رہے ہیں ہاسپٹل، مریم۔ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے عرش نے کہا

رکیں شاہ جی، ابھی نہیں جا سکتے دیکھیں ناں کتنے مہمان ہیں گھر میں، مہمانوں کی طرف نگاہ گھماتے ہوئے مریم نے کہا

اوہو بیٹا ہم لوگ ہیں ناں آپ جائیں، عرش جلدی سے لے جاؤ مریم کو، حورین نے مریم کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

جی مام، چلیے بیگم، گاڑی کی چابیاں نکالتے ہوئے عرش نے مریم سے کہا

رکو/! میں بھی ساتھ جاؤنگی مریم کے، پیچھے سے امل نے آواز دی

کوئی ضرورت نہیں ہے، عرش شاہ خود کافی ہے اپنی بیوی کے لیے، عرش نے چڑ کر جواب دیا

امل نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ مریم نے کہا میں ٹھیک ہوں امل تم پریشان مت ہوں، شاہ جی ہے ناں میرے ساتھ

لیکن مریم تم اس کا۔۔ چلو بیٹا امل میری ہیلپ کردو امل کچھ کہنے لگی تھی کہ حورین اسے اپنے ساتھ لے گئی

رکیں مام، امل ہاتھ چھڑوا کے بھاگی

رکو عرش، عرش رکو مت بیٹھو اس میں

امل چیختی ہوئی دوڑی۔۔

مریم اور عرش کو دھکا دیتے ہوئے امل گاڑی کے اوپر جا لگی

یہ کیا بد تمیزی ہے جاہل لڑکی عرش کہتے ہوئے مڑا اتنے میں ایک زوردار دھماکہ ہوا

مریم اور عرش دور جا گرے، امل

مریم چیخی

شاہ.جی شاہ.جی یہ کیا ہوا، شاہ.جی امل

شاہ جی امل کو دیکھیں ناں امل امل کہاں ہو امل

دھماکے کی آواز سے پوری شاہ حویلی میں تہلکا مچ گیا، عرش پاس آیا اور مریم کو اٹھایا

اٹھیں مریم، عرش تکلیف سے کہنے لگا

شاہ جی یہ کیا ہوا، میری امل کہاں ہے شاہ جی میری امل کہاں ہے، عرش کا کالر پکڑے مریم روتے ہوئے کہنے لگی

کیا ہوا عرش یہ دھماکہ کیسا؟ ذامن شاہ عجلت میں عرش سے مخاطب ہونے لگے

پتا نہیں ڈیڈ، عرش زخمی ہو چکا تھا اپنے سر سے بہتے خون پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا

عرش کی گاڑی بلاسٹ ہو چکی تھی،اور اس کے پاس امل کی لال میکسی کا ٹکڑا پڑا ملتا ہے،

امل ؟؟ امل تم کہاں ہو، عرش دیوانہ وار امل کو ڈھونڈتے ہوئے چیخنے لگا

مام مام میری امل کہاں ہے مام یہ یہ یہ اتنا سارا خو و—ن

خون دیکھتے ہی مریم بے ہوش ہو گئی

املل

خون پر ہاتھ رکھتے ہوئے عرش شاہ چیخا

یا خدا یہ کیا ہو گیا میری امل بچی نہیں رہی ؟ پھوپھو سینہ پیٹتے ہوئے رونے لگی

امل بیٹا یہ کیا کر دیا تم۔نے کیوں کیا، حورین روتے روتے کہنے لگی

نہیں مام امل ایسے نہیں مر سکتی، مام وہ ایسے نہیں مر سکتی مریم، مریم کہاں ہے
عرش بدحواس ہونے لگا

مریم، مریم آنکھیں کھولیں

مریم!

مریم آپ سن رہی ہیں

مریمم، مریم اٹھیں

مریم اٹھیں نا

مریم آپ سن کیوں نہیں رہی

ڈیڈ مریم جواب کیوں نہیں دے رہی ڈیڈ

عرش کے اوسان خطا ہونے لگے

بیٹا مریم کو فورن ہسپتال لے کے جاؤ زامن شاہ نے کہا

ڈیڈ امل ڈیڈ امل

ڈیڈ یہ امل ایسے نہیں کر سکتی

عرش شاہ روتے ہوئے کہنے لگا

میری ٹیم بلائیں ڈیڈ وہ پتا کرے گی یہ کیا ہوا ہے فورن ڈیڈ

عرش بیٹا خود کو سنبھالو، اور مریم کو لے کے جاؤ پلیز، میں دیکھتا ہوں ادھر زامن شاہ نے کہا

جی ڈیڈ مریم کو باہوں میں اٹھاتے ہوئے عرش نے کہا

ڈاکٹر

ڈاکٹر

ڈاکٹر دیکھیں میری مریم آنکھیں کیوں نہیں کھول رہی

عرش نے سسکتے ہوئے کہا

آپ یہی رکیں میں انکا چیک اپ کرتی ہوں، ڈاکٹر نے کہا

اتنے میں عرش شاہ کا موبائل بجتا ہے،

ہیلو سر، سی سی ٹی وی کیمرے کے مطابق گاڑی میں بم امل شاہ نے خود لگایا تھا، یہ کسی اور کی نہیں بلکے انکی اپنی سازش تھی، انکے کمرے سے ایک ڈائری ملی ہے آپ جلدی آجائیں

عرش شاہ کے ہاتھ سے مموبائل گرا، اتنے میں ڈاکٹر بائر آئی

عرش بھاگا کیا ہوا ہے میری مریم کو؟؟؟

کچھ نہیں یہ ماں بننے والی ہیں اور انکا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے بہت احتیاط کی ضرورت ہے

میں۔ مل سکتا ہوں اپنی وائف سے ؟

جی بلکل،

عرش بھاگا بھاگا پہنچا

مریم

عرش نے پکارا

شاہ جی کیا سچ میں ہم والدین بننے والے ہیں کیا سچ میں اللہ نے میری سن لی، مریم روتے ہوئے کہنے لگی

ہاں جانِ شاہ اللہ نے ہماری سن لی

لیکن امل ؟امل کہاں ہے شاہ جی وہ۔ ٹھیک ہے نا؟

مریم نے عرش کو ہلاتے ہوئے پوچھا

آئیں۔ پہلے گھر چلے بتاتا ہوں سب، مریم کو سہارا دیتے ہوئے عرش نے سنجید گی سے کہا

حورین دروازے پہ ہی مریم اور عرش کا انتظار کرنے لگی، جیسے ہی عرش پر نظر پڑی دوڑ کے آئیں

کیا ہوا عرش مریم کیا ہوا؟ آپ ٹھیک ہیں۔ نا بچا؟ چوٹ تو نہیں لگی نا

مام عرش حورین کے گلے لگا

کیا ہوا ہے عرش کچھ بول

مام اللہ نے آپ سب کی سن لی، آپ دادی بننے والی ہیں، عرش نے حورین۔ کو بتایا

کیا سچ؟ شکر ہے میرے رب میرے رب نے اپنا کرم کیا

مریم کو گلے لگاتے ہوئے حورین نے کہا

تو خوش ہو رہی ہے حورین ؟ ایک طرف ماتم اور ایک طرف خوشی ؟ یہ ہے ہی منحوس اپنی بہن کو بھی کھا گئی میرے عرش کو کب کھائے گی

خبر دار دادو، اگر ایک لفظ اور کہا تو میں لحاظ بھول جاؤنگا، عرش نے غصے سے کہا

عرش مریم۔ کو کمرے میں لے کے جائیں، حورین نے کہا

پھوپھو آپ ہماری بڑی ہیں اسکا مطلب یہ نہیں کہ آپ کچھ بھی کہیں گی، زبان سنبھال کر بات کریے گا دوبارہ، مریم کے جاتے ہی حورین نے غصے سے کہا

رونا بند کریں میری جان آپ کیوں رو رہی ہیں۔۔ مریم کو روتا دیکھ عرش نے اپنی باہیں اسکے گرد حائل کرتے ہوئے کہا

دادو صحیح کہہ رہی ہیں شاہ جی میرے باپ کا کیا میرے آگے آیا ہے، میں نے اپنی بہن کھودی، لیکن شاہ جی میں جینا آپکے ساتھ چاہتی ہوں اور مرنا آپ سے پہلے چاہتی ہوں عرش کے سینے میں منہ چھپا کے مریم ہچکیوں سے رونے لگی

خبر دار مریم اگر یہ لفظ زبان سے نکالے تو، آپ جان ہیں میری اور آپکی بہن نے خود یہ کارنامہ کیا ہے، مریم کے آنسو صاف کرتے ہوئے عرش نے کہا

یہ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ، مریم نے حیرانگی کا مظاہرہ کیا

یہ دیکھیے، امل کی ڈائری مریم کو دیتے ہوئے عرش نے کہا

تحریرِ امل

میں امل علی بہت مغرور لڑکی تھی، لیکن شاہ فیملی سے بچپن کی نفرت نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا، میں پوری شاہ فیملی کو تباہ کرنا چاہتی تھی پر مجھے کیا پتا تھا کہ میرے ساتھ ہی الٹ جائے گا سب، میں عرش شاہ سے کبھی نکاح نا کرتی لیکن اس پر لگائے جھوٹے الزام نے مجھے برباد کر دیا، عرش چاہے نفرت برساتا رہا لیکن مجھے اس سے اب محبت ہو گئی ہے اور مجھ سے مریم۔ کی شراکت برداشت نہیں۔ ہو رہی، مریم تمہیں مرنا ہو گا، تبھی عرش شاہ امل شاہ کا ہو گا، مریم کی طبیعت کچھ دنوں سے خراب ہے اور یقینن عرش اسے ہاسپٹل لے کے جائے گا ،اس لیے میں نے عرش کی گاڑی میں بم فٹ کر لیا ہے، مریم تم کونسا میری سگی بہن ہو مجھے تھپڑ مارا تھا نا تم نے اسکا خمیازہ بھگتو

میں عرش کو مریم کے ساتھ کبھی نہیں جانے دونگی ایسے کسی کو شک بھی نہیں ہو گا اور مریم بھی راستے سے ہٹ جائے گی ہاہا عرش میرا ہو جائے گا

رکھی ہیں میں نے دل کی تسلی کے لیے تمہاری تصاویر

کیا کوئی گناہ ہے تم سے عشق کرنا میرے سرتاج

امل شاہ

مریم کے ہاتھ سے ڈائری چھوٹ جاتی ہے، اسکا مطلب

اسکا مطلب میری بہن ہی میری دشمن تھی، منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے مریم سسکی، شاہ جی یہ میری امل ایسی نہیں۔ تھی

جانِ شاہ اسکی فطرت میں۔ ہی گندگی تھی، اچھا ہوا اپنے پلان۔ میں پھنس کے مرگئی نہیں تو میں اپنے ہاتھوں سے جان۔ لے لیتا اسکی، عرش نے جذباتی ہوتے ہوئے کہا

آپ کچھ مت سوچیں، ہمارے لیے سوچیں مریم ہمارے بچے کے لیے سوچیں

ہماری زندگی میں رنگ بھر دیے گئے ہیں جانِ شاہ زندگی کے یہ ستم، ہائے
تیرے ستم، عرش نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

آپ بھی ناں شاہ جی مریم۔ نے مسکراتے ہوئے عرش کے کندھے پر سر رکھ دیا

ختم شد